

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله

که آوازه خسته توان پر از این امان مری علوم و شریعت شیدا کان عدل و انصاف

علی حضرت خداوند محترم حضور پرنور نبی گمانی نظام الملک آصفیاه غفرلکم

مجلد الف کتاب مستطاب

روائع الاحکام ترجمه شرائع الاسلام

تبریز کتب مطبعه عدالت سرکار عالی مورخه ۱۲۸۵ قمری مطابق ۱۸۶۷ هجری اولی

۱۲۸۵ هجری شریک کتب استخوانات قانونی ممالک محروسه سرکار عالی گردیده

ز به سرپرستی

عالم مدقق و فاضل محقق جامع معقول و منقول عالیجنابان بهادر مولانا مولوی خدیو خان

بهادر حقیق حبیب بن سبی میر مستم علی صاحب

دیده در کتب مطبعه حسین آه طبعه چاپ گردید

مطبعه حیدرآباد مستند مالک چاپ گردید

عالم مدقق

۲۲

۱۰۲۶

۱۲۸۵

CHECKED 61 4410340

1881
Checked

کتاب مندرجہ فہرست ہذا مطبوعہ و قلمی ہمارے کتب خانہ سے بکفایت مل سکتی ہیں

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
اخبار و احادیث	ع	مصاب	ع	اخلاق فصیح	ع	نجوم و رمل	ع
فقہ کلام مذہب	ع	دفعہ غم	ع	تحفہ نفیس	ع	آفتاب رمل	ع
معطار الجوامع	ع	روضۃ الشہداء	ع	توقیعات کسری	ع	گلشن شہرت حصہ ۱	ع
منہج الیقین	ع	بوستان شہادت	ع	قوانین دستگیری و نعت	ع	ایضاً حصہ ۲	ع
صرۃ النجاة وغیرہ	ع	سلک مرصع	ع	شہنشاہان نعت	ع	ایضاً حصہ ۳	ع
صرۃ النجاة خورد	ع	مجموعہ مثنوی میرمنش	ع	مخازن الاشہار نعت	ع	دانش نامہ حمان	ع
انوار الابصار	ع	میرائیس	ع	قصص و غیرہ	ع	سیرتہ رحمت رفوف	ع
عقائد شیعہ	ع	زبدۃ المصاب	ع	ضرب الجالس	ع	مولن ذاکرین	ع
البواب الجنان	ع	ذائقہ ماتم	ع	گلزار آصفی	ع	حدائق البلاغہ در غزل	ع
تحفۃ العارفین	ع	ریحان غم	ع	صریفۃ العالم مقالہ	ع	گنجینہ توارخ	ع
آداب التعلیم	ع	خلاصۃ المصاب	ع	مقالہ دوم	ع	طب	ع
بنوع المعجزات	ع	رفق الزائرین	ع	تزک آصفیہ	ع	انوار الحوائش	ع
ریحان معراج	ع	داستان غم	ع	تحفۃ العالم	ع	موہب الکاانون	ع
مثنوی نان حلوا	ع	کنز المصاب	ع	کتب و اوین و	ع	اقصالی اردو	ع
شرح ہفت بند کاشی	ع	ریاض الشہادت	ع	مثنویات و غیرہ	ع	قرا بادین دکائی	ع
بانغ ارم	ع	سہ جلد	ع	دیوان امانت	ع	مجربات شہیاری	ع
شمس المشرقین	ع	مجالس الشیعہ	ع	گلزار خلیل	ع	مناظرہ	ع
تحفہ جعفری	ع	ادعیہ امامیہ	ع	یادگار صغیر	ع	نور الکیمیتین	ع
منظر الغرات	ع	رسائل منتخبہ	ع	ریاض لطافت	ع	تحفۃ الاشعریہ	ع
منظر العجائب	ع	زاد المعاد	ع	دیوان ضامن	ع	مفید العوام	ع
سیر الائمہ	ع	صحیفہ کاملہ	ع	دیوان مظهر حاجنان	ع	رسالہ آریہ تطہیر	ع
حلیہ الصالحین	ع	رسالہ استخارہ	ع	دیوان عابد	ع	تنبیہ المتکبرین	ع
مشارق الانوار	ع	قطع کوجک	ع	دیوان فیض	ع	معیار الہدای	ع
روضۃ الاحکام	ع	صحفہ ثانیہ	ع	دیوان انس علی ثانی	ع	عمدۃ الانشا	ع

سید رستم علی تاجر کتب مالک مطبع عباسی حیدر آباد دکن کو چھ لکڑی لکڑی

تقریظ مجتہد العصر الزمان حاوی علوم
معقولات منقول کاشف معضلات فروع و
موان قبائلیہ کجیا بولایا ولوی سید صاحب
المعرف بجناب میرا خاصا ادا ملہ تطلالہ
بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین موقنین متقین آثار ائمہ طاہرین پر
پر مخفی نہ رہے کہ کتاب مستطاب دائع الاحکام حسین
اصل کتاب شرائع الاسلام کا (جو مذہب اثنا عشری کی
درسی اور مشہور و مستند کتاب زانافع افاضل طلاب ہے)
زبان اردو میں با محاورہ ترجمہ اور اس کے عبارات
مشکلہ اور مطالب معضله کاحل بعنوان شائستہ و مرغوب
کیا گیا ہے اور اس کے حواشی پر مسائل عدیدہ کے ساتھ
شانت کی تسہیل کی گئی ہے حضرات مومنین کے لیے عموماً
اور طلبہ علوم و دینیہ کے لیے خصوصاً بہت ہی مفید اور
نافع ہو نا علیہ حلیہ مومنین اخیار کو لائق و متزاوہ کر کہ کتاب کو

خرید فرمائیں اور اس نفع اوٹھائیں
رحمہ اللہ سید مصطفیٰ عوبہ میرا غامضی معنہ

تقریظ مجتہد العصر الزمان حاوی علوم
معقولات منقول کاشف معضلات فروع
موان قبائلیہ کجیا بولایا ولوی محمد حسین صاحب
المعرف بجناب سید عیسیٰ صاحب ادا ملہ تطلالہ
بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین موقنین متقین آثار ائمہ طاہرین پر
مخفی نہ رہے کہ کتاب مستطاب دائع الاحکام حسین اصل
کتاب شرائع الاسلام کا (جو مذہب اثنا عشری کی درسی
اور مشہور و مستند کتاب زانافع افاضل طلاب ہے) زبان
اردو میں با محاورہ ترجمہ اور اس کے غوامض مشکله و عجبات
واقفہ کاحل بعنوان شائستہ و مرغوب کیا گیا ہے اور اس کے
حواشی پر معضلات مسائل کی یاد دہانہ سطحہ پراہین قاطعہ نہایت
ممتاز کے ساتھ تسہیل کی گئی ہے حضرات مومنین کے لیے عموماً
اور طلبہ علوم و دینیہ کے لیے خصوصاً بہت ہی مفید اور
نافع ہو نا علیہ حلیہ مومنین اخیار کو لائق و متزاوہ کر کہ کتاب کو

خرید فرمائیں اور اس سے نفع اوٹھائیں
رحمہ اللہ سید محمد حسین

بسم الله الرحمن الرحيم

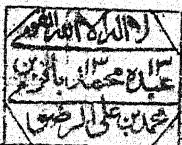
عموماً اور عالم دین کے لیے خصوصاً بہت نافع اور مفید

یہ سبہ جمیع حضرات مومنین کو سزاوار و مناسب

ہر کہ بشوق و رغبت تمام اسے خرید

فرمانین اور اسکے فوائد سے

فصل ہون فقط



4. 17
14. 21

صورتہ مفصلہ نال انجیر العالمہ انجیر الفصامہ کشف معضلات تحقیق بموجب بیانہ
مورد دعوا مضل التیقین مختصر ثبیانہ فخر الدین منہج الناقین قدوة لمصطفین مع لانا
و مقصد اجناب المولوی السید ظہور الحسن دامت برکاتہ و تمت افاداتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب اکیہ مؤمنین قرآن صافیہ باب علم و تقویٰ ہر دو جہز ہو کہ مجلدات احکامات کتاب ستا بیع الی الامام حسین
فضائل آباء کمال کتاب عمدۃ الاحباب الاطیاب صفوۃ الابرار الانجباء الاستدیان والولی الرشید النبی الموعود
والعمر المزی بنخلیل الواقن والصدیق الوافی کریم الخاتمہ والمعارف المولوی السید محمد صاوق البقاء اللہ ما ذرشارفی و
اوض بارق ابن العالم العالم الفاضل کمال البحر الزاخر والنجم الزاخر جہتہ الفاضلہ المولوی السید محمد باقر وامتہ
دیور کتایمہ لیالیہ نے اصل کتاب شرائع الاسلام (جو مذہب اثنا عشری کی دسی و مشہور اور مستند کتاب ہے) علیہ
مین جہز اولی الالباب ہی کے معاملات کا با محامد و ترجمہ در او سکے غرض مشککہ اور عجائز و قیقہ کا حل با سلوب شائستہ
بعنوان بانستہ کیا ہے اولی آخرہ نظر قاصر سے گزری اور احقر البناؤ نے فرید الطینان کے لیے اسکو اصل
کتاب بحرف بحر ف مطابق کیا و حقیقت مترجم محدود نے اصل کتاب کے مقامات عویدہ کو بہت ہی خوبی اور لطافت کے
ساتھ سہل و آسان کیا ہے اور فوائد نافعہ و در نکات اللہ و پیروانہ کیے ہیں جنکا حال اصل کتاب سے مقابلہ کرنے کے
بعد معلوم ہو سکتا ہے اور اسکو نہایت ضروری اور مفید حواشی کے ساتھ (جو صالک الافہام و جواہر الکلام
و شرح المعنی و غیرہ شرح و حواشی سے اخذ ہیں) بنایت نتیجہ و توضیح معش کیا ہے فی الواقع ذیل ہر دو مین ایسی جامع و مفید
کتاب حسین ابواب فقہ اس شرح و ربط کے ساتھ موجود ہوں دیکھنے مین نہیں آئی یہ کتاب مؤمنین کو عموماً اور طلبہ
علوم و دینیہ کو خصوصاً نہایت ہی مفید و نافع ہو بناؤ علیہ جملہ مؤمنین اخبار اور متقیان انارائتہ اطہار سلام اللہ
علیہم و ام اللیل النہار کو لائیں و سب سے وار ہو کہ اس کتاب نایاب کو خرید فرمائیں اور اس کے فوائد و مطالب

فہرست مختصر مضامین روائع الاحکام ترجمہ شرائع الاسلام

صفحہ	نام کتاب	خلاصہ مضمون
۳	کتاب الصيد والذباحہ	اس میں شکار اور بیچ کے طریقے اور احکام مذکور ہیں۔
۲۱	کتاب الاطعمہ والاشربہ	اس میں اشیاء خوردنی اور نوشیدنی کی تفصیل و اس کے احکام مذکور ہیں۔
۳۷	کتاب النصب	اس میں وہ احکام مذکور ہیں جو کسی مال کے چھین لینے اور غصب کرنے سے متعلق ہیں۔
۵۹	کتاب الشفعہ	اس میں شفعہ کے احکام مذکور ہوئے ہیں۔
۹۵	کتاب احیاء الاموات	اس میں فتادہ زمین کے تعمیر کرنے کے حالات و احکام مذکور ہیں۔
۱۰۷	کتاب اللقطہ	اس میں وہ احکام مذکور ہیں جو بیابان فتادہ اوٹھالینے سے متعلق ہوتے ہیں
۱۲۹	کتاب الفرائض	اس میں میراث کے حالات اور مسئلہ مذکور ہیں۔
۲۳۱	کتاب القضاء	اس میں دعویٰ کے فیصل کر نیکے طریقے اور شرائط مذکور ہیں۔
۳۰۸	کتاب الشہادۃ	اس میں گواہی دینے کے شرائط و احکام مذکور ہیں۔
۳۳۳	کتاب الجحد و التضریر	اس میں سزا دینے و جرمانہ کرنے و حد جاری کرنے وغیرہ احکام مذکور ہیں۔
۳۹۹	کتاب القصاص	اس میں وہ احکام مذکور ہیں جو کسی کے قتل کرنے یا زخمی کرنے یا کسی عضو وغیرہ کے کاٹنے سے متعلق ہو۔
۴۷۱	کتاب الدیات	اس میں اس مال وغیرہ کا ذکر ہے جو جراحت اعضاء کے عوض میں لازم ہے۔

فَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّكَ لَأَمَسْتَ مِنْ دُونِ الْمَدِينِ فَأَلْهِمْنَا

فصل في الجلال في الحكماء من الأئمة الأربعة في إفاضل أهل البيت عليهم السلام

This is a highly decorative square page, likely a frontispiece or a commemorative page from an Islamic manuscript. The central feature is a large, stylized calligraphic emblem in Arabic script, which appears to be a religious or historical inscription. The text is rendered in a bold, flowing style, possibly Thuluth or a similar cursive script, and is set within a circular frame. The background of the page is filled with dense, repeating floral motifs, including stylized flowers and leaves, creating a rich, textured effect. A complex geometric border, featuring interlocking lines and star patterns, frames the entire composition. The overall aesthetic is characteristic of traditional Islamic art, emphasizing symmetry, repetition, and intricate craftsmanship.

طبعه الحسن ما عدا عن لاجل الوكيل راجعاً إلى الله الرحمن الرحيم
وقد التذلل السيد بعد محي عن لاجل الوكيل راجعاً إلى الله الرحمن الرحيم

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَكُونَنَّ
فِي خَيْرٍ عِندَ الْعَالَمِينَ

معظم بود فقط خود نه کمانا چلاجانا شرطاً گوشه نشگاه جبهه و غایب

کتاب الصيد (شکار کرنا) والذباحہ (فج کرنا) اس کتاب کی دوہین ہن پہلی قسم صید
بان بن صید سے عرفہ قتلہا بن حیوان منع بالاصالۃ کی روح کا کسی آلہ معتبر کے ساتھ بدون فج
خارج کرنا مرد ہو اور صید کے لیے تین مردوں کا بیان کرنا ضروری امر اول ادون آلات کے
بیان بن جنکے صید کا مقتول ہونے کے بعد بھی کھانا جائز ہو اور اونکی دوہین ہن پہلی قسم اول
حیوان ہو پس حیوانات شکاری مین سے فقط کلب معلّم (سگ شکاری تعلیم یافتہ) کے مقتول کا کھانا
حلال ہو اور کلب معلّم کے علاوہ باقی حیوانات شکاری کے مقتول کا کھانا او سوقت تک حلال نہوگا
جب تک کہ اوسکا تذکیہ (فج) نکلیا جائے خواہ وہ حیوانات شکاری درندے ہوں جیسے چیتا شیر بنگا
وغیرہ یا پرندے ہوں جیسے باز عقاب۔ آتش وغیرہ اور خواہ وہ حیوانات تعلیم یافتہ ہوں بانہون
قسم دوم چادو پس تلوار اور نیزہ اور تیر کے ساتھ شکار کرنا جائز ہو اور سیطیح پر اوس آلہ سے
شکار کرنا جائز ہو چہین پرکان موجود ہو اور اگر آلات مذکورہ مین سے کوئی آلہ کسی صید پر مختصا
(ترجھا) واقع ہو کر اوسکو قتل کرے تو اوسکا کھانا بھی حلال ہوگا اور سیطیح اوس صید کا کھانا بھی حلال ہوگا
جسکو کہ مضراض (دوہیر چہین پرکان اور پرندہ) نے قتل کیا ہو بشرطیکہ تیز ہو اور مقتول کے گوشت کو
شگافہ کر دے اور سیطیح تیر بے پرکان کے مقتول کا کھانا بھی حلال ہو بشرطیکہ تیز ہو اور اوسکے
گوشت کو شگافہ کر دے اور مقتول کلب (سگ) کی مباح ہونے مین اوسکا معلّم (تعلیم یافتہ) ہونا
شرطی اور تحقیق تعلیم مین تین مردوں کا موجود ہونا لازم ہو امر اول شکار پر چھوڑنے کے وقت
چلا جانا امر دوم روکنے کے وقت اوسکا رک جانا امر سوم اوسکا اپنے مقتول کو باعتبار عادت
نکھانا پس اوسکا علی وجہ الذرۃ کسی مقتول کو کھالینا اباحت مقتول مین قاذ نہوگا اور سیطیح اگر
فقط خون مقتول کے پینے پر اقتضار کرے تب بھی اوسکے مباح ہونے مین قاذ نہوگا اور کلب کے
معلم ہونے کی معرفت مین شرائط ثلثہ کے ساتھ اوس سے مکر شکار کرنا ضروری ہوگا تاکہ جملہ شرائط کا

عيسى بن
 السابع
 الامام الثاني
 وكانوا اصطفا
 باليار والقاب
 والباشق وغير
 ذلك من جوارح
 الطير من كان
 اوفى من غيره
 الاصطفا
 والحق والسما
 وطغيه نضل
 لو اضا مضى
 قتل من
 حاقلة للامر
 الحق والحق
 السم الذي
 لا تصل فيه عا
 كان حاد الفخ
 في البشري
 في الكلب
 ما يقتل يكون
 معلما وحق
 ذلك بشرط
 ثلاثة ان
 لترسل اذا

و کارد من خوار
و اصیبا دهم
و خنجر و فقر
و خنجر و فقر
ما قتل و کذا
فان اهل نادرا
و کذا اهل نادرا
از انچه و ان
ارسله و

حلال ہوگا اگر کسی صید پر تیر کو ہاکیسے اور ہوا کے ذریعہ سے وہ تیر
شکار تک پہنچاؤ سکوت قتل کر دے تو حلال ہو جائیگا اگرچہ فقدان ہوا کی صورت میں تیر مذکور کا
شکار تک پہنچاؤ بھی فرض کیا جائے ایسے صورت مذکورہ میں قتل شکار کا تیر کی طرف مستند ہونا
صادق آتا ہو اور سطح اگر تیر کو کسی شکار کی طرف رہا کیسے اور وہ تیر زمین پر گر کر او سکوت قتل کرے
تب بھی حلال ہوگا اور صید کے حلال ہونے میں مرسل (رہا کر نیوالا) کا اعتبار اور عقلم (تعلیم کنندہ) کا
اعتبار نہیں ہو پس اگر سگ شکاری کو کوئی مسلم کسی صید پر رہا کرے اور وہ او سکوت قتل کر ڈالے
تو حلال ہوگا اگرچہ او سکوت کوئی مجوسی یا بت پرست ہو اور اگر سگ شکاری کو کوئی کافر کسی صید پر
رہا کرے اور وہ او سکوت قتل کر دے تو حلال ہوگا اگرچہ او سکوت کا مسلم ہو اور اگر سگ شکاری کو کوئی
مسلم سہم اندہ کو کسی صید میں رہا کرے اور سگ مذکور کسی دوسرے صید کو قتل کرے تو حلال ہوگا
ایسے کہ جس صید کی طرف قصد کرنا کافی ہو اور صید میں کسی کا قصد کرنا لازم نہیں ہو اور سطح اگر سگ
شکاری کو صید و کبار (شکار ہائے کلاں) پر رہا کرے اور وہ متفرق ہو جائیں وہی وضو وضو (شکار ہائے کلاں)
کو سگ مذکور قتل کرے تو حلال ہو جائیگا بشرطیکہ وہ اپنے نفس کی حفاظت پر قادر ہوں اور
بدون آتش شکار ہو سکتے ہوں اور سگ شکاری کے علاوہ باقی آلات شکار (جیسے تلوار نیزہ غیر وغیرہ)
کا بھی یہ حکم ہو لیکن اگر کوئی شخص آتش شکار کو رہا کرے اور اس نے کسی صید کا مشاہدہ کیا ہو اور وہ آتش اتفاقاً
کسی صید کو قتل کرے تو حلال ہوگا اگرچہ قتل رسال اوئے سہم اندہ بھی کہی ہو خواہ وہ آتش شکاری ہو
یا تیر وغیرہ ایسے کہ اس نے شکار کر لیا قصد نہیں کیا پس صورت مذکورہ میں آتش کار ہا کرنا سگ شکاری
ان خود چھوٹ جانے کے مثل قرار دیا جائیگا اور جو صید کہ سگ شکاری کے قتل کر ڈالنے یا کسی دوسرے
آئے کے غیر موضع ذکات پر پہنچنے سے حلال ہوتا ہو اس سے وہ حیوان وحشی مراد ہو جو
مقتنع اور اپنے تحفظ پر قادر ہو خواہ وہ حیوان دراصل وحشی ہو یا انسی ہونے کے بعد وحشی ہو گیا ہو اور

حلال ہوگا اگر کسی صید پر تیر کو ہاکیسے اور ہوا کے ذریعہ سے وہ تیر
شکار تک پہنچاؤ سکوت قتل کر دے تو حلال ہو جائیگا اگرچہ فقدان ہوا کی صورت میں تیر مذکور کا
شکار تک پہنچاؤ بھی فرض کیا جائے ایسے صورت مذکورہ میں قتل شکار کا تیر کی طرف مستند ہونا
صادق آتا ہو اور سطح اگر تیر کو کسی شکار کی طرف رہا کیسے اور وہ تیر زمین پر گر کر او سکوت قتل کرے
تب بھی حلال ہوگا اور صید کے حلال ہونے میں مرسل (رہا کر نیوالا) کا اعتبار اور عقلم (تعلیم کنندہ) کا
اعتبار نہیں ہو پس اگر سگ شکاری کو کوئی مسلم کسی صید پر رہا کرے اور وہ او سکوت قتل کر ڈالے
تو حلال ہوگا اگرچہ او سکوت کوئی مجوسی یا بت پرست ہو اور اگر سگ شکاری کو کوئی کافر کسی صید پر
رہا کرے اور وہ او سکوت قتل کر دے تو حلال ہوگا اگرچہ او سکوت کا مسلم ہو اور اگر سگ شکاری کو کوئی
مسلم سہم اندہ کو کسی صید میں رہا کرے اور سگ مذکور کسی دوسرے صید کو قتل کرے تو حلال ہوگا
ایسے کہ جس صید کی طرف قصد کرنا کافی ہو اور صید میں کسی کا قصد کرنا لازم نہیں ہو اور سطح اگر سگ
شکاری کو صید و کبار (شکار ہائے کلاں) پر رہا کرے اور وہ متفرق ہو جائیں وہی وضو وضو (شکار ہائے کلاں)
کو سگ مذکور قتل کرے تو حلال ہو جائیگا بشرطیکہ وہ اپنے نفس کی حفاظت پر قادر ہوں اور
بدون آتش شکار ہو سکتے ہوں اور سگ شکاری کے علاوہ باقی آلات شکار (جیسے تلوار نیزہ غیر وغیرہ)
کا بھی یہ حکم ہو لیکن اگر کوئی شخص آتش شکار کو رہا کرے اور اس نے کسی صید کا مشاہدہ کیا ہو اور وہ آتش اتفاقاً
کسی صید کو قتل کرے تو حلال ہوگا اگرچہ قتل رسال اوئے سہم اندہ بھی کہی ہو خواہ وہ آتش شکاری ہو
یا تیر وغیرہ ایسے کہ اس نے شکار کر لیا قصد نہیں کیا پس صورت مذکورہ میں آتش کار ہا کرنا سگ شکاری
ان خود چھوٹ جانے کے مثل قرار دیا جائیگا اور جو صید کہ سگ شکاری کے قتل کر ڈالنے یا کسی دوسرے
آئے کے غیر موضع ذکات پر پہنچنے سے حلال ہوتا ہو اس سے وہ حیوان وحشی مراد ہو جو
مقتنع اور اپنے تحفظ پر قادر ہو خواہ وہ حیوان دراصل وحشی ہو یا انسی ہونے کے بعد وحشی ہو گیا ہو اور

حلال ہوگا اگر کسی صید پر تیر کو ہاکیسے اور ہوا کے ذریعہ سے وہ تیر
شکار تک پہنچاؤ سکوت قتل کر دے تو حلال ہو جائیگا اگرچہ فقدان ہوا کی صورت میں تیر مذکور کا
شکار تک پہنچاؤ بھی فرض کیا جائے ایسے صورت مذکورہ میں قتل شکار کا تیر کی طرف مستند ہونا
صادق آتا ہو اور سطح اگر تیر کو کسی شکار کی طرف رہا کیسے اور وہ تیر زمین پر گر کر او سکوت قتل کرے
تب بھی حلال ہوگا اور صید کے حلال ہونے میں مرسل (رہا کر نیوالا) کا اعتبار اور عقلم (تعلیم کنندہ) کا
اعتبار نہیں ہو پس اگر سگ شکاری کو کوئی مسلم کسی صید پر رہا کرے اور وہ او سکوت قتل کر ڈالے
تو حلال ہوگا اگرچہ او سکوت کوئی مجوسی یا بت پرست ہو اور اگر سگ شکاری کو کوئی کافر کسی صید پر
رہا کرے اور وہ او سکوت قتل کر دے تو حلال ہوگا اگرچہ او سکوت کا مسلم ہو اور اگر سگ شکاری کو کوئی
مسلم سہم اندہ کو کسی صید میں رہا کرے اور سگ مذکور کسی دوسرے صید کو قتل کرے تو حلال ہوگا
ایسے کہ جس صید کی طرف قصد کرنا کافی ہو اور صید میں کسی کا قصد کرنا لازم نہیں ہو اور سطح اگر سگ
شکاری کو صید و کبار (شکار ہائے کلاں) پر رہا کرے اور وہ متفرق ہو جائیں وہی وضو وضو (شکار ہائے کلاں)
کو سگ مذکور قتل کرے تو حلال ہو جائیگا بشرطیکہ وہ اپنے نفس کی حفاظت پر قادر ہوں اور
بدون آتش شکار ہو سکتے ہوں اور سگ شکاری کے علاوہ باقی آلات شکار (جیسے تلوار نیزہ غیر وغیرہ)
کا بھی یہ حکم ہو لیکن اگر کوئی شخص آتش شکار کو رہا کرے اور اس نے کسی صید کا مشاہدہ کیا ہو اور وہ آتش اتفاقاً
کسی صید کو قتل کرے تو حلال ہوگا اگرچہ قتل رسال اوئے سہم اندہ بھی کہی ہو خواہ وہ آتش شکاری ہو
یا تیر وغیرہ ایسے کہ اس نے شکار کر لیا قصد نہیں کیا پس صورت مذکورہ میں آتش کار ہا کرنا سگ شکاری
ان خود چھوٹ جانے کے مثل قرار دیا جائیگا اور جو صید کہ سگ شکاری کے قتل کر ڈالنے یا کسی دوسرے
آئے کے غیر موضع ذکات پر پہنچنے سے حلال ہوتا ہو اس سے وہ حیوان وحشی مراد ہو جو
مقتنع اور اپنے تحفظ پر قادر ہو خواہ وہ حیوان دراصل وحشی ہو یا انسی ہونے کے بعد وحشی ہو گیا ہو اور

ان لم يكن
يبيح به ترك
الكلب يقتله ثم
ياكله ان شاء الله
اذا المتبع الثريا
لذبحه نعم الاول و
لو كانت حليوته
مستقره واذا تبع
الري غير متبع لكان
وان لم يقتضه فلو
الغنائم لم يكن له
اثنان ووجب
خوضه الى الاول

والله اعلم
بالحق

والله اعلم
الخبير

نور علی

۱۰۰

الحمد لله

بسم الله الرحمن الرحيم

ان نصف

اقتضیٰ فی

مجلسه الرابع

د

کتابخانه

فیه اسناد

1

عرض سے آگ لگائی گئی ہو اسلئے کہ صورت مذکورہ میں شکار کرنا اور اخذ کرنا صادق نہیں تا
اور ہڈی کے بچے و سوت تک حلال نہونگے جب تک کہ انکو اوڑنے اور پرواز کرنے میں مستقل
حاصل نہویں اگر کوئی شخص ہڈی کے بچے کو قبل استقلال اخذ کرے تو اسکا کھانا جائز نہونگا **مسئلہ**
ذکات جنین (وہ بچہ جو شکم ذبیحہ سے مردہ باہر آئے) میں اوسکی ان کا فنج کرنا کافی ہو بشرطیکہ تمام الخلقہ ہو
اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اوسین روح نے بھی حلول کیا ہو اور اگر روح نے اوسین حلول
کیا ہو تو اسکا تذکیہ ضرور ہوگا اور اس قول میں اشکال ہو اسلئے کہ روح کا حلول کرنا حدیث میں
مذکور نہیں بلکہ اوسکا حلول کرنا شرط نہونگا اور اگر تاہم الخلقہ نہونے کو کسی طرح حلال نہونگا اور ان
دونوں شرطوں (تاہم الخلقہ ہونا اور مردہ باہر آنا) کے ساتھ ماہ جنین کی ذکات اوسکے حلال
ہونے میں کافی ہوگی اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی جنین اپنی ماں کے شکم سے زندہ خارج ہو
اور زمانہ اوسکے تذکیہ کی گنجائش نہ رکھتا ہو تو اسکا کھانا حلال ہوگا لیکن قول اول اشبه ہو خامتہ
اور وہ کسی قسموں بشرط ہو پہلی قسم اوسین منجملہ احکام ذباحہ میں مسکون کا بیان کیا جاتا ہے
پہلا مسئلہ ذبح حیوان میں متابعت کرنا اور اوسکے اعضا و اربعہ (جو مذکور ہو چکے) کا پودہ
قطع کرنا واجب ہو پس اگر کوئی شخص حیوان کے اعضائے اربعہ میں سے بعض کو قطع کرے اور اسکو
اتنی دیر تک چھوڑ دے کہ اوسین حرکت مذبح باقی رہ جائے بعد ازاں اعضائے باقی ماندہ کو
قطع کرے تو حرام ہو جائیگا اسلئے کہ اوسین حیات مستقرہ باقی نہیں رہتی لیکن اوسکے حلال نہونکا
قائل ہونا بھی ممکن ہو اسلئے کہ صورت مذکورہ میں اوسکی روح کا ازہاق (اخراج) بوجہ ذبح
حاصل ہوا ہو اور یہی اولیٰ ہر دو مسر امسلہ اگر ایک شخص کسی حیوان کا ذبح کرنا شروع کرے
وہ دو سر اشض ہمراہ ذبح اوسکی انتون کا انتزع کرے تو اسپر حکم میت جاری ہوگا اور سطح
و غفل ہمراہ ذبح ایسا کیا جائے جسکی وجہ سے حیات حیوان کو مستقر باقی نہ رہے تب بھی وہ چہر حکم

لم يزل أصلاً
 ومع الشرايين
 عمل بدن كإقامه
 وقيل بن كإقامه
 جيا ولم يسمع
 القرآن لنزليه
 حل أصله
 ولا ولا الشبه
 خاتمة
 في مثل من
 أحكام الطباعة
 ثلاث
 وهي
 الأولى
 عقبات في
 حتى يستوي
 الأعضاء ولا يسه
 فلو قطع بعض
 الأعضاء لا يمتنع
 إذا فاشي

1

10

لم يبق فيه حقيقة ان
 مستقره وبين ان
 يقال بل كل ما
 هو بالذات غير
 هو بالذات غير
 نولغنا في الخاليج
 زانترج ان خثوت
 ساكان ميثوكل
 كل فعل لا يستقر
 منه الحقيقة

المكتبة المذبح
طوائف
الباية



1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 2679, 26

الثاني
 ان يتردد
 الخوف فان لم
 استبرأ فليست
 وان استبرأ
 انما هو في
 ما لا يتردد
 في الشك
 في الشك
 في الشك

[illegible]

فصل فی بیان اشیاء کے تناول کرنے کی ممانعت مذکور ہوئی ہو وہ حالت
 اختیار سے مخصوص ہو اور حالت اضطرار میں اور کتنا تناول کرنا جائز ہو اسلئے کہ حسبہما و تعالیٰ شاد
 فرما ہو من مضطو غیر بیان و لا عاد فلا اثم علیہ اور نیز ارشاد فرماتا ہو من اضطر
 غصبہ غیر متجانف لا اثم فان الله عفو رحیم اور ارشاد فرماتا ہو وقد فصلکم
 ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیه پس اس مقام پر دو اہم قابل بحث ہیں اہم اول مضط
 کے بیان میں مضطر سے وہ شخص مراد ہو جسکو عدم تناول کی صورت میں تلف نفس کا خوف حاصل ہو اور
 اس طرح وہ شخص بھی مضطر میں داخل ہو جو ترک تناول کی صورت میں خوف مرض رکھتا ہو اور اس طرح وہ
 شخص بھی مضطر میں داخل ہو جسکو ترک تناول ایسے ضعیف کی طرف منجر ہو جو رفتائی سفر کی رفاقت سے
 باز رکھے اور باز رہنے میں امارت ہلاکت ظاہر ہو یا موار ہونے میں ایسے ضعف کے حادث
 ہو جانے کا خوف رکھتا ہو جو منجر بہ ہلاکت ہو پس ایسی صورتوں میں اسکو شو محرم کی اوس مقدار
 کا تناول کرنا حلال ہو جائیگا جو میں ضرورت کو زائل کر دے اور یہ حکم استیاء رحمہ میں سے کسی خاص
 قسم کے ساتھ مخصوص نہیں ہے البتہ حکم مذکور سے بعض محرمات مستثنیٰ ہیں جو عنقریب کھ رہو نگا و تناول
 حرام میں شخص باغی کے لیے حالت ضرورت میں بھی رخصت نہیں ہو جس سے وہ شخص مراد ہو جو عام حرام پر
 خروج کرے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ باغی سے وہ شخص مراد ہو جسے طلب میتہ میں اس کے
 تناول کرنے کے لیے خروج کیا ہو اور اس طرح تناول حرام میں شخص عادی کے لیے بھی رخصت
 نہیں ہو جس سے قاطع الطریق مراد ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ عادی سے وہ شخص مراد ہو جو زائد از
 شیخ (سیر ہونا) کھاتا ہو اور وہ کیفیت استباحث کے بیان میں ہیں تناول حرام میں اسی مقدار
 کی بازت حاصل ہو جس سے حق جان محفوظ رہتا ہو اور اس سے زیادہ تناول کرنا حرام ہو اسلئے کہ حفظ
 نفس مقصود ہو اور اما حفظ نفس کے لیے شرع حرام کا تناول کرنا واجب ہو یا نہیں بعض علماء نے

فصل فی بیان اشیاء کے تناول کرنے کی ممانعت مذکور ہوئی ہو وہ حالت
 اختیار سے مخصوص ہو اور حالت اضطرار میں اور کتنا تناول کرنا جائز ہو اسلئے کہ حسبہما و تعالیٰ شاد
 فرما ہو من مضطو غیر بیان و لا عاد فلا اثم علیہ اور نیز ارشاد فرماتا ہو من اضطر
 غصبہ غیر متجانف لا اثم فان الله عفو رحیم اور ارشاد فرماتا ہو وقد فصلکم
 ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیه پس اس مقام پر دو اہم قابل بحث ہیں اہم اول مضط
 کے بیان میں مضطر سے وہ شخص مراد ہو جسکو عدم تناول کی صورت میں تلف نفس کا خوف حاصل ہو اور
 اس طرح وہ شخص بھی مضطر میں داخل ہو جو ترک تناول کی صورت میں خوف مرض رکھتا ہو اور اس طرح وہ
 شخص بھی مضطر میں داخل ہو جسکو ترک تناول ایسے ضعیف کی طرف منجر ہو جو رفتائی سفر کی رفاقت سے
 باز رکھے اور باز رہنے میں امارت ہلاکت ظاہر ہو یا موار ہونے میں ایسے ضعف کے حادث
 ہو جانے کا خوف رکھتا ہو جو منجر بہ ہلاکت ہو پس ایسی صورتوں میں اسکو شو محرم کی اوس مقدار
 کا تناول کرنا حلال ہو جائیگا جو میں ضرورت کو زائل کر دے اور یہ حکم استیاء رحمہ میں سے کسی خاص
 قسم کے ساتھ مخصوص نہیں ہے البتہ حکم مذکور سے بعض محرمات مستثنیٰ ہیں جو عنقریب کھ رہو نگا و تناول
 حرام میں شخص باغی کے لیے حالت ضرورت میں بھی رخصت نہیں ہو جس سے وہ شخص مراد ہو جو عام حرام پر
 خروج کرے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ باغی سے وہ شخص مراد ہو جسے طلب میتہ میں اس کے
 تناول کرنے کے لیے خروج کیا ہو اور اس طرح تناول حرام میں شخص عادی کے لیے بھی رخصت
 نہیں ہو جس سے قاطع الطریق مراد ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ عادی سے وہ شخص مراد ہو جو زائد از
 شیخ (سیر ہونا) کھاتا ہو اور وہ کیفیت استباحث کے بیان میں ہیں تناول حرام میں اسی مقدار
 کی بازت حاصل ہو جس سے حق جان محفوظ رہتا ہو اور اس سے زیادہ تناول کرنا حرام ہو اسلئے کہ حفظ
 نفس مقصود ہو اور اما حفظ نفس کے لیے شرع حرام کا تناول کرنا واجب ہو یا نہیں بعض علماء نے

فصل فی بیان اشیاء کے تناول کرنے کی ممانعت مذکور ہوئی ہو وہ حالت
 اختیار سے مخصوص ہو اور حالت اضطرار میں اور کتنا تناول کرنا جائز ہو اسلئے کہ حسبہما و تعالیٰ شاد
 فرما ہو من مضطو غیر بیان و لا عاد فلا اثم علیہ اور نیز ارشاد فرماتا ہو من اضطر
 غصبہ غیر متجانف لا اثم فان الله عفو رحیم اور ارشاد فرماتا ہو وقد فصلکم
 ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیه پس اس مقام پر دو اہم قابل بحث ہیں اہم اول مضط
 کے بیان میں مضطر سے وہ شخص مراد ہو جسکو عدم تناول کی صورت میں تلف نفس کا خوف حاصل ہو اور
 اس طرح وہ شخص بھی مضطر میں داخل ہو جو ترک تناول کی صورت میں خوف مرض رکھتا ہو اور اس طرح وہ
 شخص بھی مضطر میں داخل ہو جسکو ترک تناول ایسے ضعیف کی طرف منجر ہو جو رفتائی سفر کی رفاقت سے
 باز رکھے اور باز رہنے میں امارت ہلاکت ظاہر ہو یا موار ہونے میں ایسے ضعف کے حادث
 ہو جانے کا خوف رکھتا ہو جو منجر بہ ہلاکت ہو پس ایسی صورتوں میں اسکو شو محرم کی اوس مقدار
 کا تناول کرنا حلال ہو جائیگا جو میں ضرورت کو زائل کر دے اور یہ حکم استیاء رحمہ میں سے کسی خاص
 قسم کے ساتھ مخصوص نہیں ہے البتہ حکم مذکور سے بعض محرمات مستثنیٰ ہیں جو عنقریب کھ رہو نگا و تناول
 حرام میں شخص باغی کے لیے حالت ضرورت میں بھی رخصت نہیں ہو جس سے وہ شخص مراد ہو جو عام حرام پر
 خروج کرے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ باغی سے وہ شخص مراد ہو جسے طلب میتہ میں اس کے
 تناول کرنے کے لیے خروج کیا ہو اور اس طرح تناول حرام میں شخص عادی کے لیے بھی رخصت
 نہیں ہو جس سے قاطع الطریق مراد ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ عادی سے وہ شخص مراد ہو جو زائد از
 شیخ (سیر ہونا) کھاتا ہو اور وہ کیفیت استباحث کے بیان میں ہیں تناول حرام میں اسی مقدار
 کی بازت حاصل ہو جس سے حق جان محفوظ رہتا ہو اور اس سے زیادہ تناول کرنا حرام ہو اسلئے کہ حفظ
 نفس مقصود ہو اور اما حفظ نفس کے لیے شرع حرام کا تناول کرنا واجب ہو یا نہیں بعض علماء نے

[illegible]

اور الموت فی الدار الغاصب
من غیر تلبیس
حکما بالاجاب فیض
الغاصب ان کان
سبب کفر
الحدود والعقوب
و دفع الحاکم
الحدود لیس
عاقبت ما

یا مر جائے تب بھی غاصب اور کا ضامن ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے سو طے کتاب الجراح میں ارشاد فرمایا ہے
کہ اگر شخص مضمون غیر ہو اور کسی سبب تلف ہو جائے (اگرچہ غاصب کی طرف سے) وہ سبب نہم ایسے
سانپ یا بچھو کا کاٹ لینا یا دیوار کا گر پڑنا تو غاصب اور کا ضامن ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی حرس
خدمت لے تو غاصب پر خدمت کی اجرت المثل لازم ہوگی اور اگر کوئی شخص کسی کاریگر کو مجبوس
کر دے تو اس کی اجرت کا ضامن ہوگا تا وقتیکہ اس سے شفع نہ ہو وے اس لیے کہ اس کے
منافع اس کے قبضہ میں ہیں کیونکہ وہ حر ہو اگرچہ اس کو کسی عمل کے لیے اجیر کیا ہو اور بعد ازان
اس کو اس قدر مدت تک مجبوس و بیکار رکھا ہو جو میں کہ ہستی اعلیٰ ممکن تھا اور میں تردید ہو اور
اجرت کا ذمہ غاصب پر مستقر ہونا اقرب ہے اس لیے کہ منافع حرا اس کے قبضہ میں ہونے میں
جیسا کہ ابھی مذکور ہوا اور یہ حکم اس صورت میں جاری ہوگا جبکہ کسی چوپایہ کو کبرا یہ لیس کر
بقدر تعلق مجبوس رکھے اس لیے کہ چوپایہ اپنے منافع کا مالک نہیں ہو اور جبکہ کوئی شخص کسی مسلمان سے
شراب کو غصب کر لے تو اس کا ضامن ہوگا اگرچہ اس کو کافر ہی نے غصب کیا ہو اور جبکہ کوئی
کسی ایسے کافر ذمی سے شراب کو غصب کر لے جو اس کو پوشیدہ رکھتا ہو تو غاصب اور کا ضامن
ہوگا اگرچہ اس کو کسی مسلمان ہی نے غصب کیا ہو اور غصب خوک کا بھی یہی حکم ہو اور شراب اپنی
اوس قیمت کے ساتھ مضمون ہوتی ہو جو اس کے متحملین (حلال جاننے والے) کے نزدیک مقرر ہو
اور اپنے فعل کے ساتھ مضمون نہیں ہوتی اگرچہ اس کا تلف کنندہ کافر ذمی ہو اس لیے کہ شریعت
اسلام میں استحقاق شراب کا حکم متعین ہو اور تعدر مثل کی صورت میں قیمت کی طرف رجوع کرنا یا
اور میں تردید ہو اس لیے کہ اہل ذمہ کے نزدیک شراب کا مال ملک ہونا واضح ہو لہذا اوائے مذہب کے
موافق اس کے مضمون بالمثل ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہو اور اس مقام پر سبب مذکور کے
علاوہ بعض ابواب اور ہیں جن کے ساتھ ضمان واجب ہوتا ہو اور وہ کسی میں اول سا اثر

لو فیض من
مال فیض
بہ لان منافع
فی قبضہ ولو
استاجر بعد
فاقتلہ ولو
یستعملہ
فیہ تردد و ملک کر لو کہ
ولا قربان
نفس من چوبایا
لا جرت کا
نفس من چوبایا
مافق
کذا لو
استاجر ولو
خلسہ بقدر
الاستقاء
ولا ضمان
للخمر اذا
غصب من
مسکو ولو
غصبها لکان
و فیض انا
غصب من

بما انما کلا
الضمان
الذی یستحق
الضمان
بالقصد
لا بالکفر
الضمان
بالقصد
لا بالکفر
الضمان
بالقصد
لا بالکفر
الضمان
بالقصد
لا بالکفر

والمثل في الظل في الغار في رد المصوب عاد او ايقاد لو تفسر كل كلمة بالتشديد البناء والاداء في السين واللام في الفتح والضم والجر

یا نینین من ترد ویا اور شاید کہ اسکا ضامن نہونا شبہ ہوا سیلے کہ ہوا اور آفتاب پر مباشر گام جاری ہوا سبب کا حکم مل ہوگا اور تخیل دون اسباب کے جو غضب کی طرح موجب ضمانت ہیں وہ قبضہ ہو جو عقد فاسد یا سوم کے ذریعے سے تحقق ہوا ہوا اور سطح جس منفعت کا استیفاء جاریہ فاسد کے ذریعے سے تحقق ہو وہ اجرة المثل کے ساتھ ضامن ہونے کا سبب ہوگا ووسر مقصد حکم غضب کے بیان میں مال منصوب کا مالک کی طرف رو کرنا اسوقت تک لازم ہے جب تک کہ اسکا عین باقی ہو اگرچہ اسکا رو کرنا مشکل وضرر غاصب کو مستلزم ہو جیسے لکڑی کا دھل بنا کر دینا یا تختہ کا دخل کشتی کر دینا اور مالک عین پر اسکی قیمت کا اخذ کرنا لازم نہیں ہوا و سطح اگر مال منصوب کو غیر منصوب میں سطح مخلوط کر دے کہ اسکا تیز دنیا شاق ہو جائے جیسے گیون کا جو ساتھ اور چنیا کا کر کے ساتھ مخلوط کرنا تب بھی عین مال کا اسکا مالک پر رو کرنا لازم ہوگا اور غاصب کے اسکا تیز کرنے اور مالک پر رو کرنے کی تکلیف دی جائیگی اور اگر کوئی شخص اپنے کپڑے کے رشتائے غصبی کے ساتھ خیانت (سینا) کرے اور انکا نزع (نکال لینا) ممکن ہووے تو غاصب کو اسکا نزع کا الزام دیا جائیگا اور اگر انین کوئی نقصان حادث ہوگا تو اسکا ضامن ہوگا اور اگر صورت نزع میں ضعیف ہونے کی وجہ سے اسکا تلف ہو گیا خوف ہو تو اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور سطح اگر کوئی شخص کسی حیوان محترم کے زخم پر رشتائے غصبی کے ساتھ لٹکے تو غاصب کے اسکی نزع کا بھی اسی صورت میں الزام دیا جائیگا جب کہ حیوان مذکور کے تلف ہونے یا معیوب ہونے سے اس حاصل ہوا اور غاصب اسکا ضامن ہوگا اور اگر مال منصوب میں کوئی عیب حادث ہو جائے جیسے خرے میں کرم کا پڑ جانا یا کپڑے کا چھٹنا تو غاصب کو اسکا مالک مال پر مع ارش (تفاوت مابین صحیح و معیوب) رو کرنا لازم ہوگا اور اگر وہ عیب غیر مستقر و ساری ہووے جیسے غوث گندم تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مال منصوب کی قیمت کا ضامن ہوگا

والمثل في الظل في الغار في رد المصوب عاد او ايقاد لو تفسر كل كلمة بالتشديد البناء والاداء في السين واللام في الفتح والضم والجر

والمثل في الظل في الغار في رد المصوب عاد او ايقاد لو تفسر كل كلمة بالتشديد البناء والاداء في السين واللام في الفتح والضم والجر

بل يصح الى
الامم السوفى و
رعب قبيها و
صوفى و
فى مبل اللاتى
كل اميا و
الى الامم
شعب و
عبد او
مقتل او

دفع الغاصب اليد
 تسليم الغاصب اليد
 في القيد
 وأمر الولد بالرجوع
 والمكانات المردود
 في الصدقات
 مقدرات والنجش
 الجانية لا نفها
 رددهم امرش
 أصح التامدة
 كالحضارة أو نظام
 المملوك والنجانية
 ولو نادت قيمة
 سندوا

[illegible]

اسی کے حکم مذکور کا غیر غاصب مختص ہوتا اور خصوص غاصب پر غلام و دیت دونوں کے حوالہ مالک
کروانے کا لازم ہوتا تھا جس کی مثال ہو اور اگر خباثت کے سبب ملک کی قیمت زائد ہو جائے جیسے اوسکا
خصی (خدا جہر) کر دینا یا اوسکے انگشت اندک کا قطع کر ڈالنا تو غاصب کو ملک مذکور کا مع دیت اوسکے
مالک پر رو کرنا لازم ہوگا ایسے کا شریعت مطہرہ میں انگشت زائد کی دیت (انگشت اصلی کی دیت کا ٹکڑا)
بھی مقدار ہو اور غلام مدبر اور رکابت مشروط اور ام ولد میں بھی حکم ہوگا جو غلام محض میں کو ہوا
اور جبکہ مال منسوب کا اوسکے مالک کے سپرد کرنا منع نہ ہو تو غاصب پر اوسکے بدل کا منسوب
کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور منسوب منہ اوسکا مالک ہوگا اور عین منسوب کا غاصب مالک منہ
اور اگر عین منسوب خود کرے اور غاصب کو اوسکے حوالہ مالک کر دینے پر مکتن ہو جائے تو اون
دونوں (منسوب منہ اور غاصب) میں سے ہر ایک کو دوسرے سے اپنے مال کا مطالبہ کرنا صحیح
اور غاصب پر مال منسوب کی اوس جڑۃ المثل کا حوالہ مالک کرنا واجب ہوگا جو وقت غصب
موقع بدل کی وقت تک قرار پائے بشرطیکہ اوسکے لیے باعتبار عادت کوئی اجرت معین ہو اور
بعض علما نے فرمایا ہو کہ غاصب پر وہ اجڑۃ المثل واجب ہوگی جو مال منسوب کے واپس کرنے تک
قرار پائیگی اور قول اول شہرہ اور اگر کوئی شخص ایسی دو چیزوں کو غصب کرے جنہیں سے حالت انفراد میں
ہر ایک کی قیمت ناقض ہو جاتی ہو جیسے بخت پامور اور اولن و دونوں میں سے ایک چیز تلف ہوگا
تو غاصب پر تلف شدہ کی اوس قیمت کا حالہ مالک کرنا لازم ہوگا جو حالت تعلق میں مقرر ہو
اور باقی مادہ کا اوس نقصان کے ساتھ مالک پر رد کرنا واجب ہوگا جو حالت انفراد میں حادث
ہوا ہو اور پہلے اگر کوئی شخص کسی کپڑے کے دو حصے کو دے دے اور اوسکے شوق کرنے سے ہر ایک
حصہ کی قیمت ناقض ہو جائے بعد ازاں ان دونوں حصوں میں سے ایک حصہ تلف ہو جائے
تب بھی حکم ہوگا کہ اگر کوئی شخص ایسے دو موزوں میں سے ایک موزہ کو غصب کرے

وحيث بانقرضت
فقد استوفيت
واحد من كل
تدلف احداهما
امالوا احسن
فما دامت غداين
يا وبيد

٤٧
الضرائب على البيع
وطبقة اجرة
الغائبين بنقص
العمل المفقود
للمغائبين بنقص
الامتنع والمكان
كان للولد
انما هو على الحق
لوقبيل فلا
السبب في قوله
المتقاربان
على النقصين
فصل العشرة

لنزل الغائب
فيمد اليه
بقصا من
سج مصبوغا
على الكمال ولو
قيسة قلوب
الحفظ عند
مخاطبة العبد في
السر السحر العابر
من في القاصير
مصوبا انحصارا
الصبر ولو يرب

[illegible]

من اخصصة من اخصصة في الشقص خاصة الشقص من الشقص بالبيع فلو

کتاب الشفاء

و بالتاملا و
 كذا الوحد
 لودعي غيبه
 التمن لجل ثلاثة
 ايمو فان لو بغير
 بعلت شفقتك
 فان تكرر الال
 من قبل ان اجل
 تغذيه صولة
 البعد من ياد
 ثلاثة ايام
 تغذيه الشري
 و تغذيه الشري
 و تغذيه الشري

حق شفقه باطل ہوگا اور سب طرح اگر شفیع بھاگ جائے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر غیبت میں
 (قیمت کا غائب ہونا) کا دعویٰ ہو تو اسکو تین روز کی مہلت دی جائیگی پس اگر قیمت کو حاضر
 نہ کرے گا تو اسکا استحقاق شفقه باطل ہوگا پس اگر مال کا کسی دوسرے بلد میں موجود ہوتا
 بیان کرے تو اسکو بلد مذکور تک پہنچنے کی مدت کے علاوہ تین روز کی مہلت دی جائیگی
 بشرطیکہ اس تاخیر میں مشتری کا ضرر نہ ہو اور حق شفقه غائب اور سفیہ کے لیے بھی ثابت ہوتا ہو
 اسی طرح مجنون اور صبی (طفل نابالغ) کے لیے بھی ثابت ہوتا ہو اور ان دونوں (مجنون و صبی)
 کی طرف سے اونکا ولی اخذ شفقه میں متولی ہوگا بشرطیکہ اخذ شفقه میں اونکے لیے کوئی فائدہ اور
 مصلحت ہو اور اگر اونکا ولی حق شفقه کے مطالبہ کو ترک کرے بعد ازان صبی بالغ ہو جائے مجنون
 کو افاقہ حاصل ہو تو ان دونوں (صبی و مجنون) میں سے ہر ایک کو اخذ شفقه کا استحقاق حاصل ہوگا
 ایسے کہ ہر مقام پر تاخیر میں عذر (عجز و عذر) اور ولی کے تقصیر کرنے سے
 اونکا وہ حق ساقط نہ ہوگا جو اونکو حالت عذر میں ثابت تھا اور اگر مجنون و صبی کے لیے
 اخذ شفقه میں کوئی فائز و مصلحت نہ ہو اور باوجود اسکے اونکا ولی اخذ کرے تو صحیح ہوگا اور
 کافر کے لیے کافر پر شفقه ثابت ہوتا ہو پس اگر بالغ مسلم اپنے حصہ مشترکہ کو کسی کافر کے ہاتھ
 فروخت کرے تو شریک کافر کو شفقه کا استحقاق حاصل ہوگا اور کافر کے لیے مسلم پر حق شفقه ثابت
 نہیں ہوتا اگرچہ مال مبیع کو اسنے کسی کافر قسمی (یہودی نصرانی) سے خرید کیا ہو اور مسلم کے لیے
 مسلم اور کافر دونوں پر حق شفقه ثابت ہوتا ہو اور جبکہ یتیم کا باپ یا دادا اسکے کسی مال میں
 حصہ شائع شریک ہو اور حصہ یتیم کو کسی شخص کے ہاتھ فروخت کرے تو اسکو شفقه کا استحقاق
 حاصل ہوگا اور تہمت ہر طرف ہو ایسے کہ مال مذکور کا بواسطہ شفقه اخذ کرنا اسکے
 خرید کر لینے سے زائد نہیں ہو پس طرح کہ یتیم کے باپ دادا کو اسکے مال کا خود خرید کر لینا جائز نہ

و بالتاملا و
 كذا الوحد
 لودعي غيبه
 التمن لجل ثلاثة
 ايمو فان لو بغير
 بعلت شفقتك
 فان تكرر الال
 من قبل ان اجل
 تغذيه صولة
 البعد من ياد
 ثلاثة ايام
 تغذيه الشري
 و تغذيه الشري
 و تغذيه الشري

کتاب الشفقه

شفقه و تقصیر
 التهمه لا تملك
 مال من
 تقصیر

اس طرح

من
نہ
وہ
بگی
ہو
بی
اور
میں
ل
سے
یہ
یا
ہا
بت
یہ
نہ
حق
سے
ہا
ہے

فقد بالشر لا
بالشفقة ولا
اعتراف الضابط
ان لم يجر
مخرج والمطالبة
باجرة عمله
فدفع
على القول
بثبوت
الشفقة
مخرج الشفاء

في عشرة
 ايام
 اربعة قباع
 احد همد
 عفا المخر
 فله المخر
 اخذ المبيع
 ولو انقضا
 في الاخذ على
 حقهما له
 كين لهما
 الشفعة

الضرب
لما لا
لما لا
لما لا

اوترا و امان حضرت
 الثالث اخذ
 وان حضرت
 اخذ الزمان
 نزول الضم
 الثاني
 افتق الحاضر
 او عفا البطل
 الشفعة كان
 للغيب اخذ
 الجسيم وكذا
 كابل الشفعة
 لو اشترى ثلثه
 او عفا كانت
 الشفعة جها
 للمراب ان شاء
 الفرض
 الثالث
 اذا حضر احد
 الشركاء فاختار
 بالشفعة فقام
 ثم حضر
 الآخر وطلب
 ففتر القسمة
 وشا الاول

بعض حق کا اخذ کرنا مشتری کے ضرر کو مستلزم ہوا اور اگر بعض اہل شرکاء غائب ہوں شفعة کا
 اشتقاق اون سب کے لیے حاصل ہوگا پس جبکہ اون میں سے ایک شخص حاضر ہو کر حق شفعة کا
 مطالبہ کرے تو اس کو مجموع ملک کے اخذ کرنے اور ترک کرنے میں اختیار ہوگا اور فقط
 بعض مال کا اخذ کرنا صحیح ہوگا کیونکہ اگر اس کو بعض ملک کے اخذ کرنے کی اجازت دی جائے
 اور شریک غائب اپنے حق شفعہ کا مطالبہ نہ کرے تو تب بعض شفعة کی وجہ سے مشتری کا
 ضرر لازم آئے گا پس گویا کہ فی الحال اس کے سوا کوئی شخص مستحق شفعہ نہیں ہے لہذا اس کو
 کل ملک کے اخذ یا کل ملک کے ترک کا اختیار کرنا لازم ہوگا اور اگر بعد ازان دوسرا
 شخص بھی حاضر ہو اور شفعہ کا مطالبہ کرے تو اس کو شخص اول سے نصف ملک کے
 اخذ کرنے یا ترک کرنا نہیں اختیار ہوگا اس لیے کہ فی الحال ان دونوں کے سوا کوئی شخص
 مستحق شفعہ نہیں ہے اور اس طرح اگر تیسرے شخص بھی حاضر ہو اور مطالبہ کرے تو اس کو ثلث ملک
 کے اخذ و ترک میں اختیار ہوگا اور علی ہذا القیاس اگر چوتھا شخص بھی حاضر ہو اور مطالبہ کرے
 تو اس کو ربع ملک کے لیے یا چھوڑ دینے میں اختیار حاصل ہوگا **سرع دوم** اگر شرکاء حاضر
 حق شفعہ کے مطالبہ کرنے سے انکار کرے یا اس کو مشتری کے لیے عفو کر دے تو باطل ہوگا اور
 شرکاء غائبین کو مجموع مال کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اور اس طرح اگر اون میں سے تین شریک شفعہ کا
 انکار کریں یا اس کو مشتری کے لیے عفو کر دیں تو شریک چہارم کو مجموع شفعہ کا اشتقاق حاصل ہوگا
سرع سوم جبکہ شرکاء غائبین میں سے کوئی شخص حاضر ہو اور مجموع ملک کو بواسطہ شفعہ اخذ
 کرے اور شرکاء غائبین کے دکلا کے ساتھ مقاسمت (باہم کسی ملک کا تقسیم کرنا) کرے بعد ازان
 دوسرا شریک بھی حاضر ہو اور شفعہ کا مطالبہ کرے تو اس کو قسمت کے فسخ کرنے اور شخص اول کے
 شریک ہو جانے کا اختیار حاصل ہوگا اس لیے کہ اس کا حق (جب کو شریک اول نے بواسطہ شفعہ مذکور کیا)

القول الثامن على اقرب بسنهما ديسون نفسه وقيل على من يشاء على لانه لا يجرى دون المشتري الثالث الشفعة استحقاق

حصه كودوسر شريك كى باتح فروخت كرى توشفعه كا استحقاق فقط تيسر شريك كو حاصل هوگا اور دوسر شريك كو حاصل نوگا اس ليے كا انسان كو اپنے نفس پر كسى شريك كى استحقاق كا حاصل هونا معقول نهين هو او بعض علماء نے فرمايا هو كه شفعه كا استحقاق من دون (شريك قوم) من مشرك هوگا اور شايد كه يه قول اقرب الى الصواب هو اس ليے كه سبب استحقاق من دون مشرك هين اور تلك بين كى ليے دوسبب (بيع وشفعه) كا مجتمع هونا مانع نهين هو اس ليے كه علل شرعية اقبل مرفقات هين جبكا معلول واحد بر مجتمع هونا جائز اور صحيح هو فرع هشتم اگر كسى ملك بين تين شريك هون او راو نهين سه دوشريك اپنے حصون كو بصفقه واحد (ايك هى عقدين) تين شخصون كى ساتھ فروخت كرين توشفع (شريك قسم) كو مجموع ملك تينون مشريون سه يا فقط دوحصون كا دوشريون سه يا فقط ايك حصه كا ايك مشري سه اخذ كر لينا صحيح هوگا اس ليے كه بصفقه اگر چه بظاهر عقد واحد هو لكن تعدد بائع و مشري كيو سه حقوق متعدده (چه عقد) كا حكم ركنا هو لندا بعض مشرين سه اخذ كرنى او بعض آخر كى ليے حقوق كرنى من كوئى مضائقه نهين هو بان هر ايك مشري سه اوسكے مجموع حصه كا اخذ كرنا صحيح هوگا ترك كرنا شفعه لازم هوگا اور اس من سه بعض كلى لينا او بعض آخر كا چھوڑ دينا صحيح هوگا كيونكه اس صورت من بعض صفقه كيو سه مشري كا ضرر لازم آيگا جو قاعده شفعه كى منافي هو اور اسي طرح اگر شريك اپنے حصه كو دوشخصون كى ساتھ فروخت كرى تو اوسكو شفعه كا دونون يا احد هما (دونون مشريون من سه ايك) سه اخذ كرنا صحيح هوگا اس ليے كه بصفقه اگر چه عقد واحد هو لكن دوعقدون كا حكم ركنا هو لندا ايك مشري سه اخذ كرنى اور دوسر كى ليے حقوق نهين كوئى مضائقه نوگا بان هر ايك كى حصه من بعض كرى لندا او بعض كا ترك كرنا صحيح هوگا اور اسي طرح اگر دوشريك اپنے حصون كو بصفقه واحد دوشخصون كى ساتھ فروخت كرين او هر

اشنان من ثلثه صفقه فلسفيع اخذ الجميع وان باخذ من اثنين ومن واحد لكان هذه الصفقة بمنزلة عقود كذا ينفقه في مكان البايع واحد من اثنين كذا ان يات ياخذ منها ومن احد باع اشنان من ثلثه صفقه

او شريك جازوكنا ان اخذ من احدكم عفا عن شفعته وليس بعنه عن العقب شفعته من الارواح الواحدة

یا دونوں کو چھوڑ دے تو جائز ہوگا اور پہلیج اگر ایک مکان کی شفعہ کو اخذ کرے اور
دوسرے مکان کی شفعہ کو عفو کرے تب بھی جائز ہوگا اور اگر ایک ہی مکان میں سے
بعض حق کو اخذ کرے اور بعض کو ترک کرے تو جائز ہوگا ایسے کہ یہ بعض صنفہ کو مستلزم ہو
جس میں مشتری کا ضرر لازم آتا ہو اور اگر اس قیمت کا مالک غیر ہونا ثابت ہو جسکو
مشتری نے حوالہ بائع کیا ہو پس اگر یہ شرار (خرید) کسی عین مال پر واقع ہوئی ہو تو استحقاق
شفعہ حاصل ہوگا ایسے کہ اس صورت میں عقد بیع باطل ہوگا اور شفعہ کا استحقاق
عقد بیع کی صحت پر متفرع ہوتا ہو اور اصل کا باطل ہونا بطلان فرع کو مستلزم ہو اور اگر
یہ شرار (خرید) مافی الذمہ (وہ مال کافی غیر معین جو ذمہ مشتری سے متعلق ہو) پر واقع
ہو تو استحقاق شفعہ ثابت ہوگا ایسے کہ اس صورت میں عقد بیع صحیح ہو اگرچہ اس
عین مال کا مالک غیر ہونا ثابت ہو جو مشتری نے بائع کے حوالہ کیا ہو اور اگر اس قیمت کا
مالک غیر ہونا ثابت ہو جسکو شفعہ نے حوالہ مشتری کیا ہو تو اس کا حق شفعہ دونوں
تقدیروں پر باطل ہوگا ایسے کہ شفعہ کو اخذ شفعہ کا استحقاق محض عقد بیع سے حاصل ہو چکا ہو
اور قیمت کے دینے کو او میں کوئی مخالفت نہیں ہو اور اگر مال بیع میں کوئی عیب
ظاہر ہو اور مشتری اس کی ارزش کو بائع سے اخذ کرے تو شفعہ کو مال بیع کا اس
قیمت کے ساتھ اخذ کیا استحقاق حاصل ہوگا جو اخذ ارش کے بعد باقی رہے اور اگر مشتری اس کے
ارش کا بائع سے مطالبہ کرے بلکہ بیع معیوب ہی کا مساکن (روک لینا) کرے تو شفعہ
کو مال بیع کا مجموع قیمت کے ساتھ اخذ کرنا یا حق شفعہ کا ترک کرنا صحیح ہوگا اور اسکو
مقدار ارش کا ناقط کرنا اور فقط باقی کے عوض میں مال بیع کا اخذ کرنا صحیح ہوگا
کیونکہ قیمت بیع سے وہی مال مراد ہوتا ہو جس پر کہ عقد بیع واقع ہوتا ہو اور باقی عقد بیع

بسم الله الرحمن الرحيم

1875

دکتر

المستأجر

۱۰۰

الحسين بن

10

الحمد لله

سنة

2

✓

الفناني

والفصل

...

الملك

3

الثالثة

وہی نورث
حوالہ سال فلوریہ
زوجہ و دلارا
فلوریہ و خدیجہ
فلوریہ و الباقی
فلوریہ و ابراہیم
فلوریہ و نصیبہ
فلوریہ و کان
فلوریہ و باغی
فلوریہ و نصیبہ
فلوریہ و نصیبہ

الرابعة

فلوریہ و نصیبہ
فلوریہ و نصیبہ
فلوریہ و نصیبہ
فلوریہ و نصیبہ
فلوریہ و نصیبہ
فلوریہ و نصیبہ
فلوریہ و نصیبہ
فلوریہ و نصیبہ
فلوریہ و نصیبہ
فلوریہ و نصیبہ

کل ما حوث کے داخل ارث ہونے پر دلالت کرتی ہیں جس میں حق شفعہ بھی مندرج ہو تیسرے مسئلہ
حق شفعہ میں بھی واسطیہ میراث جاری ہوتی ہے بطریق کہ مال میں جاری ہوتی ہو اس لیے کہ
شفعہ ہی حقوق مالیہ میں داخل ہو پس اگر کوئی شخص ایک زوجہ اور ایک مولود کو وارث
سمجھو تو اس کی زوجہ کو مال شفعہ (جس میں شفعہ ثابت ہوئی ہو) کے ثمن (دائے شفعہ) کا
اور اس کے مولود کو باقی کا استحقاق ہوگا اور اگر نخلہ ورنہ ایک شخص اپنے حصہ کو عفو کرنے
تو حق شفعہ ساقط ہوگا اور ان ورنہ کو مجموع شفعہ کے اخذ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا جنھوں
کو عفو نہیں کیا اور اس قول میں تردد و ضعیف ہو اس لیے کہ ایک وارث کے ساقط
کے دینے سے مجموع شفعہ کا ساقط ہو جانا بھی محتمل ہو اس لیے کہ وارث اپنے مورث کا قائم مقام
ہوتا ہو اور مورث کا بعض حق کو ساقط کر دینا بعض آخر کے سقوط کو بھی مستلزم ہوتا ہو تاکہ
تبعیض صنفہ لازم نہ آئے اگرچہ ایک شریک کے ساقط کرنے سے کل شفعہ ساقط نہ ہو
اور دوسرے شریک کو مجموع شفعہ کے اخذ کرنے اور ترک کر دینے میں اختیار حاصل
رہے اور اس تردد کے ضعیف ہونے کی وجہ یہ ہو کہ شرکا وارث بھی اصل شفعہ کے
شرکا کی مثل ہوتے ہیں اور ہر ایک کا حق بعض مال سے متعلق ہوتا ہو لہذا ایک وارث
کے ساقط کرنے سے مجموع شفعہ ساقط ہوگا اور شرکا وارث کا ان کے مورث پر فاسد کرنا
صحیح نہیں ہو اس لیے کہ اس کا حق مجموع من حیث ہو مجموع سے متعلق ہوتا ہو اور انھیں
سے متعلق نہیں ہوتا پس اس کا بعض حق کو عفو کرنا مجموع حق کے عفو کرنے کو مستلزم ہوگا
چوتھا مسئلہ اگر شفیق اپنے حصہ کو حق شفعہ پر مطلع ہونے کے بعد کسی کے ہاتھ
فریخت کر دے تو شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اس کا حق شفعہ باطل ہو جائیگا
اس لیے کہ شفیق کو شفعہ کا استحقاق اس کے حصہ کی وجہ سے حاصل ہوتا ہو لہذا اس کے

وہ ذیہ نندردہ راضی من البیہ منہا راضا الخان بالشفعة فوجہ نوبہ ساقا البیہ منہا راضا الخان المشتري

صحت پر مرتب ہوتا ہو پس عقد بیع پر راضی ہونا اس کے اسقاط کو مقتضی ہوگا اور یہی
 ترو دو ہو سبیلے کہ شفع کا ضامن باوکیل ہونا یا اختیار فسخ کو قبول کر لینا عقد بیع کے ساتھ
 راضی ہونے کی امارت (علامت) ہو آٹھواں مسئلہ جبکہ شفع مال بیع کو بذریعہ شفعہ اخذ
 کرے بعد ازان شفع کو اس کا ایسے عیب کے ساتھ معیوب ہونا معلوم ہو جو عقد بیع کے
 قبل اس میں موجود تھا پس اگر شفع اور مشتری دونوں اس کے عیب جانتے ہوں تو وہ دونوں
 کے سب کو اس کے وہیں کر نیکا اختیار ہوگا اور اگر وہ دونوں اس کے عیب کو نہ جانتے ہوں
 پس اگر شفع اس کو مشتری کی طرف رد کرے تو مشتری کو بانی کی طرف مال بیع کے وہیں کرنے
 اور اخذارش (وہ مقدار تفاوت جو صمیم و عیب کی قیمت بن حاصل ہو) کے ساتھ رکھ لیتے ہیں
 اختیار حاصل ہوگا اس لیے کہ اس نے مال بیع میں کوئی نقص نہیں کیا اگرچہ اس نے ملک مشتری
 منتقل ہونے کے بعد اس کی طرف پھر خود کیا ہو اور اگر شفع اس کو وہیں کرے بلکہ اس کے اخذ
 کرنے کو اختیار کرے تو مشتری کو عقد بیع کے فسخ کر نیکا اختیار حاصل ہوگا اس لیے کہ مال بیع
 اس کے قبضہ سے خارج اور ملک شفع میں داخل ہو چکا اور اب اس صورت میں مشتری کو بانی
 سے اخذارش (مقدار تفاوت) کا بھی اختیار حاصل ہوگا یا نہیں پس جناب شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ
 نے فرمایا ہے کہ مشتری کو بانی سے ارش کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اس لیے کہ اس کو شفع سے وہ قیمت
 وصول ہو چکی ہے جس پر کہ عقد بیع واقع ہوا تھا اور اگر قائل ہوں کہ مشتری کو بانی سے ارش کا
 مطالبہ کرنا صحیح ہوگا تو خوب ہوا اس لیے کہ صورت مذکورہ میں مشتری نے بانی سے اپنے پورے
 حق کا استیفاء نہیں کیا اور جو قیمت کہ اس کو شفع سے حاصل ہوئی ہے اس کا حق مشتری سے
 ناقص ہونا مفروض ہے لہذا بقیت حق کے مطالبہ کرنے کا کوئی مانع نہیں ہے اور اس طرح اگر شفع
 مال بیع کے عیب پر اطلاع ہو اور مشتری کو اطلاع نہ ہو تب بھی ہی حکم ہوگا جیسے شفع اور

عالمین قلا
 علیہ السلام
 کان کان
 باہلہ کان
 شفعہ الشفع
 المشتري
 بالبیہ فی
 البیہ والارش
 وان اختار
 الاخذ لک
 الشفع
 من بیہ
 فقال الشفع
 ولبی علی
 المطالب
 بالارش
 وکوبیل
 لہ الارش
 صکان
 حسن

المشتري دون العیبر الشفعہ لک علیہ

وظهر في الثمن
 فاختاره الشفيع
 الشفعة بالقيمة
 فلا يثبت والراجح
 فان قلنا بالشفعة
 لا مثل له كالبدل
 بعوض معين
 ادعاء الشفيع
 الرخا المسمى
 كان للشفيع
 دون الشفيع
 ولعل المشتري

مشتری دون کو وہیں کہ نیکا اختیار ہوگا اس لیے کہ شفیع او سکوا جاتا تھا اور مشتری کے
 قبضہ سے مال بیع خارج ہو چکا اور اگر مشتری کو مال بیع کا میوب ہونا معلوم ہو اور شفیع
 او سپر اطلاع ہو تو شفیع کو مال بیع کے وہیں کہ نیکا اختیار حاصل ہوگا اس لیے کہ وہ جاہل تھا
 اور مشتری کو بائع سے ارش کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اس لیے کہ وہ عالم تھا فان مسئلہ
 جبکہ کوئی شریک اپنے حصہ مشاع (مشترک غیر منقسم) کو ایسے مال معین کے عوض میں فروخت
 کرے جو مثل نہ ہو جیسے غلام پس اگر قائل ہوں کہ ثبوت شفعة میں مال بیع کی قیمت کا مثلی
 ہونا شرط ہے اور غیر مثلی میں حق شفعة ثابت نہیں ہوتا تو کوئی بحث نہیں ہو اور اگر قائل ہوں
 کہ غیر مثلی میں بھی شفعة ثابت ہوتا ہے تو شفیع پر اس کی قیمت کا حوالہ مشتری کرنا واجب نہ ہو
 بلکہ شفیع صورت مذکورہ میں مال بیع کو قیمت غلام کے عوض اخذ کرے بعد ازان غلام مذکور
 (جو میں بیع ہو) میں کوئی عیب ظاہر ہو تو بائع کو اس غلام کا مشتری پر رد کرنا اور مال بیع کی
 قیمت کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا بشرطیکہ غلام مذکور میں بائع کے پاس کوئی ایسا امر حادث نہ ہو
 جو اس کے رد کرنا مانع ہو اور بائع کو شفیع سے مال بیع کے وہیں لینے کا استحقاق حاصل ہوگا
 اس لیے کہ بیع صحیح کے بعد جو نسخہ حاصل ہوتا ہے وہ حق شفعہ کو باطل نہیں کر سکتا پس اگر مال بیع
 کسی ملک جدید کی وجہ سے مشتری کی طرف عود کرے مثلاً شفیع او سکوا مشتری کے لیے ہمہ کرنے
 یا بواسطہ ارث او کسی طرف منتقل ہو تو مشتری کو بائع پر اس کے رد کر دینے کا استحقاق حاصل
 ہوگا اور اس طرح اگر مال بیع کو بائع طلب کرے تو مشتری پر اس کی اجابت لازم ہوگی
 اس لیے کہ شارع علیہ السلام نے اس کی قیمت کو قبل زمین او سکوا بدل قرار دیا تھا لہذا اسی کا
 استصحاب کیا جائیگا اور ان دونوں میں سے کسی کو اس کے باطل کرنا اختیار ہوگا اور اگر
 اس حال میں مال بیع کی قیمت کا غلام کی قیمت سے کم ہونا ظاہر ہو تو آیا شفیع کو مشتری سے

لبایم رده
 والمطالبة
 بقیمة
 الشفيع
 اذا لم يجر
 عند ما
 يبيع الرد
 ولا يجوز
 الشفيع
 لان القصة
 المتفق
 على ان الشفيع
 لا يحجب
 لا يبطل
 الشفعة
 ولو عاد
 الشفيع الى
 المشتري
 بملك متأنف
 ملك الهبة
 او الميراث
 لم يملك منه

على البايع لم يبيع
 ولو طلبه المشتري
 على اجابته ولو
 كانت قيمته
 الشفيع والبايع
 هذان افضل من
 هذين العيبين
 الشفيع

خاتمة

بالتفاوت فيه
لا لانه الثمن
الذي اقتصا
المقد ولو كان
الشفيع في يد
المشتري فح
الباقي الثمن
بالمعيب لو كان
مفعله الشفيع كان
يأخذ به بقية
الثمن لانه
الذي اقتصا
العقد للباقي
قيمة الشفيع
وان رادت
عن قيمة
الثمن ولو
عند الباقي
ما يمتد
الشفيع مرجع
بالاثر على
المشتري
وكما يرجع
الشفيع بالارش
ان كان اخذته
بقية العوض
الصحيح
العاشرة
لو كانت دار
لحاضر غائب
وحصة الغائب
في يد آخر
فادعى ان

تفاوت قیمت کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا یا نہیں میں تردید ہو لیکن اس کا صحیح ہونا ایشیہ ہر اس لیے کہ شفیع کو مال بیع کا اسی قیمت کے ساتھ اخذ کرنا صحیح ہو جبکہ عقد بیع واقع ہوا ہو اور صورت فرض میں مال مشاع کی بیع غلام کے ساتھ واقع ہوئی ہو لہذا شفیع پر غلام مذکور کی قیمت کا حوالہ مشتری کرنا معین ہوگا اگرچہ وہ قیمت مال بیع کی قیمت سوقیہ سے زائد ہو اور اگر مال بیع ہنوز قبضہ مشتری میں موجود ہو اور شفیع نے اس کو اخذ کیا ہو اور غلام مذکور (جو میں بیع ہو) کو اس کا بائع کسی عیب کی وجہ سے مشتری پر رد کرے تو اس کو شفیع کا مال بیع کے اخذ کرنے سے منع کرنا صحیح ہوگا اس لیے کہ اس کا حق اس وقت ہو پس شفیع کو مال بیع کا غلام مذکور کی اس قیمت کے ساتھ اخذ کرنا جائز ہوگا جو حالت صحت میں قرار پائے اس لیے کہ عقد بیع اسی قیمت کو مقتضی ہو کیونکہ غلام صحیح پر بیع ہوئی ہو اور غلام معیوب پر نہیں ہوئی اور بائع کو مشتری سے مال بیع کی قیمت کے مطالبہ کرنا استحقاق حاصل ہوگا اگرچہ غلام مذکور کی قیمت سے زائد بھی ہو اور اگر غلام مذکور بائع کے پاس کوئی ایسا امر حادث ہو جائے جس کی وجہ سے اس کا رد کرنا منع ہو تو بائع کو مشتری سے ارش کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور مشتری کو شفیع سے ارش کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا در صورتیکہ شفیع نے مال بیع کو غلام صحیح کی قیمت کے عوض میں اخذ کیا ہو و سوان مسئلہ اگر کوئی مکان دو شخصوں میں مشترک ہو اور ان دونوں میں سے ایک شخص حاضر اور دوسرا غائب ہو اور غائب کے حصہ پر کوئی تیسرا شخص قابض ہو اور حصہ غائب کو فروخت کر دے اور اس کی اجازت کے حاصل ہو نہ کیا دے ہو تو شفیع الطائفہ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف میں فرمایا ہو کہ شفیع ثابت ہوگا اور شاید کہ شفیع کا ثابت ہونا ایشیہ ہر اس لیے کہ استحقاق شفیع ثبوت بیع کا تابع ہو اور فقط قابض کے دعوے سے بیع کا ثبوت نہیں ہو سکتا پس اگر صورت مذکورہ میں قول قابض کی بنا پر ثبوت شفیع کا حکم کیا جائے بعد از ان شخص غائب حاضر ہو اور قابض کو

الغائب بعد حضور
فانقضی
جنون البیم
الشفعة تابعة
ایشیہ لانه
لحل العین
الشفعة و
فرق تثبت
الغائب قال
ذلك باذن

فان صدق فلا
 حث وان لم
 فالقول قوله
 معينه ويزن
 الشقص وله
 اجرة من حجب
 بقضه الى حجب
 كونه ويزجر
 بالاجرة على
 الباطل ان شأوا
 لا نه سببر
 لا خلافنا على

کی تصدیق کرے تو کوئی بحث نہیں ہو اور اگر اسکی تکذیب کرے تو اسکا قول مع قسم مقبول ہوگا
 اور اسکو مال بیع کا شفع سے وہیں لینا صحیح ہوگا اور اسکو وقت قبضہ سے وقت رد تک
 اپنے حصہ کی اجرت کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا پس اسکو اختیار ہو خواہ بائع سے اجرت کا مطالبہ
 کرے اسلئے کہ وہ سبب اطلاق (مضائق کرنا) ہے یا شفع سے مطالبہ کرے اسلئے کہ وہ
 مباشر اطلاق ہو پس اگر اسنے اپنے حصہ کی اجرت کا ترمیمی کالت سے مطالبہ کیا تو وکیل کو
 شفع پر رجوع کرنا مستحق نہ ہوگا اور اگر اسنے شفع سے مطالبہ کیا تو شفع کو وکیل پر
 رجوع کرنا صحیح ہوگا اسلئے کہ اسنے شفع کو قبضہ دیا ہو اور مقام پر شیخ الطائفة علیہ الرحمہ نے
 کتاب مبسوط میں ارشاد فرمایا ہے کہ اگر ترمیمی کالت سے مالک مال اپنے حصہ کی اجرت کا
 مطالبہ کرے تو ترمیمی کالت کو شفع کی طعن رجوع کرنا صحیح ہوگا اسلئے کہ تلف مال کو اوس کے
 قبضہ میں ہوتا رہا ہو اور سبب اطلاق سے مباشر اطلاق اقوی ہوتا ہے اور یہ قول ضعیف ہے
 اس لیے کہ اس مقام پر مباشر اطلاق سے سبب اطلاق اقوی ہو کیونکہ مباشر کی قوت کو
 سبب اطلاق کی قوت قریب نے ضعیف کر دیا ہے اور قول قل شبهہ اور اصول مذہب کے
 موافق ہے اور اگر کوئی شخص کسی مال مشترک کو سود رہوں کے ساتھ خرید کرے اور اس کے
 عوض میں ایسی شے بائع کے حوالہ کرے جسکی قیمت دس درہم ہوں تو شفع پر سود رہوں کا
 تسلیم کرنا یا حتی شفعہ کا ترک کرنا لازم ہوگا اسلئے کہ شفع کو اس قیمت کے ساتھ مال بیع کے
 عقد کرنا مستحق حاصل ہوتا ہے بلکہ عقد بیع متضمن ہو اگرچہ وقوع عقد کے بعد بائع بعض
 قیمت ایسے مال پر رضی ہو جائے جو اس سے کم ہو اور اس مقام پر تنبیہ لواجب اولی امور کا
 ذکر کیا جاتا ہے جسے حق شفعہ باطل ہو جاتا ہے اور ترک مطالبہ سے حق شفعہ باطل ہو جاتا ہے
 بشرطیکہ شفع کو ثبوت شفعہ پر اطلاع حاصل ہو اور کوئی عذر نہ رکھتا ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہے

فان رجوع علی
 مدعی لو کالت
 لم یجزم علی
 علی الشفعین ان
 یرجعوا لشفعہ
 الشفعین علی وکیل
 غرض وہی قول
 انشور ہذا ان
 ولو ان شفعہ
 بائع و دفع
 فی الشفعہ
 الیہ عرض
 یا و شفعہ
 فی الشفعہ
 تسامیحات
 او علی لانه
 یا علی لانه
 قبضہ المقد
 وین
 الا حق
 الا حق

تبطل الشفعة
 بترک المطالبہ
 مع العلم و
 عدم البذل
 و تقبل

حوالہ کرے جب قیمت اس سے کم ہو پس اگر مال بیع کو اس صورت میں شفیع بواسطہ شفعہ
 اخذ کر لیا تو اس قیمت کا حوالہ مشتری کرنا اور سپر لازم ہوگا جسکو کہ عقیدت نہیں ہوا ہو اور فقط
 عوض یا متاع مذکور کی قیمت کا ادا کر دینا کافی نہ ہوگا اسلئے کہ یہ دوسرا معاوضہ جو بائین بائع
 و مشتری واقع ہوا ہو دوسری صورت مال بیع کو بائع ثمن مثل سے زائد کے ساتھ فروخت
 کرے بعد ازاں بعض ثمن پر تبذیر کرے اور بعض باقی سے مشتری کا ابراء (کسی جن کا ساقط کر دینا)
 کر دے پس اگر مال بیع کو شفیع اخذ کر لیا تو اوپر مجموع ثمن کا حوالہ مشتری کرنا لازم ہوگا تا کیسری صورت
 مال بیع کو عقد بیع کے علاوہ کسی دوسرے عقد کے ذریعہ سے مشتری کی طر منقل کرے
 جیسے ہبہ یا صلح پس اس صورت میں شفیع کو مال بیع کا بواسطہ شفعہ اخذ کر نیک استحقاق نہ ہوگا
 اسلئے کہ حق شفعہ فقط عقد بیع سے ثابت ہوتا ہو جبکہ فقدان مفروض ہو اور اگر شفیع کسی شخص پر
 مال مشترک کے خرید کر نیک دعوی کرے اور شخص مذکور اسکی تصدیق کرے بعد ازاں بیان کرے
 کہ میں نے ثمن معین کو فراموش کیا تو اسکا قول مع قسم مقبول ہوگا پس اگر شفیع او کا ثمن کے
 فراموش کرنے پر اصرار (قسم دینا) کرے تو حلف مشتری کے بعد شفیع کا حق شفعہ باطل ہو جائیگا
 لکن اگر مشتری بیان کرے کہ مجھکو مقدار ثمن معلوم نہیں ہو تو اسکا جواب صحیح نہ ہوگا اور اسکو دوسرے
 جواب کی تکلیف دی جائیگی اسلئے کہ اس جواب میں دو احتمال ہیں اول یہ کہ وہ مقدار ثمن کو اجتہاد سے
 بخانا ہو دوسرے یہ کہ اسکو ابتداءً جانتا تھا بعد ازاں بھٹول گیا ہو لہذا ایسے جواب مجمل پر کتنا
 نکی جائیگی کیونکہ احتمال اول کی بنا پر عقد بیع کا باطل ہونا لازم آتا ہو جو سموع نہیں ہو سکتا
 پس اسکو ایسے جواب کی تکلیف دی جائیگی جو بیان مقصود میں صریح اور احتمال خلاف سے
 عاری ہو اور اگر شفیع اپنے عالم بقدر الثمن ہونے کا مدعی ہو تو شیخ الطائفہ نے فرمایا ہو کہ
 اس صورت میں شفیع پر قسم کی رد کی جائیگی اور اسکی قسم کے بعد مشتری کو اس مقدار ثمن کا

فان اخذ الشفيع

لغيره الثمن

فقد مضى

وكان الوكيل

الشفيع

بيع كالمعتاد

الصالح

عليه الاتباع

فصفه

الثمن والقول

فانما مع يمينه

الثمنه ماله

قال له اعلم

كيفية الثمن

لأنك جوابا

صحيحا وكلف

جوابا غيره

وقال الشيخ

وذكر اليمين

على الشفيع

فانكر احدا
فقد بالشفقة
للشيء نظا
الاول رديه
تودد من حيث
وفوق الشفة
على ثنوت
الانبياء و
الاول
الاشباح
ان اذا ادعى ان
تبركه اشياء
بعد ما فانك
فالقول قول
العنكر مع
يبينه فان
حلف انه لا
يستحق عليه
شفقة جان
ولا يكلف
اليمين انه
لو ينشر بعد
ولو قال كل
شيء

وَبَنَاتُ الدَّارِ
فِيهَا الصَّالِحِينَ
يُخْلَفُ كُلُّ
عِدَّةٍ بِالْبَيْتَةِ
فَتُكَلَّمُ مِنْهَا
فَتُكَلَّمُ الشُّعْبَةُ
فَتُكَلَّمُ النَّاسُ
فَتُكَلَّمُ الْوَقَالُ كُلُّ

ولو بلغ الأرباع لا اشفع لان قد تمت بيته الأرباع الشرايو ولوداعى القارض تحقق نعم ينصها جمال الشيخ وقفا للبينة

انگریزوں کی شہادت دے اور کسی تاریخ کو معین نہ کرے اور شرک کا بتیہ اس تاریخ سے
 بعد کی تاریخ میں مالک دیت کا حصہ مذکورہ کو شرک کے پاس ودیت رکھنا بیان کرے
 جس تاریخ میں کہ شفیق اوسکے بواسطہ اشتراک کی طرف منتقل ہو چکا دعویٰ کرنا ہو تو
 شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ بتیہ شرک کو (جو پہلے ودیت منتقل ہو چکا دعویٰ ہی پہنچ چکا
 اسلئے کہ وہ حصہ مذکورہ کے مالک ہو چکا ہو) مفید ہو اسلئے کہ مال ودیت کا غیر ملوک
 ہونا تحمل نہیں ہو اور بتیہ شفیق سے فقط صورت بیع کا واقع ہونا معلوم ہوتا ہو جس میں مال
 بیع کے غیر ملوک ہو چکا بھی احتمال ہو کہ نہ مالک غیر کا فروخت کر دینا ممکن ہو بعد ازاں
 موع (مالک ودیت) سے بذریعہ کتابت دریافت کیا جائیگا پس اگر موع نے شرک کی اوسکے
 دعویٰ ودیت میں تصدیق کی تو اوسکے بتیہ کے موافق حکم کیا جائیگا اور حصہ مذکورہ میں
 حق شفعہ باطل ہوگا اور اگر اوسکی تکذیب کی تو شفیق کے بتیہ کے موافق حکم کیا جائیگا اور اگر
 بتیہ شفیق یا انکے کے تابع نے حصہ مذکورہ کو اوسوقت فروخت کیا تھا جسوقت کہ وہ اوسکا ملوک تھا
 اور بتیہ شرک فقط اوسکے پاس ودیت رکھنے کی شہادت دے اور حصہ مذکورہ کو ملوک نہ ہو
 یا ہونے سے تعرض کرے تو بتیہ شفیق کے موافق حکم کیا جائیگا اور موع مرسلت تکمیل کی اسلئے
 اس صورت میں مرسلت کر نیکی کوئی معنی نہیں ہیں کیونکہ دونوں بیٹوں میں تعارض نہیں ہو اور بتیہ شفیق کا
 ودیت رکھنے کے بعد واقع ہونا ممکن ہو یا پھر ان مسئلہ جبکہ میں بیع کے مقصوب ہونے اور عقوبت
 فاسد ہو پر تابع و مشتری اتفاق کریں اور شفیق انکار کرے تو اوس کا قول مقبول ہوگا و تابع
 و مشتری سے غصبت میں اور فساد بیع کا دعویٰ بدون بتیہ مسموع ہوگا اور اقرار کا ضرر فقط
 مقرے متعلق ہوتا ہو اور حق خرید نہیں ہوتا اور ان دونوں کو شفیق سے قسم لینے کا اشتقاق بھی ہوگا
 مان اگر میں نے مقصود بیع کے فاسد ہو نہیں علم شفیق کا بھی دعویٰ کیا جائے تو شفیق کو نفی قسم کا بیان کرنا چاہیے

انگریزوں کی شہادت دے اور کسی تاریخ کو معین نہ کرے اور شرک کا بتیہ اس تاریخ سے
 بعد کی تاریخ میں مالک دیت کا حصہ مذکورہ کو شرک کے پاس ودیت رکھنا بیان کرے
 جس تاریخ میں کہ شفیق اوسکے بواسطہ اشتراک کی طرف منتقل ہو چکا دعویٰ کرنا ہو تو
 شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ بتیہ شرک کو (جو پہلے ودیت منتقل ہو چکا دعویٰ ہی پہنچ چکا
 اسلئے کہ وہ حصہ مذکورہ کے مالک ہو چکا ہو) مفید ہو اسلئے کہ مال ودیت کا غیر ملوک
 ہونا تحمل نہیں ہو اور بتیہ شفیق سے فقط صورت بیع کا واقع ہونا معلوم ہوتا ہو جس میں مال
 بیع کے غیر ملوک ہو چکا بھی احتمال ہو کہ نہ مالک غیر کا فروخت کر دینا ممکن ہو بعد ازاں
 موع (مالک ودیت) سے بذریعہ کتابت دریافت کیا جائیگا پس اگر موع نے شرک کی اوسکے
 دعویٰ ودیت میں تصدیق کی تو اوسکے بتیہ کے موافق حکم کیا جائیگا اور حصہ مذکورہ میں
 حق شفعہ باطل ہوگا اور اگر اوسکی تکذیب کی تو شفیق کے بتیہ کے موافق حکم کیا جائیگا اور اگر
 بتیہ شفیق یا انکے کے تابع نے حصہ مذکورہ کو اوسوقت فروخت کیا تھا جسوقت کہ وہ اوسکا ملوک تھا
 اور بتیہ شرک فقط اوسکے پاس ودیت رکھنے کی شہادت دے اور حصہ مذکورہ کو ملوک نہ ہو
 یا ہونے سے تعرض کرے تو بتیہ شفیق کے موافق حکم کیا جائیگا اور موع مرسلت تکمیل کی اسلئے
 اس صورت میں مرسلت کر نیکی کوئی معنی نہیں ہیں کیونکہ دونوں بیٹوں میں تعارض نہیں ہو اور بتیہ شفیق کا
 ودیت رکھنے کے بعد واقع ہونا ممکن ہو یا پھر ان مسئلہ جبکہ میں بیع کے مقصوب ہونے اور عقوبت
 فاسد ہو پر تابع و مشتری اتفاق کریں اور شفیق انکار کرے تو اوس کا قول مقبول ہوگا و تابع
 و مشتری سے غصبت میں اور فساد بیع کا دعویٰ بدون بتیہ مسموع ہوگا اور اقرار کا ضرر فقط
 مقرے متعلق ہوتا ہو اور حق خرید نہیں ہوتا اور ان دونوں کو شفیق سے قسم لینے کا اشتقاق بھی ہوگا
 مان اگر میں نے مقصود بیع کے فاسد ہو نہیں علم شفیق کا بھی دعویٰ کیا جائے تو شفیق کو نفی قسم کا بیان کرنا چاہیے

ان الثمن و غصب و ان التغبیر و فاعول و لا یجوز علیہ ان یدعی علیہ السلام

اولوية الاملاك
للزوجة وان ملك
به النصف حتى
لو تزوج عليه من
غير الاحياء كما
له منعه وقناه
فاحياها الميراث
وتجيب هو انفسه
عليها الميراث
يجوز لها ما ملك
ولو اقتصر على
التعوير واصل
العصاة

وَمَا كُنَّا نَقْصُرُ عَنْهَا مِنْكُمْ فَاَنزَلْنَاهَا مِنْ سَحَابٍ مَّتَدِيٍّ
وَمَا كُنَّا نَقْصُرُ عَنْهَا مِنْكُمْ فَاَنزَلْنَاهَا مِنْ سَحَابٍ مَّتَدِيٍّ
وَمَا كُنَّا نَقْصُرُ عَنْهَا مِنْكُمْ فَاَنزَلْنَاهَا مِنْ سَحَابٍ مَّتَدِيٍّ
وَمَا كُنَّا نَقْصُرُ عَنْهَا مِنْكُمْ فَاَنزَلْنَاهَا مِنْ سَحَابٍ مَّتَدِيٍّ

خاک کا گرد اگر جمع کرنا یا مٹانا خاک کا سطح جمع کرنا کہ نیچے کی خاک زائد ہو کے ساتھ متحرک کرنا اور
پانی کا بواسطہ ساقیہ (جدول) وغیرہ اوسکی طرف روان کرنا کافی ہوگا اور زمین مذکور کی حریت
کرنا یا زمین زراعت کرنا تحقق احیاء کے لیے لازم نہیں ہوا سیکے کہ حراست یا زراعت بھی سکتی
کیطرح ایک قسم کا انتفاع ہو جسکو تحقق احیاء میں کوئی مداخلت نہیں ہو اور اگر کوئی شخص کسی زمین موات
میں درخت لگائے اور وہ درخت روئیدہ ہوں اور اوسکی طرف پانی کو روان کرے تو احیاء
محقق ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی زمین موات از قبیل بیابان ہو اور اوسکے درختوں کو قطع کرے
اور اوسکی اصلاح کرے تب بھی احیاء محقق ہوگا اور اسیطرح اگر زمین موات سے کوئی شخص مباحہ
غالبہ کو قطع کرے اور اوسکو عمارت کے قابل کر دے تب بھی احیاء محقق ہوگا اسیلئے کہ باعتبار
عادت ان جملہ امور کو احیاء کہتے ہیں کیونکہ اوسنے زمین کو امور مذکورہ کے ذریعہ سے انتفاع
کی طرف خارج کیا ہو جو ضد موات ہو اور اس زمانے میں ہمارے بعض فقہاء شیخ نجیب الدین
بن نما و ستاد مصنف (ح) نفس نخب کو مطلقاً (خواہ بغرض سکونت ہو یا نہ) احیاء کہتے ہیں اور
افادہ لکسین کافی جانتے ہیں اور یہ قول بعید ہوا سیکے کہ باعتبار عادت ہر نوع کے لیے طریقہ
احیاء جدا گانہ ہو جیسا کہ مذکور ہوا مطلب سوم منافع مشترکہ کے بیان میں اور اوسکی کئی نہیں ہیں
پہلی قسم طرق ہیں جسکا فائدہ محض ہتھراق (راہ چلنا) ہو اور اوس میں جملہ مردم مساوی ہیں پس
طرق میں منافع ہتھراق (راہ چلنے کا فائدہ) کے سوا کسی ایسے منفعت کا حاصل کرنا جائز نہیں ہے
جس سے منفعت ہتھراق فوت ہو البتہ ایسے انتفاع میں کوئی مضائقہ نہیں ہو جس سے منفعت
ہتھراق فوت نہ ہو جیسے جلوں شربطیکہ آمدورفت کرنے والوں کے لیے مضر نہ ہو اور اگر
شخص عابس نے بدون نیت عود قیام کو اختیار کیا ہو تو اوسکا حق جلوں باطل ہو جائیگا پس اگر
شخص کو عود کرے اور اوسکے مقام جلوں کیطرت کوئی دوسرا شخص سبقت کرچکا ہو تو اوسکو

وَمَا كُنَّا نَقْصُرُ عَنْهَا مِنْكُمْ فَاَنزَلْنَاهَا مِنْ سَحَابٍ مَّتَدِيٍّ
وَمَا كُنَّا نَقْصُرُ عَنْهَا مِنْكُمْ فَاَنزَلْنَاهَا مِنْ سَحَابٍ مَّتَدِيٍّ
وَمَا كُنَّا نَقْصُرُ عَنْهَا مِنْكُمْ فَاَنزَلْنَاهَا مِنْ سَحَابٍ مَّتَدِيٍّ
وَمَا كُنَّا نَقْصُرُ عَنْهَا مِنْكُمْ فَاَنزَلْنَاهَا مِنْ سَحَابٍ مَّتَدِيٍّ

وَمَا كُنَّا نَقْصُرُ عَنْهَا مِنْكُمْ فَاَنزَلْنَاهَا مِنْ سَحَابٍ مَّتَدِيٍّ
وَمَا كُنَّا نَقْصُرُ عَنْهَا مِنْكُمْ فَاَنزَلْنَاهَا مِنْ سَحَابٍ مَّتَدِيٍّ
وَمَا كُنَّا نَقْصُرُ عَنْهَا مِنْكُمْ فَاَنزَلْنَاهَا مِنْ سَحَابٍ مَّتَدِيٍّ
وَمَا كُنَّا نَقْصُرُ عَنْهَا مِنْكُمْ فَاَنزَلْنَاهَا مِنْ سَحَابٍ مَّتَدِيٍّ

ملک اور زمین
حضر بکثرت
اموال و ارض
میں اجزاء
بما اهل
معدن مملکت
فصل فی
لواجر من
فصل فی
حدود و
انظمة

بیان کریگا تو حکم شرع کو اس قدر مدت تک اس کا مصلحت دینا صحیح ہوگا جس میں کہ وہ عذر زائل ہو سکتا ہے بعد ازاں اس کو احد الامرین کا الزام دیا جائیگا **ف**شرع اگر کوئی شخص کسی زمین کا اجا کرے اور اس میں منجملہ معادن ہونے کوئی معدن ظاہر ہو تو یہ سمیت زمین اس معدن کا بھی مالک ہوگا اس لیے کہ وہ منجملہ اجزائے زمین ہو اور منجملہ اشیائے مشترکہ پانی ہو پس اگر کوئی شخص اپنی ملک یا کسی میں مباح (موات) میں بقصد تمکک کنواں کھودے تو اس کے ساتھ تجربہ کی طرح منقص ہوگا پس جب کہ اس کے کھودنے سے پانی نکل آئے تو کنوین اور پانی کا مالک ہو جائیگا اور شخص غیر کو اس کی طرف تخطی کرنا جائز نہ ہوگا اور اگر برون اجازت اس میں سے کچھ پانی اخذ کریگا تو اس کا اعادہ واجب ہوگا اور پانی کا کیل اور وزن کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہو اور مجموع آب کا فروخت کرنا جائز نہیں ہو اس لیے کہ اس کا مشتری کے حوالے کرنا ہیئت ہو کیونکہ وہ آب متخلف (جو رفتہ رفتہ نکلتا ہے) کے ساتھ مخلوط ہو جاتا ہے اور اگر کوئی شخص محض اپنے منتفع ہونے کی غرض سے کنواں کھودے اور قصد تمکک رکھتا ہو تو وہ شخص اپنی مدت اقامت تک اس کنوین کے ساتھ احق ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ شخص مذکور کو پانی کی اس مقدار کا بدل کرنا واجب ہوگا جو اس کی حاجت سے فاضل ہے اور اسی طرح بعض علماء نے چشمہ و نہر کے پانی میں بھی قدر فاضل کے بدل کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر قائل ہوں کہ قدر زائد کا بدل کرنا واجب نہیں ہو تو خوب ہو اور جب کہ شخص مذکور اس کنوین سے بقصد اعراض مفارقت کرے تو جو شخص کہ اس کی طرف سبقت کریگا اس کے ساتھ نفع پانے میں احق ہوگا اور منجملہ اشیائے مشترکہ آب عیون (چشمے) و آبار (کنوین) و غیوث (باشین) ہو

ملک البند
لوجو الخیر
الغنی الیہ
و کو ختم
اعادہ و عود
بعد کمال
و در زمانہ
بعد اجتمع
لعمدہ و
لا یجوز لای
لا یجوز لای
لوصف
للتامین
الوقت
الحق
مقامہ علیہا
وقیل
بذل الفاضل
من ما
حاجتہ و
فی صلاہ العین
والنصر

لوصف
للتامین
الوقت
الحق
مقامہ علیہا
وقیل
بذل الفاضل
من ما
حاجتہ و
فی صلاہ العین
والنصر

باعنه الفتحة
 اذا اتقنتها
 استيفت بها
 النفاية في
 المنقط
 ويراعي فيه
 البلوغ والفضل
 والحريه فلا
 حاكم لا يملك
 الصبي ولا
 الجنون ولا
 العبد ولا
 كذا والقول
 على
 منافع ولو
 اذن اهل الحق
 حكموا لولا
 المولى ودفعه
 البعد وهل
 يرعى فيه
 الاسلام قبل
 نعم لانه
 سبل الكفا
 على المنقط
 الحاكم يسلطه
 فلا يورثه
 لا يورثه غايه
 عن الدين ولو
 كان المنقط
 فاسد اقبل
 الحاكم منه
 ويدفعه الى
 عدل خلافته
 سبحان

کو او کا حکم (ملک میں لانا صحیح ہوگا خواہ وہ ملوک لڑکا ہو یا لڑکی اور اگر ملوک مذکور
 اوسکے پاس سے بدون تفریط بھاگ جائے یا بدون تفریط تلف ہو جائے تو لقطہ
 اوس کا ضامن ہوگا اس لیے کہ وہ حکم امین رکھتا ہو اور اگر اوسکی تفریط سے
 بھاگ جائے یا تلف ہو جائے تو ضامن ہوگا اور اگر تحقیق تفریط میں ملوک مذکور کا مالک
 اور لقطہ اختلاف کریں اور او میں سے کسی کے پاس مینہ نہ تو قول لقطہ اوسکی
 قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور اگر ملوک مذکور پر لقطہ نے اتفاق کیا ہو اور بقدر تفریط کا
 مالک ملوک سے وصول کرنا معذور (دشوار) ہو تو بعض نفقہ اوسکا فروخت کرنا صحیح ہوگا
 دوسرا مقصد لقطہ کے بیان میں اور لقطہ کا احکام لقطہ کے متعلق ہونی میں
 بالغ اور عاقل اور حر (آزاد) ہونا شرط ہو پس التقاط طفل و مجنون کے لیے
 کوئی حکم ہوگا اور اسطرح التقاط عبد (ملوک) پر بھی کوئی حکم مترتب ہوگا ایسے کہ
 منافع عبد پر اوسکے آقا کو تسلط ہوتا ہو جسکی وجہ سے اوسکو تحفظ لقیطہ پر قدرت
 حاصل نہیں ہوتی اور اگر عبد کو اوسکا آقا اجازت دے تو اوسکا التقاط کرنا صحیح ہوگا
 اور اوس سے حکم لقطہ متعلق ہوگا جسطرح کہ آقا کو کسی لقیطہ کا اخذ کر کے حوالہ عبد کرنا
 صحیح ہو اور حکم لقیطہ محکوم باسلام ہو تو اوسکے لقطہ کا مسلم ہونا بھی شرط ہوگا
 یا نہیں پس بعض علماء نے فرمایا ہے کہ شرط ہوگا ایسے کافر کو اوس لقوطہ پر تسلط نہیں ہو سکتا
 جو ظاہر محکوم باسلام ہو علاوہ برین کافر کے لقوطہ مسلم (جو بظاہر محکوم باسلام ہو)
 کو برگشتہ از دین کر دینے سے امن حاصل نہیں ہوا اور اگر لقطہ فاسق ہو
 تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حاکم شرع کو لقیطہ کا اوس سے انتزاع کر کے کسی
 عادل کے سپرد کرنا واجب ہوگا اس لیے کہ لقیطہ کے خصانت (تریت) از قبیل

سبحان
 لا یورثه غايه
 عن الدين ولو
 كان المنقط
 فاسد اقبل
 الحاكم منه
 ويدفعه الى
 عدل خلافته

به تزيين
 يتخرج من
 يدركها
 يؤمن من
 ضياع
 فادله اما
 يطلب موضع
 التقاطع الوجه
 الجوانب ولا
 ولا للملتقط
 عليه بل هو
 من شاعروا
 وجدوا الملتقط
 سلطانا في
 عليه استعان
 به واما
 استعان
 المسلمين
 وبفضل الفقه
 عليهم واجبا
 على الكفاية
 لا تدفع

ع. الشكاري
م. الشكاري

اعانت علی البئر (بئر) یعنی پانی کا کنواں جو زمین کے مالک کے لئے ہے اور اگر کسی نے اس کو دوسرے کو بیع کر دیا تو بیع باطل ہے۔
 اعانت علی البئر (بئر) یعنی پانی کا کنواں جو زمین کے مالک کے لئے ہے اور اگر کسی نے اس کو دوسرے کو بیع کر دیا تو بیع باطل ہے۔
 اعانت علی البئر (بئر) یعنی پانی کا کنواں جو زمین کے مالک کے لئے ہے اور اگر کسی نے اس کو دوسرے کو بیع کر دیا تو بیع باطل ہے۔

اگر یہ لقیط کی حفاظت واجب ہو لکن اوپر انفاق کرنا اوسوقت واجب ہوگا جبکہ
 دوسرا شخص بہم نہ پہونچے اور اس میں تردد ہی اسلیے کہ ضرورت کا دور کرنا تبرع
 (احسان کرنا) پر موقوف نہیں ہے بلکہ بطور قرض یا بقصد رجوع انفاق کرنا دفع ضرورت
 کے لیے کافی ہے اور اگر دونوں امر (انفاق حاکم و انفاق سلین) متعذر ہوں
 تو مقتطع پر انفاق کرنا لازم ہوگا پس اگر بقصد رجوع انفاق کرے تو اسکو لقیط
 سے اسکی ہوسر ہونے کے بعد مقدار نفقہ کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اگر بقصد تبرع
 انفاق کرے تو مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اس طرح اگر اسکو کسی دوسرے شخص سے
 استعانت کرنا ممکن ہو اور باوجود اسکے انفاق کے تب بھی مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اگر بقصد رجوع انفاق کیا ہو
 تیسرے مقصد احکام لقیط کے بیان میں اور وہ کئی مسئلہ میں پچھلا مسئلہ شیخ الطائف
 رحم نے فرمایا ہے کہ لقیط کا اخذ کرنا واجب کفائی ہے اسلیے کہ اسکا اخذ کرنا از قبیل
 اعانت علی البئر (امر خیر اور مدد کرنا) ہے کیونکہ وہ مضطر ہے جسکی ضرورت کا دفع کرنا لازم
 ہے لکن اسکا استحباب ہونا ہے وجہ نہیں ہے اسلیے کہ اصل عدم وجوب ہے دوسرے مسئلہ
 لقیط کو شخص کبیر کی طرح المیت ملک (مالک ہونے کی قابلیت) حاصل ہے اور اسکا
 کسی نقد یا جنس وغیرہ پر قابض ہونا قبضہ بائع کی طرح اس کے ملوک ہونے پر
 دلالت کرتا ہے اسلیے کہ اسکو المیت ملک حاصل ہے پس جبکہ لقیط کے پاس کوئی
 کپڑا موجود ہو تو اوپر ملک لقیط کا حکم کیا جائیگا اور اس طرح اگر اس کے نیچے کوئی
 کپڑا از قسم فرش وغیرہ یا اس کے اوپر از قسم لحاف وغیرہ موجود ہو تو اوپر بھی
 ملک لقیط ہی کا حکم کیا جائیگا اور اس طرح اگر اس کے کپڑے وغیرہ کوئی شے جیسے درہم
 و دینار وغیرہ) بندھی ہوئی ہو تو اوپر بھی اوس کی ملوک ہونیکا حکم کیا جائیگا

اعانت علی البئر (بئر) یعنی پانی کا کنواں جو زمین کے مالک کے لئے ہے اور اگر کسی نے اس کو دوسرے کو بیع کر دیا تو بیع باطل ہے۔
 اعانت علی البئر (بئر) یعنی پانی کا کنواں جو زمین کے مالک کے لئے ہے اور اگر کسی نے اس کو دوسرے کو بیع کر دیا تو بیع باطل ہے۔
 اعانت علی البئر (بئر) یعنی پانی کا کنواں جو زمین کے مالک کے لئے ہے اور اگر کسی نے اس کو دوسرے کو بیع کر دیا تو بیع باطل ہے۔

اعانت علی البئر (بئر) یعنی پانی کا کنواں جو زمین کے مالک کے لئے ہے اور اگر کسی نے اس کو دوسرے کو بیع کر دیا تو بیع باطل ہے۔
 اعانت علی البئر (بئر) یعنی پانی کا کنواں جو زمین کے مالک کے لئے ہے اور اگر کسی نے اس کو دوسرے کو بیع کر دیا تو بیع باطل ہے۔
 اعانت علی البئر (بئر) یعنی پانی کا کنواں جو زمین کے مالک کے لئے ہے اور اگر کسی نے اس کو دوسرے کو بیع کر دیا تو بیع باطل ہے۔

شکوہ فیضیہ

توجدی داما
 الشریک
 مستوفی
 هناك من
 المسلمین
 الاکابر
 اذلة البقیط
 امام اذالم
 لیس
 تموز الاعد
 علی بی
 او خطاء
 م صغیر
 ما بلخ فی
 اذلة صاس
 خطا کے
 ذریعہ علی
 سامری
 بیہ امید
 حالہ ورنہ
 ہو

24

غیر الحفظ
السابع
بن فہ

قَالَ قَالُوا قَالُوا قَالُوا

انتخابات
والشيخ
علي

[illegible]

الحاكم باج
مستيقن بالاعلى
و هو

النظام
مجلس
القضاة

سقوط الحائط
الشارع

محمود علي محمد

منه

فثبت الحد
المتوسط

والخبر المشبه

تقاریر

اللقيط على

تفسيه باری

بسم الله الرحمن الرحيم

ملكي

١٤

المملوكة بنت ولولان
لوحيك
وسكان الو
منها بينهما
كل واحد
بها وان اقام
بينتة مسكن
لاحد هما
لجان سكان

الفاضل
 زبدة الفهم
 على البديهة
 على الجاهل
 الشيخ فخر
 دعوى بقرينة قال
 مسلمة وحرر
 انما اختلف
 انما اختلف
 المال لان
 في التفسير
 باليد والاحكام
 احمد بن

اور اسکا لفظا کیا ہوتا تو اسکے قبضہ کو ثبوت نبوت میں کوئی دخل نہ ہوگا اسلئے کہ قبضہ کیلئے ثبوت نسب میں کوئی حکم نہیں ہوتا اختلاف مال کے کہ قبضہ کے لیے اوسمیں اثر ہوتا ہو یا پانچواں مسئلہ جبکہ کسی طفل لفظ کی نبوت میں کافر اور مسلم یا حر اور عبد اختلاف کریں تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مسلم کو کافر پر اور حر کو عبد پر ترجیح دیجائیگی اسلئے کہ مسلم حر کو غلبہ حاصل ہے اور سہین مرد ہے اسلئے کہ محض اسلام و حریت کا ثبوت نسب میں فرج ہونا ثابت نہیں ہوا اور اقرار نسب میں وہ سب مساوی ہیں لہذا بدون بیئہ کسی کی ترجیح فونی چاہیے دوسری قسم حیوان لفظ (برداشتہ) کے بیان میں اور اس میں تین امقابل بیان ہیں ماخوذ - آخذ - حکم - اماراقل - ماخوذ کے بیان میں پس ماخوذ سے جو وہ حیوان ملک وضائع مراد ہے جس پر کوئی شخص قابض نہ ہو اور وہ اخذ کیا جائے اور اسکو ضائع کہتے ہیں اور لفظ ضائع از مالک اسلئے کہ اسکا کسی کے لفظ میں ہے ۱۲ اور اسکا صورت جواز میں اخذ کرنا مکروہ ہے مگر جبکہ اخذ کرنے میں اس کے تلف ہونے کا خوف ہو تو اخذ کرنا بدون کراہت مباح ہے اور وقت اخذ کسی شخص کا شاہد کر دینا سنت ہے اسلئے کہ لفظ کا طبع کے حادث ہونے یا کسی حادثہ کے پیش آجانے سے اس میں حاصل نہیں ہوتا علاوہ برین شاہد کرنے میں لفظ سے تحت بھی مترفع ہو جاتی ہے پس مترفع کا اوس صورت میں اخذ کرنا جائز نہیں ہے جبکہ وہ آب و گیاہ میں موجود ہو یا صحیح و تندرست ہو اور آب و گیاہ تک اسکا چلا جانا ممکن ہو اسلئے کہ رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے وخفف حلاؤہا وکمر شدہ سقاؤہ فلا تجبہ (اوسکا سم اسکی کش ہے اور اسکا شکنبہ اسکی مشک ہے پس اسکو برائے غنیمت نہ کرو) پس اگر کوئی شخص اسکو اخذ کر لے گا تو ضائع ہوگا اور بعد اخذ اس کے چھوڑ دینے سے بری الذمہ نہ ہوگا ہاں اگر اس کے مالک کے سپرد کر دے گا تو بری الذمہ ہو جائیگا اور اگر اسکا مالک مفقود ہو تو اسکو حکم شرع کے سپرد کر لے گا کیونکہ وہ

المأخوذ والمأخوذ
والحكمة لها
الاول
فهو كل حيوان
عملوا واضاع
اخذوا ولا يعلم
وتسمى خالدة
واخذوا في ضيق
الجوار من مروه
الاجيشت
يتحقق التلف
فانه طلق و
الاشياء مستحسنة
لما لا يعين من تجلدها
على الملة طلق
لنفسه التامة فاعين
لما يخذ اذا
وجاد في كلامه
ما هو مكان
مما يجهل القول

عليه السلام
فقه حذائقه
و كذا
فلا فاضله
ولا يبرأ
ارسله
سليمه
ولو قد سلمه
الى الحاكم
لان

حجة الله
 فيما بالحيوان
 وبتأثير
 ذلك لولي
 التمسيد
 عن حاشية
 فان كان
 القطة
 في حاشية
 تفسيره

جزا اخذ بر قطع (جزم) فرمایا ہوا سیلے کہ او سکا اخذ کرنا کتاب مال کی قبیل سے جو سکا
 اون دونوں سے واقع ہونا بھیج ہوا اور اونکے ولی کو مال لفظ کا اون دونوں سے
 انتزاع کرنا و در سال بھر تک تعریف کرنا واجب ہوگا پس اگر سال بھر کے بعد او سکا
 مالک پیدا ہوا و طفل و مجنون کے لیے او سکے مالک ہونے اور مالک کے واسطے ضامن
 رہنے میں کوئی فائدہ و مصلحت ہو تو ولی کو ضمانت کے ساتھ مال لفظ کا اونکی مالک میں داخل کرنا
 معین ہوگا اور اگر اس میں کوئی فائدہ و مصلحت اونکے لیے نہ ہو تو ولی کو او سکا بطور امانت
 باقی رکھنا اور ضمانت کرنا لازم ہوگا اور آیا جہد کا بدون اذن مالک التماس کرنا جائز نہیں
 آئین تردد ہو لکن او سکا جائز ہونا شبہ ہوا سیلے کہ بعد کو حفظ مال کی اہلیت حاصل ہو اور
 آیا جہد حیوان کا مسلم ہونا بھی شرط ہو یا نہیں شبہ عدم اشتراط ہوا سیلے کہ کافر میں حیوان کی
 تعریف کرنے اور بطور امانت باقی رکھنے اور ضمانت کے ساتھ مالک ہونے کی قابلیت
 حاصل ہو اور واحد حیوان کا عادل ہونا بطریق اولی شرط نہیں ہوا امر سوم احکام ضالہ کے
 بیان میں اور وہ کئی مسئلے ہیں پہلا مسئلہ حیثیت اخذ کو ایسے حاکم شرع کے پاس پہنچنا معتد
 ہو جو ضالہ پر اتفاق کرے تو او سکو اپنے پاس سے اتفاق کرنا واجب اور مالک ضالہ سے
 مقدار نفقہ کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ او سکو مطالبہ کرنا صحیح ہوگا
 سیلے کہ صورت مذکورہ میں او سپر حیوان کا محفوظ رکھنا واجب ہو جو بدون اتفاق تمام
 نہیں ہو سکتا اور فعل واجب پر عوض کا مطالبہ جائز نہیں ہو لکن مطالبہ کا صحیح ہونا بوجہ
 نہیں ہو تاکہ التماس کی وجہ سے آخذ کی طرف کوئی ضرر عام نہ ہو اس لیے کہ ضرر لفظ او سکے
 عدم اخذ کو مقتضی ہے جس میں لفظ او مالک کا ضرر لازم آتا ہو اور فعل واجب پر عوض کا
 مطالبہ و سوقت جائز نہیں ہو جبکہ اجازت مالک حاصل ہو اور رہنما پر شارع علیہ السلام

ایہا قمل
 ولا ابقاھا
 امانتونی
 العبد تردد
 اشبه بالحيوان
 لان له اهلية
 الحفظ وهل
 يملك هو لا يملك
 لا يشبه
 واقفيا منه
 عند المشتري
 الثالث
 في الاحكام
 وهي مسائل
 الاولى
 اذا لم يجد
 الاخذ
 سلطانا
 يتفق على
 الضالة
 اتفق من
 نفسه و

لا اتفاقا
 في التوجه
 والوجه
 لا اتفاق
 في التوجه
 والوجه
 لا اتفاق
 في التوجه
 والوجه

قيل الحول اللقطة لا يملك الزبعة فهو لقطه والما مسواه فهو خط الصندوق او يتصرف

دھو بییدان
مطالبہ التملک
القطعة تضمن
قال الشيخ
الخامسة
دھو بیید
تملک اجماع
التملک
ما بقصد
دھو بیید
دھو بیید

اگرچہ اس کے تملک کا قصد بھی کرے اور اس طرح حل تعریف کے بعد بھی وسوت تک
تک منقطع میں داخل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اس کے تملک کا قصد نہ کرے اور بعض علماء
فرمایا ہو کہ حل تعریف کے بعد اس کی ملک میں قہراً داخل ہو جاتا ہو اگرچہ قصد تملک نہ کیا ہو اور
یہ قول بعید ہو یا پنجوان مسئلہ شیخ الطائفہ رحمہ نے فرمایا ہو کہ منقطع سے مال لقطہ کی ضمانت
اور وسوت متعلق ہوتی ہو کہ جب تک مالک مطالبہ کرے اور محض اس کے تملک کے نیت کرنے
سے متعلق نہیں ہوتی اور یہ قول بعید ہو اس لیے کہ مطالبہ کرنا استحقاق مالک پر متفرع ہوتا ہو
جس سے ضمانت منقطع کا مطالبہ مالک پر سابق ہونا معلوم ہوتا ہو اور اگر منقطع کی ضمانت
اس کے مطالبہ پر موقوف ہوگی تو دور لازم آئے گا و سر الامر منقطع کے بیان میں اور
منقطع سے وہ شخص مراد ہو جس کو کتاب با حفظ مال کی اہلیت (قابلیت) حاصل ہو پس اگر
طفل بالغ کسی مال کا انقطاع کرے تو جائز ہو گا اور اس کی طرف سے اس کے ولی کو متولی تعریف
ہونا لازم ہو گا اور محبوں کے انقطاع کا بھی یہی حکم ہو اور سطح اگر کوئی کافر کسی مال کا انقطاع
کرے تب بھی صحیح ہو گا اس لیے کہ اس کو اہلیت کتاب حاصل ہو اور آیا ان لوگوں (طفل و
محبون و کافر) کو لقطہ حرم کا اخذ کرنا بھی صحیح ہو یا نہیں اس میں تردد ہو اس لیے کہ ان لوگوں میں
اہلیت امانت مفقود ہو اور لقطہ حرم کا بطور امانت محفوظ رکھنا لازم ہو کیونکہ اس کا
تملک صحیح نہیں ہو لہذا فقط اہلیت کتاب کافی ہوگی اور غلام میں دونوں لقطوں (نقطہ
حرم وغیر حرم) کے اخذ کرنے کی اہلیت موجود ہو اور روایت ابی خدیجہ میں حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام سے منقول ہو کہ غلام کو لقطہ سے تعرض کرنا صحیح نہیں ہو اور مع ذلک شیخ علیہ الرحمہ
نے جواز کو اختیار کیا ہو اور یہی قول شبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو اس لیے کہ غلام کو اہلیت
اور کتاب دونوں کی قابلیت حاصل ہو اور روایت ابی خدیجہ کہ اہلیت پر محمول ہو

المطالبہ التملک
على الاستحقاق
في المنقطع
وهو من له
اهلية تملك
القطعة فلو
انقطع المصبي
جائز ويقتول
الولى المترقب
عنه وحده
فان القطعة
تحتل بغير
الملك
من الكا
لما اهل
وفي اخذ
المنقطع
تزوج و
من كونه
اهل الاش
والصداق
على واحد
من الطرفين

في رواية ابى
خديجة عن ابي
المو
ابن عبد الله
عن ابي
الاستحسان
ولا كتاب
اور اس طرح

اقباضه
اجتماع الناس
وروزهم كالغدا
والعشائ و
كيفيته ان يقول
من ضاع له
ذهبا ونقصة
او ثوبا وما
شاكر ذلك من
الافاظ ولو
ارغل الى ما
كان احوط كان
يقول من ضايع
له مال او شيء
فانه احدان
يخجل به في القوم
وفي افكار الاولم
والجمعا كالايتيا
عليهم السلام
موطن الاقطاع
كانت هذه الجواب
المساكين والفقراء
الاسواق والموسر
الناس الذين لا
في نفسي

عينة العلك
جاستوف الام
الشاوية
انصار الصدقة
على الشفاعة
افق الى الموالها
فان وجدنا لها
الشهادة الكافية
الثانية اذا لم
تقتضه او غيرها
في فقهنا وعنوان

لو طالع بالخط و ما لم يكن في حوز
 جميع على المخذ لو طالع بالخط
 الحيلولة لكي الملتقط لكان
 وله مطالبه لنسب القبض
 الجاهل الموقوف كان له مطالبه
 كانت تافه انظرهما فان

و کے استماع کا استحقاق حاصل ہوگا اس لیے کہ قول بینه تجت شرعہ ہو اور بیان صفت اور کا معاوضہ
 نہیں کہ سکتا اور اگر مدعی اول کے پاس مال لفظ تلف ہو گیا ہو تو اس کو اس کے عوض کا مطالبہ کرنا بھیج ہوگا
 اس لیے کہ اس کے قبضہ کا سامد ہونا معلوم ہو گیا اور اس کو ملقط سے مطالبہ کرنا بھیجی تحقیق حاصل ہوگی
 اگر اس نے مال مذکور کو غیر سختی کے حوالہ کر دیا ہو لہذا مدعی دوم اور اس کے مال میں سبب حیلوت وہی ہو
 پس اگر مدعی ثانی (جسے بینه قائم کیا ہو) نے ملقط سے مطالبہ کیا تو ملقط کو مدعی اول کی طرف رجوع کرنا بھیج ہوگا
 اس لیے کہ اس نے فریب یا ہوتا وقتیکہ ملقط نے اس کی ملک کا قرار کیا ہو والا اس کا رجوع کرنا بھیج ہوگا اس لیے
 اس صورت میں خود ملقط کو مدعی ثانی کے بینه کی دروغ گوئی کا اعتراف ہو اور اگر اس نے مدعی اول سے
 کیا تو مدعی اول کو ملقط کی طرف رجوع کرنا بھیج ہوگا جبکہ فی الواقع ہر فرع دوم اگر کوئی شخص مال لفظ کا مدعی ہو
 بینه قائم کرے اور مال لفظ اس کے حوالہ کر دیا جائے بعد ازاں کوئی دوسرا شخص بھی اس کا مدعی ہو
 بینه قائم کرے پس اگر اودن دونوں میں سے کسی بینه کو ترجیح حاصل نہ تو اودن دونوں میں فرع
 ڈالا جائیگا پس اگر مدعی دوم کے نام پر فرع خارج ہوا تو مال لفظ کا مدعی اول سے استماع کرنا
 اور مدعی دوم کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر مال لفظ تلف ہو جائے تو ملقط اس کا ضامن ہوگا
 بشرطیکہ اس نے مال لفظ کو حاکم شرع کے حکم سے مدعی اول کے حوالہ کیا ہو اور اگر اس نے اپنے اجتہاد
 کی وجہ سے اس کے حوالہ کیا ہوگا تو ضامن ہوگا اور اگر اقتضاء سال کے بعد بینه قائم ہو اور ملقط اس کا تمکک
 کر چکا ہو اور اس کے عوض کو مدعی اول کے سپرد کر چکا ہو تو ملقط سے مدعی دوم کے لیے
 مال لفظ کی ضمانت بہر حال متعلق ہوگی خواہ وہ عوض (جو مدعی اول کو دیا ہو) باقی ہو یا تلف
 ہو چکا ہو اس لیے کہ مدعی دوم کا حق اس کے ذمہ پر ثابت ہو اور مدعی اول کے حوالہ کرنے سے
 متعین نہیں ہوا اور ملقط کو مدعی اول کی طرف رجوع کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا اس لیے کہ
 حکم اول کا بطلان متحقق ہو گیا فقط

لو طالع بالخط و ما لم يكن في حوز
 جميع على المخذ لو طالع بالخط
 الحيلولة لكي الملتقط لكان
 وله مطالبه لنسب القبض
 الجاهل الموقوف كان له مطالبه
 كانت تافه انظرهما فان

الحول وذلك
 الملتقط و دفع
 العوض الى الاول
 في ذمته المتعين
 بالذم الى الاول
 ومن جميع الملتقط
 على الاول الملتقط
 بطلان الحكم
 ان بان دفعها
 بل هو الحاکم
 لو كان دفعها
 باقتضاها فمن
 اما الوفاة
 البينة بعد

خواہ اور نئی تفصیل کتاب سے مستفاد ہو یا سنت سے ان دونوں تقدیروں پر میراث و فرائض میں تماویس کی نسبت ہوگی اور تقریر اول کی بنا پر اور ان دونوں میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت اور علیٰ کلی تقدیر سبجائے کتاب الفرائض مصنف رحمہ کو کتاب المواریث کے ساتھ تصحیح کرنا اولیٰ تھا ۱۲۸۰ھ

دارت الحرف سے
وہ شخص راہی جس کے لئے قرآن مجید
میں اسم معنی مذکور ہو اور دارت باقرات سے
وہ شخص راہی جس کے لئے اسم معنی مذکور نہیں ہو اگرچہ
اس کے لئے اسم معنی نہیں ہو اگرچہ صورت
اولاد کو لانا کہ جس خط کا پیشین بینی اولاد کے لئے
دقت چنانچہ کوئی اسم معنی نہیں ہو اگرچہ صورت
شکر بنی اور کافضل مذکور ہو اگرچہ صورت
کار شمس و احوال کوئی اسم معنی نہیں ہو اگرچہ
کے معنی بنی اسم معنی نہیں ہو اگرچہ صورت
اولاد کے لئے کوئی اسم معنی نہیں ہو اگرچہ صورت
مذکور نہیں ہو اگرچہ صورت
پیشین سالک

باجا
من
قت
اتھ
ور
کہ
تکر
کا
و

اصل فرضیہ چھ سہم قرار پائیگا منجملہ اونکے ابوین کو دو سہم فی کس ایک سہم اور بنت کو
تین سہم دیئے جائیں گے اور ایک سہم جو باقی رہا وہ اب اور بنت پر برابر باخار دیکھا جائیگا
پس اون بن سے سہام کے موافق ایک حصہ اب کو اور تین حصے بنت کو دیئے جائیں گے
اور ام کو رد کا استحقاق ہوگا اسلئے کہ وہ بوجہ اخوة محبوب ہو اور تمیسہ ہی صورت
(ترکہ کا مقدار سہام سے ناقص رہنا) کی کئی مثالیں مذکور ہوتی ہیں مثال اول ابوین اور
زوج اور بنتیں ہیں اس صورت میں ابوین کے لیے ثلث کا اور زوج کے لیے
ربع کا اور بنتیں کے لیے ثلثین کا استحقاق ہونا چاہیے جنکا اجماع ممکن نہیں ہو مثال دوم
ابوین اور زوج اور بنت ہیں اس صورت میں ابوین کو ثلث کا اور زوج کو ربع کا
اور بنت کو نصف کا استحقاق ہوگا جنکا اجماع نہیں ہو سکتا مثال سوم زوج یا زوجہ
اور دو کلا لہ الام اور دو اخت اعمیانی یا علاتی ہیں زوج یا زوجہ کا سہم نصف
یا ربع ہو اور دو کلا لہ الام کا ایک ثلث اور دو اخت اعمیانی یا علاتی کا ثلثین ہو جو
مجمع نہیں ہو سکتے پس ان جملہ صورتوں میں ثبات یا تقرب بالاب پر نقصان وارد ہوگا
اسلئے کہ عول ہمارے بیان باطل ہو جسکی تفصیل آمیدہ آئیگی اور اگر صاحب فرض
کے ساتھ وہ شخص مجمع ہو جو باعتبار طبقہ و سکا مساوی ہو اور صاحب فرض نہیں
ہو تو صاحب فرض کو اپنے فرض کا اور دوسرے شخص کو باقی کا استحقاق حاصل ہوگا
اور اسکی کئی مثالیں مذکور ہوتی ہیں مثال اول ابوین یا احد ہماران باب میں
سے ایک شخص) اور ایک ابن ہو پس ابوین یا احد ہما کو ثلث یا سدس کا اور
اور ابن کو باقی (دو ثلث یا پانچ سدس) کا استحقاق حاصل ہوگا کیونکہ ابن
کے لیے ابوین کے ساتھ کوئی فرض نہیں ہو مثال دوم اب و زوج یا زوجہ ہو

مثال اشکال
ابوان و زوج
و بنتان او
ابوان و زوج
و بنت او زوج
او زوجہ و
اشان من ولد
الام و اخت
لاب و لام
او لاد و
ان لم یکن
المساوی
ان زوج
مساوی
مباغی مثال
ابوان او
احد ہما
و ابن اب و
زوج او
نقص

ولو اسلم ببداهة
انما كان ولي
وانقرضه
في الدرجة
تساويا
اهله الخ
فتمت شارح
عليه القبول
اسلم الكافي
المسلم واذا
الوارث
مع عدم

ورثہ میں کوئی شخص مسلم نہ ہو اور اگر مال میراث کے تقسیم ہونے کے قبل کوئی کافر اسلام لے آئے اور باعتبار درجہ باقی ورثہ کا مساوی ہو تو ان کا شریک ہوگا اور اگر باعتبار درجہ نسبت باقی ورثہ کے اقرب ہو تو مجموع میراث کا استحقاق تنہا اسی کو حاصل ہوگا اور اگر بعد تقسیم اسلام لائے تو اس کو میراث کے پانے کا استحقاق نہ ہوگا اور سبط اگر اتحاد وارث کی صورت میں اسلام لائے تب بھی اس کو میراث میں سے کسی حصہ کا استحقاق نہ ہوگا خواہ وارث نے متروکہ پر قبضہ کیا ہو یا نکلیا ہو اور خواہ اس کے پاس باقی ہو یا تلف ہو چکا ہو اس لیے کہ صورت وصہ میں تقسیم مال صادق نہیں آتی علاوہ ہمیں اس کے وارث نہ ہونے پر علمانے اجماع کا دعویٰ کیا ہو اور اگر کوئی مسلم وفات پائے اور امام کے علاوہ اس کا کوئی وارث مسلم نہ ہو بعد ازان اس کا وارث کافر اسلام لے آئے تو میراث پانے میں امام علیہ السلام کی نسبت اولیٰ ہوگا جیسا کہ روایت ابو بصیر میں وارد ہوا ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اگر ترکہ کے بیت المال کی طرف منتقل ہونے سے قبل اسلام لائیگا تو اس کو میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر انتقال ترکہ کے بعد اسلام لائیگا تو اس کو میراث کا استحقاق نہ ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اس کو مطلقاً میراث کے پانیکا استحقاق نہ ہوگا اس لیے کہ امام علیہ السلام بھی وارث واحد کے مثل ہیں لہذا میراث کا استحقاق فقط امام کو حاصل ہوگا اور اگر اس کا وارث مسلم فقط زوج یا زوجہ ہو اور دوسرا وارث کافر ہو پس اگر وہ کافر اسلام لے آئے تو اس کو اس مال کے اخذ نہ کیا استحقاق حاصل ہوگا جو حصہ بیٹے حیت کے بعد باقی رہے اور ہمیں اشکال پر فوجت کے غیر ممکن ہونے سے ناشی (بیبا) ہوتا ہو اور اگر زوجہ کے ساتھ شریک ہونے

أوصان
الوارث
واحد
للميراث
نصيباً ما
لله بين
له وارث
مولاة مام
فاسلم
الوارث
نفوذ
الحاكم
الرعية
ابن بصير
وقيل ان
مكان
قبل نقل
الشركة
المبيت
والأولاد

[illegible]

راگر
تہنا
نے کا
وسکو
ہو یا
وحدہ
اجماع
و اشار
یہ السلام
نے
سکو
سکو
نیکا
حق
ور
خیر نیکا
مال
نے

آبِ حیات

[illegible]

گوئی

—

مانع

694

17

وان اشهر الكفر والفسق والبدعة
 استقر على ما ذكره في كتابه
 الاصل في معرفة النكاح
 من اهل البيت
 والاشهر الكفر والفسق والبدعة
 استقر على ما ذكره في كتابه
 الاصل في معرفة النكاح
 من اهل البيت

وارد هو او اورا اگر بعد بلوغ کفر کو اختیار کر لگی تو بن ان اور ابن اخت کی لگے اس مال پر
 استقرار ہو جائیگا جسکے وہ وارث قرار دیئے گئے تھے ان کے حوالہ کر دیا گیا تھا اور اسکی
 اولاد میراث سے ممنوع کی جائیگی اور زمین کا مال ہو اسلیئے کہ احکام کفر میں اطفال صغار
 اپنے ابوین کے تابع اور قائم مقام ہوتے ہیں اور قیمت ترکہ کا اوکے اسلام پر سابق تھا
 مانع استحقاق ہوتا ہو تیسرا مسئلہ اہل اسلام کو باہم (طرفین سے) میراث پانیکا استحقاق
 حاصل ہوتا ہو اگر چہ دین و مذہب میں مختلف ہوں جسے شیعہ و سنی اور سبطی اہل کفر کو
 البتہ جو فرقہ کفر میں ہو اگر چہ دین کا انکار کرے جن جسے ملاوہ اور خارج از قوم قرار دیا گیا ہو ان کا استحقاق میراث کا
 بھی باہم (طرفین سے) میراث پانے کا استحقاق ہوتا ہو اگر چہ ملت و مشرب میں مختلف
 ہوں جسے ذمی و حر بنی چوتھا مسئلہ مرتد فطری کا ترکہ اس کے ارتداد کے وقت
 تقسیم کیا جائیگا اور اسکی زوجہ بائن (جدا) ہو جائیگی اور اس کے لیے عہدہ وفا
 (چار مہینے دس روز) رکھی جائے گی خواہ وہ قتل کر ڈالا جائے یا زندہ باقی رہے اور اس سے
 توبہ نہ کرائی جائے گی اور زن مرتدہ کا قتل کرنا صحیح ہوگا بلکہ وہ جس کی جائیگی اور
 اوقات نماز میں اوپر ضرب لگائی جائیگی اور اس کا ترکہ اس وقت تک تقسیم نہیں کیا جائیگا
 جب تک کہ وہ وفات نہ پائے اور مرتد ملی سے توبہ نہ کرائی جائیگی پس اگر اس نے توبہ کی
 اور اسلام کی طرف عود کیا فہا و الا قتل کیا جائیگا اور اس کا ترکہ اس وقت تک
 تقسیم نہیں کیا جائیگا جب تک کہ وفات نہ پائے یا قتل ہو جائے اور اسکی زوجہ اس وقت سے
 بائن ہوگی جب سے کہ اون دونوں کے دین و مذہب میں اختلاف ہوا ہو
 پس اگر انضاء عہدہ کے قبل اسلام کی طرف عود کر لیا تو اپنی زوجہ کے ساتھ احنی ہوگا
 اور اگر ایام عہدہ اس کے اسلام کی طرف عود کرنے سے قبل منقضی ہو جائے تو اسکو
 اپنی زوجہ پر کوئی تسلط باقی نہ رہیگا امر و م قتل کے بیان میں پس انسان کا

نکاح جو حکم میں قتل کے تابع ابوین ہوتا ہے تاہی (پیدا) ہوتا ہو

توارث و ان
 اختلاف فی القتل
 الرابعة
 فتمت کتابہ
 عن فضلہ
 انما مدہ فیہ
 و وجہ تقدیر
 حق الوفاۃ سولہ
 قتل و فیہ ولا
 یستتاب الی
 لا قتل و فیہ
 تقریر الی فان
 الصلوۃ ولا
 فقہ و فیہ
 حتی تموت
 و لو کان
 المرد لا یمن
 فطرۃ فاستحب
 فان تاب ولا
 قتل ولا یقسم
 مالہ حق یوز
 او یقتل و فیہ

القتل
 لا یعلم و اما
 خیر من العدة
 خیر من العدة
 فان عاد قبل
 اختلاف بینہما
 فی حقہ من حقہ

الاشهر خطب القتل ولو كان قتل بغيره ولو كان غلاماً أو امرأة أو كافراً أو قاتل جثمان

اپنے کسی عزیز کو عمداً (قصداً) ازراہ ظلم قتل کر ڈالنا اسکو ارث مقتول سے مانع نہیں ہوگا اور اگر اسکو کسی حق کے عوض (جیسے قصاص لینا) قتل کر گیا تو مانع ارث نہ ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنے کسی عزیز کو ازراہ خطا قتل کر دے تو اسکو علی الاثر میراث کا استحقاق باقی رہے گا اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے اپنے استنباط کی بنا پر ارشاد فرمایا ہے کہ قاتل مذکور (جسے ازراہ خطا قتل کیا ہو) کو دیت مقتول کا استحقاق نہ ہوگا اور اس کے علاوہ باقی ترکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور یہ قول خوب ہو لیکن قول اول اشد ہے اور اس حکم میں باپ اور ولد و دیگر اقرباء مساوی ہیں خواہ اقربا نسباً ہوں یا سببی و اگر مقتول کا قاتل کے سوا کوئی اور وارث نہ ہو تو اس کے میراث کا استحقاق امام علیہ السلام کو حاصل ہوگا اس لیے کہ جس شخص کا کوئی وارث نہیں ہوتا اس کے وارث امام ؑ ہوتے ہیں پس اس کا ترکہ امام ؑ کے بیت المال کی طرف منتقل کیا جائیگا اور اگر کوئی شخص اپنے باپ کو قتل کر ڈالے اور قاتل کا کوئی مولود موجود ہو تو اسکو اپنے دادا (جو مقتول ہوا ہو) کی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا بشرطیکہ مقتول کے لیے کوئی ولد صلبی نہ ہو اور مولود قاتل کا استحقاق اس کے باپ کی حیات کے سبب سے باطل نہ ہوگا اور اگر قاتل کے لیے کوئی وارث کا فر موجود ہو تو وہ دونوں (قاتل و اس کا وارث کا فر) میراث مقتول سے ممنوع کیے جائیں گے اور اس کی میراث کا امام ؑ کو استحقاق ہوگا اور قاتل کا وارث کا فر اسلام لے آئے تو میراث مقتول کا اسی کو استحقاق ہوگا اور سبب خون مقتول کے مطالبہ کا بھی اسی کو استحقاق ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اگر مہرہ مقتول کے امام کی طرف منتقل ہونے سے قبل اسلام لائیگا تو وارث ہوگا ورنہ وارث نہ ہوگا اور اس مقام پر

بعض
عامة
و قاتل
موت
نفس
بیت
و مانع
اس لیے
نفس
نہیں
امام
بیت
اور
بیت
طرف
جس کا
ہوے
الیرث
للقاتل
کافر
جسمان
بغیر
الیرث
للقاتل
کافر
جسمان
بغیر

ایہ دو لوگ ان کے وارث ہیں اگر وہ کافر ہوں تو ان کے وارث ان کے وارث ہیں اگر وہ مسلم ہوں تو ان کے وارث ان کے وارث ہیں

من آواحقها
الاول النصارى
اللحان سبيل
لنقله من بلاد
فهم لواعق بعد
اللحان الحق به
وزنه الولد
مولا حوشه
الثاني
النائب غيبة
منقطعة لا جود
حتى يستحق

وہ دونوں ریت پر باقی ہیں جو مانع ارث ہیں اور ہتمام پر اسباب منع کے لو حق میں سے چار امر بیان کیے جاتے ہیں پہلا امر لعان کا بین الزوہین واقع ہونا سبب مولود کے ساقط ہونیکا سبب ہوتا ہے بان اگر وقوع لعان کے بعد مولود کا شخص طاعن اقرار کرے گا تو مولود اس سے ملحق کیا جائیگا اور اسکا وارث ہوگا اور مولود مذکور کا وہ وارث ہوگا دوسرا امر شخص مفقود الخبر کے مال پر اسوقت تک میراث کا حکم جاری ہوگا جب تک کہ اسکی وفات متحقق نہو یا اسکی غیبت کو بقدر زمانہ منقضی نہوجائے جمہین باعتبار عادت اسکے امثال زندہ نہیں رہ سکتے پس اگر دونوں امروں (تحقق وفات اور انقضائے مدت مذکورہ) میں سے ایک امر متحقق ہوگا تو اسکا مال اسکے اون ورثہ پر تقسیم کو یا جائیگا جو وقت حکم موجود ہونگے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ وقت غیبت سے دس برس کے بعد اسکا مال ورثہ پر تقسیم کیا جائیگا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اسکا مال ایسے وارث کے حوالہ کیا جائیگا جو غنی و مالدار ہواور قول اول اولیٰ ہو تیسرا امر حل اسوقت وارث ہوگا جبکہ وہ زندہ پیدا ہواور مردہ پیدا ہوگا تو اسکو میراث میں سے کسی نصیب کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر کوئی حل اپنے زندہ پیدا ہونے کے بعد مرجائیگا تو اسکے نصیب کا استحقاق اسکے ورثہ کو حاصل ہوگا اور اگر کوئی حل بوجہ جنایت ساقط ہو جائے تو استحقاق میراث میں اسکا ایسی حرکت کے ساتھ متحرک ہونا شرط ہوگا جو شخص زندہ سے صادر ہوتی ہے اور ایسے بقیہ (جنش) کا موجود ہونا کافی ہوگا جو باعتبار طبع حاصل ہوتا ہے اور اختیار کو اوسمیں دخل نہیں ہوتا چوتھا امر جبکہ کوئی شخص وفات پائے اور اسکے ذمہ پر

مفتی

عدد الكلى

عالمية البها
عالمية البها

لوری شہر الموحی

قبیلہ

بعد انقضاء
عشر

من عینہ

فيليدف

المجلس
العلمي

وہابیوں اور
وہابیوں اور

المجلد
العدد

میاں یوسف
کے

مفتی محمد رفیع

ماتریب
موسسه عالی

سكان اصبهان وروشنه
بنياده اعتبار الكون
التي تعدد لا
من حي والظلم
لا يحصل طبعاً
لا اختصاراً
السبع
اذا مات وعليه

وہ

ثلاثة احمديين
ورد علي

الكتاب الثاني
في بيان فضل الصلاة
والصيام والصدقة
والحج والعمرة
وغير ذلك من العبادات
التي هي واجبة على المسلمين

100

مجمع نہیں ہو سکتا اسلئے کہ ہمارے نزدیک عول باطل ہو پس جبکہ زوج کے ساتھ ختین یا
مجمع ہوں تو اون دونوں (زوج اور ختین یا اخوات) کو اپنے فرض کا استحقاق ہوگا
بلکہ فقط ختین پر نقصان وارد ہوگا اور زوج کو اپنے پورے فرض (نصف) کا استحقاق
ہوگا چارم اسکا ثلث کے ساتھ مجمع ہونا جیسے زوج اور ام بشرطیکہ کوئی حاجت
موجود نہ ہو پنجم اسکا سدس کے ساتھ مجمع ہونا جیسے زوج اور کمالۃ الام جبکہ متحد ہو اور
ربع اور غن باہم مجمع نہیں ہو سکتے اسلئے کہ ثمن کا استحقاق زوجہ کو بوجہ ولد کی صورت میں
حاصل ہوتا ہو اور ربع کا استحقاق اسکو عدم ولد کی صورت میں حاصل ہوتا ہو اور
ربع کے خلع کی کئی صورتیں ہیں اول اسکا ثلثین کے ساتھ مجمع ہونا جیسے زوج
اور بنتیں دوم اسکا ثلث کے ساتھ مجمع ہونا جیسے زوجہ اور کمالۃ الام جبکہ متعدد ہوں
سوم اسکا سدس کے ساتھ مجمع ہونا جیسے زوجہ اور کمالۃ الام جبکہ متحد ہو چارم اسکا
نصف کے ساتھ مجمع ہونا جو جماعات نصف میں مذکور ہو چکی اور ثمن کے اجملع کی
بھی کئی صورتیں ہیں اول اسکا نصف کے ساتھ مجمع ہونا دوم اسکا ربع کے ساتھ
مجمع ہونا اور یہ دونوں صورتیں جماعات نصف و ربع میں مذکور ہو چکی ہیں سوم
اسکا ثلثین کے ساتھ مجمع ہونا جیسے زوجہ اور بنتیں چارم اسکا سدس کے ساتھ مجمع
ہونا جیسے زوجہ اور اعدا البوین جبکہ ولدیت موجود ہو اور ثمن کا ثلث کے ساتھ مجمع
ہونا پنجم نہیں ہو اسلئے کہ ثمن کا بوجہ ولد کی صورت میں زوجہ کو استحقاق حاصل ہوتا ہو
اور ثلث کا اخوة یا خانی کو (جبکہ متعدد ہوں) یا مادریت کو عدم ولد کی صورت میں
استحقاق حاصل ہوتا ہو جبکہ اجملع غیر متصور ہو اور ثلث کا سدس کے ساتھ باعتبار فرضہ
مجمع ہونا پنجم نہیں ہو اگرچہ باعتبار قرابت مجمع ہونا صحیح ہو جیسے زوج اور ابوین کہ اس صورت میں

~~77~~

والباقي للادب
لادبهم الاخوة
اخوة والباقي
المحصل ان يكون
الدم والدم الثالث
مهما اذ ختم فلها
للادب لو كان
السهم والباقي
مع الاخوة للادب
الباقي للادب و
لادبهم الاخوة
قوله النصفه
بين ١٥

کونسل

کئی مسئلے مذکور ہوتے ہیں پہلا مسئلہ میت کے ابوین کی تقاضت میں اولاد والا و لا و
(اگرچہ بہت ترہون خواہ ذکر ہو نہ ہون یا اثبات) اپنے آبا کے قائم مقام ہوتی ہو اور وین
و و نون کو نصیب اعلیٰ سے محروم کرتی ہو اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے ان کے توریث (وارث)
اور قائم مقام آبار ہونین عدم ابوین (میت کے مان باپ کا موجود نہ ہونا) کو شرط کیا ہے
اور یہ قول شریک ہو اور اولاد اپنے متقربین (جو ان سے قرابت رکھتے ہیں)
کو استحقاق میراث سے مانع ہوتی ہو اور سیطرح متقرب بالابوین (جو مان باپ کی طرح
قرابت رکھتے ہیں جیسے اخوة اور انکی اولاد اور اجداد اور ان کے آبا اور عمام
وا خوال اور انکی اولاد) کو بھی استحقاق میراث سے مانع ہوتی ہو البتہ اولاد کے وارث
ہونے میں اقرب فالاقرب کی مراعات لازم ہیں ابوین سے کسی یطین کو اس یطین کے
ساتھ میراث کا استحقاق حاصل ہوگا جو میت سے انکی بہ نسبت زیادہ قریب ہو پس
اولاد صلبی کے ساتھ اولاد الا و لا و کو اور ان کے ساتھ انکی اولاد کو استحقاق ہوگا اور
اولاد الا و لا و دین سے ہر ایک کو اس شخص کے نصیب کی میراث کا استحقاق حاصل ہوگا
جسکی وجہ سے کہ وہ قرابت رکھتا ہو بنا تا علیہ ولد بنت (نوا یا نواسی) اپنی مان کے
نصیب کا وارث ہوگا خواہ ذکر ہو یا انکی پس طرح کہ حالت انفرادین او سکی مان کو
نصف متروکہ کا استحقاق تھا او سیطرح او سکو بھی حالت انفرادین نصف متروکہ کا
استحقاق حاصل ہوگا اور جطرح کہ او سکی مان کو ابوین کے ساتھ نصف کا استحقاق
ہوتا تھا او سیطرح او سکو بھی ابوین کے ساتھ نصف کا استحقاق ہوگا اور جطرح کہ او سکی
مان پر رد کیا جانا تھا او سیطرح او سپر بھی رد کیا جائیگا اور ولدا بن (پوتا پوتی) اپنے
باپ کے نصیب کا وارث ہوگا خواہ اثباتی ہو یا ذکر ہو پس جطرح کہ حالت انفرادین

[illegible]

دکتر کا اسمہ اور احادیث و ہجو
النصف ان
انقر اور کان ص
الابیون وورد
علیہ کاید علی
اصہ لو کانہ وورد
وورد وورد وورد
نضیب ابیہ
دکتر کان
اور انشی
کسی

والرأي
أن لا يفسد
الخطا اختصامه
صيام ومن
من صلوة و
قضاء ما عليه
ومصنفه و عليه
لحقه وصيفة
بقيت بدنه
الحياتية
على الولد
الثالث

[illegible]

مترقب نہیں ہوا اور مال جہودہ اس کے عوض کا حکم رکھتا ہو اور مخالف مذہب کے نزدیک مال جہودہ کا استحقاق حاصل نہیں ہوتا لہذا اس کے مذہب کے موافق اس کو الزام یا جگہ سوخم اشیائے مذکورہ کے علاوہ کسی مال کا متروکہ میت میں موجود ہونا پس اگر اشیائے مذکورہ کے علاوہ کوئی دوسرا مال ہوگا تو ولد اکبر کا اختصاص باطل ہوگا اور ثیائے مذکورہ پر حکم میراث جاری کیا جائیگا اور اگر ولد اکبر انشی ہو تو اس کو اشیائے مذکورہ کا استحقاق ہوگا بلکہ اولاد کا استحقاق اولاد ذکور میں سے ولد اکبر کو حاصل ہوگا چوتھا مسئلہ جد (دادا نانا) اور جتن (دادی نانی) کو احد الابوین کے ساتھ میراث میں سے کسی شیء کا استحقاق نہیں ہوتا لیکن ابوین (میت کے مان باپ) میں سے ہر ایک کو اپنے مان باپ کے لیے سس اصل کا طعام کرنا مستحب ہو بشرطیکہ اس کا نصیب سس سے زائد نہ ہو پس اگر کسی میت کے ابوین کی میت میں اس کے دادا دادی اور نانا نانی موجود ہوں تو اس کی ان کوثلث متروکہ کا استحقاق ہوگا اور اوہین سے اوپر نصف نصیب (سس) کا اپنے مان باپ (میت کے نانا نانی) کے لیے بالسویہ طعام کرنا مستحب ہوگا اور اگر اولاد دونوں (میت کے نانا نانی) میں سے فقط ایک شخص موجود ہوگا تو میت کی ان پر سس مذکور کا اوسکے لیے طعام کرنا مستحب ہوگا اور اوسکے باپ کوثلثین کا استحقاق ہوگا اور اوہین سے اوپر اصل متروکہ کے سس کا اپنے مان باپ (میت کے دادا دادی) کے لیے بالسویہ طعام کرنا مستحب ہوگا اور اگر اولاد دونوں میں سے فقط ایک شخص موجود ہوگا تو میت کے باپ پر سس مذکور کا اوسکے لیے طعام کرنا مستحب ہوگا اور اگر میت کے ابوین میں سے ایک شخص کو فقط سس متروکہ حاصل ہو اور دوسرے شخص کو سس کے علاوہ کچھ زیادتی بھی حاصل ہو تو استحباً طعمہ فقط صاحب زیادتی سے مخصوص ہوگا اور صاحب سس سے استحباً طعمہ

هم احد
 الجوز
 الحنجر
 ان يطمع
 مد الكحل
 انما انما
 عن ظلال
 مثل ان
 يخلق ابوين
 رجلا رجلا
 لمراد
 وجعل لام
 فلا انكش
 وتطعم
 نصيبها
 وتجد سدى
 اصل الشاة
 بالسوق
 ولولا واطا
 كان السدى
 له ولو
 حصل

لا أحد من غيري
السيد من غيري
الزيدية
الشهابية
الطائفة
رواها صاحب السند

۱۲۸

لا لبس في ذلك

السبب في

من دوله

والبیان

علیہ السلام
کا نام

و لار شينان

مجلس العلماء

کتابخانه

وفاقیہ

جان الا
جان

الحمد لله

۱۰۰

100

والله اعلم

فصل في بيان
الصفات التي
يجب ان يكون
عليها المصنف
والباقي بالرد
ان كان المصنف
فلهما الثلثان
فان ايقنت
الفرعية
فلهما الفاضل
الحق

قوله والجلدة
كان الهمز
او احدهما
جلد و جلدة
والامر او اللاب
قصا على اللاب
او مع الاختصار
انضمم الاخوت
وصى بالسلوة

ويأخذ من
أو اخصلقت
مع الاخوة
في هذا الاعمال
التي هي باقية
والتي هي
مثل خط
يقيم للذكر
كلالة الام
الباقى بعد
ويقسم

کا حکم جاری کیا جائیگا اور کلاۃ الام کے بعد جو مال باقی رہیگا وہ اون سب پر لاند کر مثل
خط الانشین تقسیم کیا جائیگا اور اگر اخوة میت کے ساتھ زوج یا زوجہ بھی مجتمع ہو جائے
تو اسکو اپنے نصیب اعلیٰ (نصف یا ربع) کے اخذ کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا خواہ اخوة میت
کی قرابت متفق ہو (جیسے مجموعہ اخوة کا اعیانی یا علاقائی یا خیانی ہونا) یا مختلف ہو (جیسے
اونین سے بعض اعیانی یا علاقائی ہونا اور بعض آخر کا خیانی ہونا) اور متقرب بالاب کو اصل تک
سے اپنے نصیب مفروض (سدس یا ثلث) کے اخذ کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا اور جو
مال کہ باقی رہیگا وہ متقرب بالابون (اخوة اعیانی) کو دیا جائیگا اور اگر متقرب بالابون
موجود نہ ہوں تو مال باقی متقرب بالاب (اخوة علاقائی) کو دیا جائیگا اور فقط متقرب بالابون
یا متقرب بالاب پر نقصان وارد ہوگا پس اگر شوہر میت کے ساتھ ایک کلاۃ الام (برادر یا خواہر
ماوری) اور ایک اخت اعیانی یا علاقائی مجتمع ہو تو مجموعہ فرضیہ چھ سہم ہوگا جمین سے
تین سہم (نصف متروکہ) کا استحقاق زوج کو اور ایک سہم (سدس متروکہ) کا استحقاق
کلاۃ الام کو حاصل ہوگا اور باقی دو سہم (ثلث متروکہ) اخت اعیانی یا علاقائی کے
حوالہ کیا جائیگا جمین اور سپر ایک سدس کا نقصان وارد ہوگا ایسے کہ اسکا نصیب مفروض
نصف متروکہ ہو اور اگر بعد فرضیہ کوئی زیادتی باقی رہیگی تو اسکا استحقاق فقط اخت اعیانی
کو حاصل ہوگا پس اگر اخت اعیانی کے ساتھ ایک کلاۃ الام مجتمع ہو تو اخت اعیانی کو
باعتبار فرضیہ نصف متروکہ کا استحقاق اور کلاۃ الام کو سدس متروکہ کا استحقاق حاصل
ہوگا اور ثلث باقی بھی مخصوص اخت اعیانی کے حوالہ کیا جائیگا اور اوسین کلاۃ الام کو
کسی شے کا استحقاق حاصل نہوگا اور اگر کلاۃ الام کے ساتھ اخت علاقائی مجتمع ہو تو یا
اخت علاقائی کو بھی مال باقی کے ساتھ اختصاص حاصل ہوگا یا نہین پس بعض علماء نے

و ياخذ من
تقريب بالامر
ففيه المسمى
من اصل الرخا
و ما يفضل
فكلا للاب
والامر ومع
عد مهم
فكلا للاب
ويكون النفس
واخلا على
من يتقرب
الامر والامر
كما في
نزع ومع واحد
من كالات
الامر مع اخت
لللاب وان
فرضت الياقة
كما في
واحد من
كالات

لا يبرأ من
الفاضل
لا تخت
خاصة
ان كانت
لا تفضل
تفضل عن
السحابيل

والمؤمنين
والذين آمنوا
والذين هم
أولادهم
الذين هم
أولادهم
الذين هم
أولادهم

نشین بن سے دو ثلث کا پدریت کے جد و جدہ پدری پر تقسیم کرنا معین ہوگا جو ان پر
لنڈ کر مثل حظ الانشبین تقسیم کیا جائیگا اور نشین کا ثلث باقی پدریت کے جد و جدہ پدری پر
انٹاؤں اور لنڈ کر مثل حظ الانشبین تقسیم کیا جائیگا جیسا کہ جناب شیخ الطائفہ رحمہ نے ذکر فرمایا ہو
بنائاً علیہ اصل فریضہ بن بن بن سم ہوگا جس میں ایک سم کا اور میت کے اجداد کو اور دوسم کا
پدریت کے اجداد کو استحقاق ہوگا اور چونکہ فریضہ مذکور فریقین پر منقسم ہوتا ہو لہذا
فریق اول (پدریت کے اجداد) کے عدد یعنی چار کا فریق دوم (پدریت کے اجداد) کے
عدد یعنی نو میں ضرب دینا معین ہوگا بعد ازان دونوں عددوں کے حاصل ضرب
(چھتیس) کا اصل فریضہ یعنی بن بن ضرب دینا لازم ہوگا جس کا حاصل اکیسوا آٹھ سم ہوتا ہو
منجملہ اس کے چھتیس سم (جو اکیسوا آٹھ کا ثلث ہو) کا استحقاق اور میت کے اجداد کو حاصل
ہوگا اور ان میں سے ہر ایک کو نو سم دیئے جائینگے اور بہتر سم (اکیسوا آٹھ کے دو ثلث)
کا استحقاق پدریت کے اجداد کو حاصل ہوگا اور بہترین سے چوبیس سم (بہتر کا ثلث) کا
پدریت کے اجداد اور پدری پر تقسیم کرنا معین ہوگا جس کے دو ثلث (سولہ سم) کا استحقاق
پدریت کے جد پدری کو اور ایک ثلث (آٹھ سم) کا استحقاق پدریت کی جدہ پدری
کو حاصل ہوگا اور بہترین سے اڑتالیس سم (بہتر کے دو ثلث) کا پدریت کے اجداد پدری
پر تقسیم کرنا معین ہوگا جس کے دو ثلث (تیس سم) کا استحقاق پدریت کے جد پدری کو
اور ایک ثلث (سولہ سم) کا استحقاق پدریت کی جدہ پدری کو حاصل ہوگا تیسرا مسئلہ
اگر برادر خانی کے ساتھ برادر اعیانی کا میاں جمع ہو تو مجموع میراث کا استحقاق فقط برادر خانی
کو حاصل ہوگا کیلئے کہ وہ اقرب ہو اور ابن شاذان علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ برادر اعیانی کو
فقط سدس متروکہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی متروکہ (باہج سدس) کا برادر اعیانی کے بیٹے کو

لا بد من العلم

عکس

سنة خمس و مائة و ثمانون
 مع التساوي في الدرجات
 مع التفاوت في الدرجات
 مع التساوي في الدرجات
 مع التفاوت في الدرجات

عطا کردنیامعین ہوگا ایسے کہ او سین و دو سبب (قرابت طرفین) مجتمع ہیں وریہ قول ضعیف ہے
 ایسے کہ کثرت اسباب کا او سوقت اثر ہوتا ہو جسوقت کہ باعتبار درجہ و وزن شخص مساوی
 ہوں اور او سوقت او سکا اثر نہیں ہوتا جبکہ باعتبار درجہ و وزن میں تفاوت موجود ہو
 جیسا کہ محل بحث میں مفروض ہے خاتمہ حکم اخوة اور اخوات بہت موجود ہوں تو اونکی
 اولاد ایسے باوا واجہات کے قائم مقام ہوتی ہو اور اونکی اولاد میں سے ہر ایک کو اون شخص
 نصیب کا استحقاق حاصل ہوگا جسکی طرف سے کہ وہ قرابت رکھتا ہو پس اگر اون میں سے
 ایک ہی شخص موجود ہوگا تو مجموع نصیب کا استحقاق او سیکو حاصل ہوگا اور اگر کسی شخص موجود
 ہوئے تو وہ نصیب او پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا بشرطیکہ وہ جملہ اشخاص ذکر ہوں یا جملہ اشخاص
 اناث ہوں اور اگر اون میں سے بعض اشخاص ذکر ہوں او بعض اناث ہوں تو نصیب کو
 او پر لند کر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا جبکہ وہ جملہ اشخاص اخوة اعیانی یا علاتی کی اولاد ہوں اور
 اگر اخوة اخیانی کی اولاد ہوئے تو او س نصیب کا او پر بہر حال اگر جملہ بعض ذکر ہوں او بعض آخر
 اناث ہوں (بالسویہ تقسیم کرنا معین ہوگا اور اگر اخوة اخیانی کی اولاد کے ساتھ اخوة اعیانی
 علاتی کی اولاد مجتمع ہو جائے تو اخوة اخیانی کی اولاد کے بعد جو مال باقی رہیگا او سکا استحقاق
 اخوة اعیانی یا علاتی کی اولاد کو اپنے باپ کی طرح حاصل ہوگا اور اخوات اعیانی کی اولاد کو
 فقط النصف متروکہ کا استحقاق ہوگا جو اونکی مان کا نصیب مفروض ہے البتہ اگر کوئی دوسرا وارث
 ایسا موجود ہو جو باعتبار درجہ او سکا مساوی ہو تو مال باقی بھی او پر رد کیا جائیگا اور ختین کا
 اخوات اعیانی کو ختین کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر کوئی وارث او سکا مساوی ہوگا
 تو باقی مال بھی او پر رد کیا جائیگا البتہ اگر مزاحمت زوج یا زوجہ کی وجہ سے متروکہ میں گنجائش
 نہ ہوگی تو زوج یا زوجہ کو اپنے نصیب اعلیٰ کا استحقاق ہوگا اور اولاد ختین کو فقط باقی متروکہ کا

عندہم وراثت
 کل واحد منهم
 نصیب میں تقوی
 بہ فان كان
 واحد كان له
 النصیب وان
 كانوا جماعة
 اقتسموا ذلك
 النصیب بينهم
 بالسویة ان
 كانوا ذکرا
 و اناثا وان
 اجتمعوا فلكل
 مثل حظ الانثیین
 وان كانوا اولاد
 اخوة من امر
 كانوا لکل قسم
 بنسبهم بالسویة
 و یاخذوا کدار
 الاخ الباقی
 کا یہ مال باقی
 الاخ و اولاد
 والا مال باقی

لهم الباقی
 فی ذلک
 الزموا و الذموا
 المال بین خول
 الا ان یقتصر
 فضا علی القنین
 و اولاد الاخنین
 الا علی سبیل الرد
 نصیب اہم

كماله
 الاب والامكان
 لولم يكونوا
 فلا ولا ولد
 كماله
 الابن خاصه
 وفي طرافه الزايفه
 يحصل انتقاد
 على ماضى
 قوت انتقاد
 كماله
 ادوات
 مستخدمين
 استقامه
 اجال زوا

ولو اجمعوا على جرحه فبطلت
 قیاسہم لا بخلافه
 المتعبدون
 العلم بوثق
 المال فانفق

اخوة کے ساتھ اجداد بھی مجتمع ہوں تو اولاد اخوة کو اونکے ساتھ میراث کا استحقاق حاصل ہوگا
 جطرح کہ خود اخوة کو حاصل ہوتا تھا جسکی کیفیت کو ہم قبل ازین بیان کر چکے ہیں تیسرا مرتبہ
 اعمام (میت کے چچا اور بھوپیان) اور احوال (میت کے مامون اور خالائین) ہر پس
 عم واحد کو صورت افراد میں مجموع میراث کا استحقاق حاصل ہوگا اور سیطرح اگر دو یا کئی
 اعمام ایسے مجتمع ہوں جو باعتبار مرتبہ آپس میں مساوی ہوں تو مال میراث اون سب پر سوبہ
 تقسیم کیا جائیگا اور میت کے عمہ اور عمتین اور عمت کا بھی یہی حکم ہو اور اگر اعمام و عمت مجتمع ہوں
 اور جہت قرابت میں باہم مساوی ہوں تو مال میراث اون سب پر لکڑ کر مثل حظ الانثیین
 تقسیم کیا جائیگا اور اگر متفرق ہوں اور جہت قرابت میں مختلف ہوں تو متقرب بالام (عم یا عمتہ) ^{یعنی بالام}
 کو مطلقاً (عم ہو یا عمتہ) ایک سدرس کا استحقاق حاصل ہوگا بشرطیکہ واحد ہو اور اگر دو یا زائد
 ہوں تو اونکو مطلقاً (اعمام ہوں یا عمت) ایک ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا جس میں ذکر
 اور انثی مساوی ہونگے اور متقرب بالام کے بعد جو مال باقی رہیگا اوسکا استحقاق متقرب
 بالابوین (اعمام و عمت اعمانی) کو حاصل ہوگا جو اوپر لکڑ کر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا
 خواہ واحد ہو یا دو یا زائد ہوں اور متقرب بالابوین (وہ اعمام و عمت جو طرفین سے
 قرابت رکھتے ہیں) کی موجودگی میں متقرب بالاب (وہ اعمام و عمت جو فقط باپ کی طرف سے
 قرابت رکھتے ہیں) کو میراث کا استحقاق نہ ہوگا اور جبکہ متقرب بالابوین موجود نہ ہوں تو استحقاق
 میراث میں متقرب بالاب (اعمام و عمت اعمانی) اونکے قائم مقام ہوتے ہیں پس ابن عم
 (چچا کا بیٹا) کو محبت عم میں میراث کا استحقاق نہ ہوگا اور اسیطرح
 کسی بعد کو اقرب کے ساتھ میراث کا استحقاق نہیں ہوتا لیکن اس قاعدے سے
 فقط ایک مسئلہ بالاتفاق مستثنیٰ ہو اور وہ یہ ہے کہ جب متقرب بالاب (عم اعمانی)

والمال بالارث
 وكن العمة و
 العمتا والعمات
 وان اجتمعوا
 فاللذکر مثل
 حظ الانثیین
 ولو كانا
 متقربین
 فلهما والمعة
 علی الواحد
 الثلث وینتقل
 بقية الذکر
 والاثنی و
 الباقی للعم
 او العین او
 الامام من
 الاب والام
 ینهم للذکر
 مثل حظ
 الانثیین و

واحدہ المفسرین
 عند عدم
 ولا یستحق
 الاب والام
 وبقیہ الذکر
 الامام من
 الاب والام
 ینهم للذکر
 مثل حظ
 الانثیین و

بأمر من
لحقه من
السويدي
الطبيب
يقرب بالأم
كان لمن
في النهاية
حالتها قال
خالها
عفتها
وعنه
بأمر من

فصل فی

فتنہ کا بیان

٣٠

وفاقی
حکومت

تفصیلی

فصل ششم

و غیر

مبانی

١٠٠

۱۰۰

وَأَمَّا الْفُلُ فَأُرْسِلَتْ بِرَحْمَةٍ مِنَّا لِيُبَيِّنَ لَكُمْ آيَاتِنَا فَتَدَارَكُوا أَعْيُنَكُمْ عَلَى الْبَلَدِ الْمُنِيرِ

۱۰۰

و

10

۱۰

تذکرہ

والله اعلم

منه

4

وزارتی

لهم السد
 لو كانوا على ما بين
 لا و كان لهم
 الثالث والباقي
 لبقى العباد
 العصة اول بني
 العمومة او
 العصة الابو
 العباد وكذا
 الامم وكذا
 في بنو الناقة
 البعث في بنو الناقة
 الثالث
 اذا اجتمع
 للواء سبعين
 فان لم يمتنع
 احدها الاخذ
 ويرث بها مثل
 ابن عمه كاهو
 ابن خال كاهو
 مثل ابن عمه
 نازح اربعت
 عم هي زينة
 ومثل عمه كاهو
 خاله

علاء الدين تيمور
او الرضاة النقيب
والساعات كان للبرج
والخلاء العمومة
الرجوع على القذالة
الساعة اذا دخل
يونان يا اخو غامضة
ابن عمي احفانه
من جهة المانع
احدها الاخرى
خالد كامران من

[illegible]

الانفراد والاولاد مع الولاء الابوان الرومان ويزون لقوله من محمد لمصينغا و امراة كان الولاد رجلا و لو كان ان كان المصينغ دون الامات الاولاد يكون

[illegible]

رواج

[illegible]

۱۷۷
لائیٹ لکھا
احد من الآثار
و یوم اولاد
الا و لا دمقام
ارائهم عند
کل مقام و یاخذ
من مقترب به
کا لیراث فی غیر
الولا و مع عدم
الابون والوالد
بنیہ الا حق و
هل ثلث الاشقا
علی شتر و

زوج یا زوجہ کوئی قریبی جمع ہوا و ج طرح کہ نسب میں تبت کے ابوین و اولاد کے ساتھ
میراث کے اور کسی قریب کو استحقاق میراث حاصل نہیں ہوتا اس طرح و لا عتق میں بھی منعم کا کوئی قریب کے
ابوین و اولاد کا شریک اور ان کے ساتھ میراث معتق کا مستحق نہ ہوگا اور اولاد الا و لا د اپنے آپ
کے قائم مقام ہوگی جبکہ وہ وفات پائیں اور اولاد میں سے ہر ایک کو اس شخص کے نصیب کا
استحقاق حاصل ہوگا جسکی وجہ سے کہ وہ قرابت رکھتا ہو ج طرح کہ و لا عتق کے علاوہ باقی مواث
میں مقرر ہو پس اگر ایک شخص ایک بیٹے کو چھوڑ کر اور دوسرے شخص دس بیٹوں کو چھوڑ کر وفات پائے
تو نصف سترہ کہ پہلے شخص کے ایک بیٹے کو دیا جائیگا اور نصف باقی دوسرے شخص کے دس
بیٹوں پر بالتو تقسیم کیا جائیگا اور اگر منعم کے ابوین و اولاد موجود نہ ہوں تو میراث معتق کا
استحقاق اخوت منعم کو حاصل ہوگا اور یا میراث معتق (آزاد کردہ) کا استحقاق منعم کے اخوت
(خبر ان) کو بھی حاصل ہوگا یا نہیں یہاں تردد ہو لیکن اولاد کا وارث ہونا اطراف و کلات الوکلاء
کلمۃ النسب (ولا عتق بھی قرابت نسب کی طرح ایک قسم کا رشتہ ہے) اور استحقاق ارث بالغت
منعم کے ساتھ اس کے اجداد و جدات (منعم کے دادا دادی) بھی شریک بن گئے اور جبکہ منعم کے اخوت
واجداد و جدات بھی موجود نہ ہوں تو میراث معتق کا استحقاق منعم کے اعمام و عمات اور انکی اولاد
میں سے اقرب فال اقرب کو حاصل ہوگا جیسا کہ میراث نسب میں مذکور ہوا و لا عتق کی
وراثت کا استحقاق منعم کے اول اقرب کو حاصل ہوگا جو متقرب بالامہین (جو ان کی طرف قرابت
رکھتے ہیں) جیسے اخوت و اخوات و خالات (ان کے بھائی بہن) اور اجداد و جدات مادری
(نانا نانی) اور اگر اقرب بالمنعم میں سے کوئی شخص موجود نہ ہو تو میراث معتق کا استحقاق مولا مولا
(منعم کا منعم جسے منعم کو آزاد کیا ہو) کو حاصل ہوگا اور اگر مولا مولا بھی موجود نہ ہو تو میراث
معتق کا استحقاق مولا مولا کے اقربائے پدری کو حاصل ہوگا اور اس کے اقربائے مادری کو

[illegible]

سید

Checked
1987

اور اسکی میراث کا استحقاق باعتبار ولا واصل ہوگا ایسے کہ نسب کے ساتھ میراث بالولا مجمع
 نہیں ہو سکتی کیونکہ وراثت بالولا زمین عدم نسب شرط ہے اور اگر دونوں لڑکیاں یا دونین سے
 ایک لڑکی وفات پائے اور اولاد کا باپ موجود ہو اور اس کے سوا کوئی وارث موجود نہ ہو تو انکی
 میراث کا استحقاق انکے باپ کو حاصل ہوگا اور اگر اولاد کا باپ موجود نہ ہو اور ان دونوں
 میں سے ایک لڑکی کے لیے دوسری لڑکی کے علاوہ کوئی وارث نہ ہو تو ان میں سے
 جس لڑکی نے کہ پہلے وفات پائی ہو اسکی میراث اسکی بہن کو دی جائیگی جس میں سے اسکو
 نصف شریکہ کا استحقاق فرضاً اور نصف باقی کا استحقاق رداً حاصل ہوگا اور مولود (متوفی
 کی بہن) کو اسکی میراث کا استحقاق ہوگا ایسے کہ قریب نسبی (جس سے متوفی کی بہن ہی مراد ہے)
 موجود ہو اور قبل ازین معلوم ہو چکا ہو کہ میراث بالولا نسب کے ساتھ مجمع نہیں ہو سکتی پس اگر
 دوسری لڑکی بھی وفات پائے اور کوئی وارث موجود نہ ہو تو آیا اسکی میراث کا استحقاق
 اسکی ماں کے آقا کو حاصل ہوگا یا نہیں اس میں تردد ہے جسکا منشا یہ ہے کہ آیا عقیق پدر کی وجہ سے
 ولادہ عقیق اون دونوں لڑکیوں کی طرف منتقل ہوئی یا نہیں پس اگر انتقال ولادہ کے قائل ہوں
 تو میراث متوقفاً (جس لڑکی نے وفات پائی ہو) کا استحقاق اسکی ماں کے آقا کو حاصل ہوگا
 ایسے کہ اس صورت میں اون لڑکیوں کا حق ولا کسی شخص سے متعلق نہیں ہو کیونکہ جب
 حق ولا منعم پدر (جس سے بیانہ خود لڑکیاں مراد ہیں) کی طرف منتقل ہو جاتا ہو تو پھر منعم مادر
 کی طرف منتقل نہیں ہوتا اور اگر انتقال ولادہ کے قائل نہ ہوں تو متوقفاً کی میراث کا استحقاق
 اسکی ماں کے منعم کو حاصل ہوگا اس لیے کہ وہ اسکی ماں کا عقیق ہو جسکی وجہ سے یہ لڑکیاں
 بھی آزاد ہوئی ہیں پس ان دونوں کا حق ولا بھی اس سے متعلق ہوگا اور شایہ کہ
 اس مقام پر ولادہ عقیق کا منتقل ہونا اقرب ہو کیونکہ نسب اور عقیق کے ساتھ استحقاق ولا

کی بہن اور وارث نسبی ہے اور میراث کا استحقاق بالولا واصل ہوتا ہے
 اگر لڑکی وفات پائے اور اولاد کا باپ موجود ہو اور اس کے سوا کوئی وارث موجود نہ ہو تو انکی
 میراث کا استحقاق انکے باپ کو حاصل ہوگا اور اگر اولاد کا باپ موجود نہ ہو اور ان دونوں
 میں سے ایک لڑکی کے لیے دوسری لڑکی کے علاوہ کوئی وارث نہ ہو تو ان میں سے
 جس لڑکی نے کہ پہلے وفات پائی ہو اسکی میراث اسکی بہن کو دی جائیگی جس میں سے اسکو
 نصف شریکہ کا استحقاق فرضاً اور نصف باقی کا استحقاق رداً حاصل ہوگا اور مولود (متوفی
 کی بہن) کو اسکی میراث کا استحقاق ہوگا ایسے کہ قریب نسبی (جس سے متوفی کی بہن ہی مراد ہے)
 موجود ہو اور قبل ازین معلوم ہو چکا ہو کہ میراث بالولا نسب کے ساتھ مجمع نہیں ہو سکتی پس اگر
 دوسری لڑکی بھی وفات پائے اور کوئی وارث موجود نہ ہو تو آیا اسکی میراث کا استحقاق
 اسکی ماں کے آقا کو حاصل ہوگا یا نہیں اس میں تردد ہے جسکا منشا یہ ہے کہ آیا عقیق پدر کی وجہ سے
 ولادہ عقیق اون دونوں لڑکیوں کی طرف منتقل ہوئی یا نہیں پس اگر انتقال ولادہ کے قائل ہوں
 تو میراث متوقفاً (جس لڑکی نے وفات پائی ہو) کا استحقاق اسکی ماں کے آقا کو حاصل ہوگا
 ایسے کہ اس صورت میں اون لڑکیوں کا حق ولا کسی شخص سے متعلق نہیں ہو کیونکہ جب
 حق ولا منعم پدر (جس سے بیانہ خود لڑکیاں مراد ہیں) کی طرف منتقل ہو جاتا ہو تو پھر منعم مادر
 کی طرف منتقل نہیں ہوتا اور اگر انتقال ولادہ کے قائل نہ ہوں تو متوقفاً کی میراث کا استحقاق
 اسکی ماں کے منعم کو حاصل ہوگا اس لیے کہ وہ اسکی ماں کا عقیق ہو جسکی وجہ سے یہ لڑکیاں
 بھی آزاد ہوئی ہیں پس ان دونوں کا حق ولا بھی اس سے متعلق ہوگا اور شایہ کہ
 اس مقام پر ولادہ عقیق کا منتقل ہونا اقرب ہو کیونکہ نسب اور عقیق کے ساتھ استحقاق ولا

اور اسکی میراث کا استحقاق باعتبار ولا واصل ہوگا ایسے کہ نسب کے ساتھ میراث بالولا مجمع
 نہیں ہو سکتی کیونکہ وراثت بالولا زمین عدم نسب شرط ہے اور اگر دونوں لڑکیاں یا دونین سے
 ایک لڑکی وفات پائے اور اولاد کا باپ موجود ہو اور اس کے سوا کوئی وارث موجود نہ ہو تو انکی
 میراث کا استحقاق انکے باپ کو حاصل ہوگا اور اگر اولاد کا باپ موجود نہ ہو اور ان دونوں
 میں سے ایک لڑکی کے لیے دوسری لڑکی کے علاوہ کوئی وارث نہ ہو تو ان میں سے
 جس لڑکی نے کہ پہلے وفات پائی ہو اسکی میراث اسکی بہن کو دی جائیگی جس میں سے اسکو
 نصف شریکہ کا استحقاق فرضاً اور نصف باقی کا استحقاق رداً حاصل ہوگا اور مولود (متوفی
 کی بہن) کو اسکی میراث کا استحقاق ہوگا ایسے کہ قریب نسبی (جس سے متوفی کی بہن ہی مراد ہے)
 موجود ہو اور قبل ازین معلوم ہو چکا ہو کہ میراث بالولا نسب کے ساتھ مجمع نہیں ہو سکتی پس اگر
 دوسری لڑکی بھی وفات پائے اور کوئی وارث موجود نہ ہو تو آیا اسکی میراث کا استحقاق
 اسکی ماں کے آقا کو حاصل ہوگا یا نہیں اس میں تردد ہے جسکا منشا یہ ہے کہ آیا عقیق پدر کی وجہ سے
 ولادہ عقیق اون دونوں لڑکیوں کی طرف منتقل ہوئی یا نہیں پس اگر انتقال ولادہ کے قائل ہوں
 تو میراث متوقفاً (جس لڑکی نے وفات پائی ہو) کا استحقاق اسکی ماں کے آقا کو حاصل ہوگا
 ایسے کہ اس صورت میں اون لڑکیوں کا حق ولا کسی شخص سے متعلق نہیں ہو کیونکہ جب
 حق ولا منعم پدر (جس سے بیانہ خود لڑکیاں مراد ہیں) کی طرف منتقل ہو جاتا ہو تو پھر منعم مادر
 کی طرف منتقل نہیں ہوتا اور اگر انتقال ولادہ کے قائل نہ ہوں تو متوقفاً کی میراث کا استحقاق
 اسکی ماں کے منعم کو حاصل ہوگا اس لیے کہ وہ اسکی ماں کا عقیق ہو جسکی وجہ سے یہ لڑکیاں
 بھی آزاد ہوئی ہیں پس ان دونوں کا حق ولا بھی اس سے متعلق ہوگا اور شایہ کہ
 اس مقام پر ولادہ عقیق کا منتقل ہونا اقرب ہو کیونکہ نسب اور عقیق کے ساتھ استحقاق ولا

المستحق

مع ابيه

فاستحق

الموت

الموت

الموت

الموت

الموت

الموت

الموت

الموت

الموت

الموت

الموت

الموت

الموت

الموت

الموت

الموت

الموت

الموت

الموت

الموت

الموت

الموت

الموت

الموت

الموت

الموت

مجمع بین ہو سکتا پس چونکہ معتق پدر اسمقام پر خود ولولگی ہو چکو قرا بت نسبی حاصل ہو لہذا اوسکی وارث
نسبی ہوگی اور وارث بولاجتق نموگی بنا را علیہ میراث کا استحقاق اوسکی مان کے اقا کو حاصل
ہوگا سا تو ان مسئلہ اگر کسی شخص زید کے دو لڑکے حامد و محمود ہوں اور اون دونوں میں
سے ایک لڑکا (حامد) اپنے باپ (زید) کی معیت میں کسی ملک (عمرو) کو خرید کرے بعد ازاں
وہ دونوں (زید و حامد) اوس ملک (عمرو) کو آزاد کر دیں تو حق ولا اور اون دونوں (زید و حامد)
کو حاصل ہوگا پس اگر باپ (زید) وفات پائے اور اسکے بعد معتق مذکور (عمرو) بھی
مر جائے تو اوسکی میراث کے میں ربع اوس لڑکے (حامد) کو دیے جائیں گے جسے کہ اوسکو اپنے
باپ (زید) کی معیت میں خرید کیا تھا جس میں سے اوسکو نصف متروکہ کا استحقاق ولا رعتق کی
وجہ سے اور ایک ربع کا استحقاق ارث ولا رکیو جب سے حاصل ہوگا اور اوسکی میراث کا ایک
ربع دوسرے لڑکے (محمود) کو دیا جائیگا جسکا استحقاق و سکوارث ولا رکیو جب سے حاصل ہوگا
اٹھواں مسئلہ حیکہ صلب غلام (زید) سے زین معتقہ (ہندہ) کے کوئی مولود (عمرو)
پیدا ہو تو آزاد ہوگا اور اوسکا حق ولا اوس شخص (بکر) کے لیے حاصل ہوگا جسے کہ اوسکی مان
(ہندہ) کو آزاد کیا ہو اسلیئے کہ وہ اوسکی مان کا منعم ہو جسکو منعم علیہ اور اوسکی اولاد پر حق ولا ثابت
ہوتا ہو پس اگر مولود مذکور (عمرو) بھی کسی ملک (خالد) کو خرید کر کے آزاد کر دے تو ملک (خالد)
کا حق ولا اوس مولود (عمرو) کو حاصل ہوگا اسلیئے کہ مولود (عمرو) اوسکا منعم ہے
جسے اوسکو بدون واسطہ آزاد کیا ہو اور اوسکا حق ولا اوسکی مان کے منعم (بکر) کو حاصل
ہوگا اسلیئے کہ اوسنے آزاد نہیں کیا پس اگر مولود مذکور (عمرو) کا ملک معتق (خالد) اپنے
منعم (عمرو) کے باپ (زید) کو خرید کر کے آزاد کر دے تو ولا مولود (عمرو) اوسکی مان کے
منعم (بکر) سے باپ (زید) کے منعم (خالد) کی طرف منتقل ہوگی اور اون دونوں (عمرو و خالد)

مین سے ہر ایک شخص کو دوسرے شخص کا حق و لار حاصل ہو گا پس مولود (عمرو) کو اس لیے حاصل ہو گا کہ او نے ملوک معق (خالد) کو بدون واسطہ آزاد کیا ہو اور ملوک کو اس لیے حاصل ہو گا کہ او نے مولود (عمرو) کے باپ (زید) کو آزاد کیا ہو اور مولود (عمرو) کا حق و لار اس کی ان (ہندہ) کے آقا (بکر) سے اس کی طرف منتقل ہوا ہو لہذا دونوں میں سے ہر ایک شخص کو دوسرے کا حق و لار حاصل ہو گا پس اگر باپ (زید) نے وفات پائی تو اس کی میراث کا استحقاق اس کے مولود (عمرو) کو حاصل ہو گا اور اس کے منعم (خالد) کو حاصل ہو گا اس لیے کہ وارث نسبی (عمرو) موجود ہو اور اگر مولود (عمرو) نے وفات پائی اور کوئی وارث نسبی نہ چھوڑا تو اس کی میراث کا استحقاق باپ (زید) کے منعم (خالد) کو حاصل ہو گا جو معق مولود (عمرو) ہو اور اگر معق مذکور (خالد) نے وفات پائی اور کوئی وارث نسبی نہ چھوڑا تو اس کی میراث کا استحقاق اس مولود (عمرو) کو حاصل ہو گا جو اس کے آزاد کر نیکا مباشر ہو اور اگر مولود (عمرو) اور معق (خالد) دونوں نے وفات پائی اور دونوں نے کسی وارث نسبی کو نہ چھوڑا تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ حق و لار اس مولود (عمرو) کی ماں کے منعم (بکر) کی طرف عود کرے گا اور اس میں تردد ہو اس لیے کہ حق و لار آقائے مادر (بکر) سے آقائے پدر (خالد) کی طرف منتقل ہو چکا ہو اور دوبارہ آقائے مادر کی طرف رجوع کرنے پر کوئی دلیل نہیں ہو دوسری قسم ولا ضمان جریرہ (خایت کا ضامن ہونا) ہو ضمان جریرہ (خایت) سے عرف فقہا میں ایک شخص کا دوسرے شخص کی دیت کو اپنے ذمہ کر لینا اور اپنی میراث کو اس کی طرف منتقل کر دینا مراد ہو یہ عقیدہ بھی باقی حقوق کی طرح ایجاب و قبول کا محتاج ہو اس عقد کے ایجاب و قبول میں کسی خاص عبارت کا اعتبار نہیں ہو بلکہ ہر وہ لفظ کافی ہو جو نقل میراث اور التزام دیت پر دلالت کرتا ہو مثلاً معاقدین میں ایک شخص کے عاقد ثانی علی ان تنصرنی والنصرتک وتمنع عتی وامنع عنک تعقل عتی وتعقل عنک وتوثنی وارثک

وان مات الاب
فميراثه لابنه
ان مات الابن
ولا مناسبه
فلا ولا لعق
ابيه وان مات
المعق ولا ميراث
له فلا ولا لابن
الکة بالشرع
ولو مات الابن
لهما مناسبه قال
الشيخ في شرح
الکة مولود لکة
ميراثک من ميراثک
والقسم
الاثنی عشر
ولا تضمن
المعق من
نقل الی احد
تضمن حدیث
کیونکہ لاقه
له صحیحات
و ثبت به
المیراث

علی بنین کیا جاتا پس اگر متفادین میں سے
 کسی کا وارث نبی اور متفق موجود ہو تو یہ
 عقیدہ طریق سے ہو سکتا ہے جس کی صورت
 میں سے ایک شخص کے لیے وارث نبی
 یا متفق موجود ہو اور ایک کے لیے موجود ہو
 تو مفقود اور وارث کی طرف سے ایجاب ہوگا
 جس کی صورت یہ ہے کہ حادثات علیٰ تنصیل
 و تمسک و تعلق علیٰ توثنیٰ اور دو درجہ
 شخص کو اس کے جواب میں
 فیلیٹ

یو کتنا کافی ہوگا اور ایجاب میں میراث اور
 ویت کے علاوہ نصرت و بغیر کا ذکر کرنا لازم
 نہیں ہے ان میراث اور ویت کے احکام کے
 ذکر کرنا جو طے ہے اگرچہ بعض علماء نے احکام کے
 ذکر کو کافی اور خصوص ویت کے اور بعض علماء کے
 برائے سے سختی فرمایا ہے اور بعض علماء نے
 برائے سے ظاہر ہونا ہے کہ بعض ویت کا ذکر کرنا
 اس مقصد کے تمام ہو جانے کو مقتضی ہے
 اور ثبوت ارث اور سکول لازم ہو اور
 آریا جند لازم ہو یا
 کا ذکر کرنا

اصلاحیات
ہذا

كل من ساقب مع
فقد المصطفى
وهو اول من
الامام و اول
الزنج و الزنج
نبيهم ما اعلى من
فان اعاد الصا
كان الامام و اول
من لا وارث له
وعلى القوم ان
فان كان الامام
فان كان الامام
موجودا قال
له يصنع به
ما شاء وكان
على عليه السلام
يعطيه فقدراء
بل لا و صفاء
جبرته تبيح
وان كان غاي
الفقراء

نفس

واما الذي
 الاول
 الثاني
 الثالث

10

اوجدة مع جد
 لاويہ
 اختا
 اخا
 اوسط
 اختا
 امير
 لاويہ

میراث وراثت چھوڑے تو مال میراث اوپر اثاثا تقسیم کیا جائیگا جس میں سے ایک ثلث

جد یا جدہ مادری کو اور دو ثلث برادر اور خواہرا عیانی کو دیا جائیگا جو اوپر بالسو تقسیم کیا جائیگا
 اور باپ کے نسب کا اعتبار ساقط ہوگا و دوسرا مسئلہ اگر ولد لعان کی مان وفات پائے
 اور اس کے سوا کوئی وارث چھوڑے تو مجموع میراث کا استحقاق اس کو حاصل ہوگا
 اگر ولد لعان کے ساتھ اس کی مان کے ابویں (مان باپ) مجتمع ہوں تو اون دونوں کو متروکہ کے
 دوسرے دینے جائینگے اور باقی مال ولد لعان کے حوالہ کیا جائیگا بشرطیکہ ذکر ہو اور اگر انشی ہو
 تو اون دونوں کو باعتبار فرضیہ متروکہ کے دوسرے کا اور ولد لعان کو باعتبار فرضیہ نصف
 متروکہ کا استحقاق ہوگا اور باقی مال (ایک سدس) اون تینوں (ولد لعان اور اس کی مان کے ابویں)
 پر اثاثا تقسیم کیا جائیگا اور اگر ولد لعان کے ساتھ اس کی مان کا احد الابویں (مان باپ میں سے
 ایک شخص) مجتمع ہو تو اس کو متروکہ کا ایک سدس یا جائیگا اور باقی مال ولد لعان کے حوالہ کیا جائیگا
 بشرطیکہ ذکر ہو اور اگر انشی ہو تو احد الابویں کو باعتبار فرضیہ متروکہ کے ایک سدس کا اور ولد لعان
 کو باعتبار فرضیہ نصف متروکہ کا استحقاق ہوگا اور باقی مال (دو سدس) اون دونوں (ولد
 اور اس کی مان کا احد الابویں) پر باعتبار تقسیم کیا جائیگا تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کے
 محل کی ولایت کا انکار کرے اور مابین زن و شوہر لعان واقع ہو بن اذان زن مذکورہ سے
 دو مولود تو ام پیدا ہوں تو اون دونوں میں سے ہر ایک مولود کو دوسرے مولود کی میراث
 کا استحقاق من جہ الام (مان کی طرف سے) حاصل ہوگا اور من جہ الاب (باپ کی طرف سے)
 نہ ہوگا اس لیے کہ باپ کی طرف سے اون دونوں کا نسب بوجہ لعان منقطع ہو گیا پس اگر اون
 دونوں میں سے ایک مولود وفات پائے تو دوسرے کو باعتبار فرضیہ اس کی میراث کے
 سدس کا استحقاق ہوگا چوتھا مسئلہ اگر کوئی شخص کسی سلطان کے سامنے اپنے مولود کی جنابت اور

میراث وراثت چھوڑے تو مال میراث اوپر اثاثا تقسیم کیا جائیگا جس میں سے ایک ثلث
 جد یا جدہ مادری کو اور دو ثلث برادر اور خواہرا عیانی کو دیا جائیگا جو اوپر بالسو تقسیم کیا جائیگا
 اور باپ کے نسب کا اعتبار ساقط ہوگا و دوسرا مسئلہ اگر ولد لعان کی مان وفات پائے
 اور اس کے سوا کوئی وارث چھوڑے تو مجموع میراث کا استحقاق اس کو حاصل ہوگا
 اگر ولد لعان کے ساتھ اس کی مان کے ابویں (مان باپ) مجتمع ہوں تو اون دونوں کو متروکہ کے
 دوسرے دینے جائینگے اور باقی مال ولد لعان کے حوالہ کیا جائیگا بشرطیکہ ذکر ہو اور اگر انشی ہو
 تو اون دونوں کو باعتبار فرضیہ متروکہ کے دوسرے کا اور ولد لعان کو باعتبار فرضیہ نصف
 متروکہ کا استحقاق ہوگا اور باقی مال (ایک سدس) اون تینوں (ولد لعان اور اس کی مان کے ابویں)
 پر اثاثا تقسیم کیا جائیگا اور اگر ولد لعان کے ساتھ اس کی مان کا احد الابویں (مان باپ میں سے
 ایک شخص) مجتمع ہو تو اس کو متروکہ کا ایک سدس یا جائیگا اور باقی مال ولد لعان کے حوالہ کیا جائیگا
 بشرطیکہ ذکر ہو اور اگر انشی ہو تو احد الابویں کو باعتبار فرضیہ متروکہ کے ایک سدس کا اور ولد لعان
 کو باعتبار فرضیہ نصف متروکہ کا استحقاق ہوگا اور باقی مال (دو سدس) اون دونوں (ولد
 اور اس کی مان کا احد الابویں) پر باعتبار تقسیم کیا جائیگا تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کے
 محل کی ولایت کا انکار کرے اور مابین زن و شوہر لعان واقع ہو بن اذان زن مذکورہ سے
 دو مولود تو ام پیدا ہوں تو اون دونوں میں سے ہر ایک مولود کو دوسرے مولود کی میراث
 کا استحقاق من جہ الام (مان کی طرف سے) حاصل ہوگا اور من جہ الاب (باپ کی طرف سے)
 نہ ہوگا اس لیے کہ باپ کی طرف سے اون دونوں کا نسب بوجہ لعان منقطع ہو گیا پس اگر اون
 دونوں میں سے ایک مولود وفات پائے تو دوسرے کو باعتبار فرضیہ اس کی میراث کے
 سدس کا استحقاق ہوگا چوتھا مسئلہ اگر کوئی شخص کسی سلطان کے سامنے اپنے مولود کی جنابت اور

اور اس کے سوا کوئی وارث چھوڑے تو مال میراث اوپر اثاثا تقسیم کیا جائیگا جس میں سے ایک ثلث

عليه السلام
قضاء على عليه
سالم بن عبد الله
رواية عثمان
أمر أن عليه ذلك
نصف ميراث
والجسد على
النهياني كإيجاز
والاحتياط

وللألف خمسة
للخمس سبعة
أيضا فيكون
الذكر اثني عشر
كذا لو كان يبدل
سبعة للذات
الخمس ويبقى
خمسة وهو في
عشر ونصف
هو اربع والثلاثون

انٹی کو حاصل ہوگا اس لیے کہ خشتی کو اس صورت میں ایک تقدیر (اوسکا انٹی فرض کرنا) پخت
 (چھ) کا استحقاق اور دوسری تقدیر (اوسکا ذکر فرض کرنا) پر دولٹ (آٹھ) کا استحقاق حاصل
 ہوگا اور دونوں تقدیروں کے حاصل کا مجموعہ چودہ ہوا جس کے نصف (سات) کا استحقاق
 خشتی کو حاصل ہوگا اور انٹی کو بر تقدیر اول (خشتی کا انٹی فرض کرنا) نصف (چھ) کا استحقاق اور
 بر تقدیر ثانی (خشتی کا ذکر فرض کرنا) ثلث (چار) کا استحقاق حاصل ہوگا اور دونوں تقدیروں
 کے حاصل کا مجموعہ دس ہوا جس کے نصف (پانچ) کا استحقاق انٹی کو حاصل ہوگا اور اگر خشتی کے
 ساتھ ابن اور بنت مجتمع ہوں پس اگر خشتی ذکر فرض کیا جائے تو وارثیت دو ذکر اور ایک بنت
 قرار پائیں گے اور مال میراث اوپر اٹھا تقسیم کیا جائیگا جس میں سے ایک سہم بچی کا حصہ اور باقی (چار)
 میں سو دو دوسم ہر ایک ذکر کا حصہ قرار پائیگا اور اگر خشتی انٹی فرض کیا جائے تو وارثیت
 دو بنت اور ایک ذکر قرار پائیں گے اور مال میراث اوپر اٹھا تقسیم کیا جائیگا جس میں سے دو سہم
 ذکر کا حصہ اور باقی (دو) میں سے ایک ایک سہم ہر ایک بنت کا حصہ قرار پائیگا پس عدد اقل
 یعنی چار کے مخرج کو عدد اکثر یعنی پانچ کے مخرج میں ضرب دینا معین ہوگا جس کا حاصل بیس ہوتا ہو گن
 اس صورت میں جو سہم کہ خشتی کے لیے حاصل ہوتا ہو وہ نصف صحیح نہیں رہے گا اس لیے کہ خشتی کو
 ایک تقدیر (اوسکا ذکر فرض کرنا) پر ساڑھے سات (۷½) کا استحقاق ہوتا ہو اور دوسری
 تقدیر (اوسکا انٹی فرض کرنا) پر پانچ کا استحقاق ہوتا ہو اور دونوں تقدیروں کے حاصل کا
 مجموعہ ساڑھے بارہ (۱۲½) ہوتا ہو جس کا نصف (۶½) عدد صحیح نہیں ہو لہذا مخرج نصف
 یعنی دو کو حاصل نہ کر یعنی میں میں ضرب دینا معین ہوگا جس کا حاصل چالیس ہوتا ہو اور اس
 فرضینہ بدون کی صحیح ہو جائیگا پس جبکہ خشتی ذکر فرض کیا جائے تو چالیس میں سے ہر ایک کے کو
 سوا کہ کا استحقاق اور بنت کو آٹھ کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر خشتی انٹی فرض کیا جائے تو

فان اتفق الزوج و زوجته على الفخا و مشاويهم و لا دون الزوج او الزوجة فليسا

تو چالیس مین سے ہر ایک بنت کو دس کا استحقاق اور بن کو سب کا استحقاق حاصل ہوگا اور
دو لون تقدیر و بن مین حاصل خنثی کا مجموع چھپیس ہوتا ہو جبکہ نصف (تیرہ) او سکود یا جائیگا
اور حاصل بن کا مجموع چھپیس ہوتا ہو جبکہ نصف (اٹھارہ) او سکود یا جائیگا اور حاصل بنت کا
مجموع اٹھارہ ہوتا ہو جبکہ نصف (نو) او سکود یا جائیگا پس اگر ورثہ مذکور بن (ابن بنت خنثی)
کے ساتھ زوج یا زوجہ بھی مجتمع ہو جائے تو اولاً بطریق مذکور مسئلہ خنثی اور اس کے مشارکین
(ابن و بنت) کی بدون زوج یا زوجہ تصحیح کیا جائیگی بعد از ان حاصل مذکور (چالیس) مین زوج
یا زوجہ کا مخرج ضرب دیا جائیگا مثلاً ابن اور بنت اور خنثی کے ساتھ زوج بھی مجتمع ہو تو اول
خنثی اور اس کے مشارکین کے سهام مقرر کیے جائیں گے جبکہ چالیس سے صحیح ہونا بھی مذکور
ہو جبکہ ہر بن سم زوج کے مخرج یعنی چار کو چالیس مین ضرب دیا جسکا حاصل ایک سو ساٹھ عدد
ہوتا ہو جبکہ ربیع یعنی چالیس زوج کو دیا جائیگا اور ایک سو بیس باقی رہیگا پس خنثی اور اس کے
مشارکین کے لیے چالیس مین سے جو سم حاصل ہوا تھا وہ مین مین ضرب دیا جائیگا اور جو
عدد کہ اس ضرب سے حاصل ہوگا وہی عدد ایک سو ساٹھ مین سے اسکا سم قرار پائیگا مثلاً
خنثی کو چالیس مین سے تیرہ سم دیئے گئے تھے او سکون مین ضرب دیا جسکا حاصل اُنتالیس ہوگا
پس خنثی کو ایک سو ساٹھ مین سے اُنتالیس کا استحقاق حاصل ہوگا اور بن کو چالیس مین سے اٹھارہ
سم دیئے گئے تھے تو او سکون مین ضرب دیا جسکا حاصل چوٹن ہوتا ہو پس بن کو ایک سو ساٹھ مین
چون کا استحقاق حاصل ہوگا اور علیٰ ہذا القیاس بنت کو چالیس مین سے نو حاصل ہوئے تھے
اور بن مین ضرب دینے کے بعد ثنائیس ہو گئے اور اگر خنثی کے ساتھ میت کے ابویان باپ
یا احد ہا مجتمع ہو تو ابویں کو ایک تقدیر (خنثی کا ذکر فرض کرنا) پر متروکہ کے دوسرے کا استحقاق
اور دوسری تقدیر (خنثی کا انٹی فرض کرنا) پر متروکہ کے دوسرے کا استحقاق حاصل ہوگا ایسے

في اخرى
الفسان
شامة ولها
السدسان
فلادويش
مع الفخر
ايوان واحد
وان كان
عاقبة وسين
نصيبه من
المو

تفصیل میں

اس صورت میں اصل فرضیہ (چھ) کے نصف (تین) کا استحقاق بنت کو اور اصل فرضیہ کے دوسرے (دو) کا استحقاق ابوین کو حاصل ہوگا جسکا مجموعہ پانچ ہوتا ہے اور ایک سہم جو باقی رہا وہ اوپر انظار دیا جائیگا پس دو سہم کے منہج یعنی پانچ کو دو دوسرے کے منہج یعنی چھ میں ضرب کیا تیس سہم حاصل ہوئے جن میں سے ابوین کو ایک تقدیر (خشتی کا ذکر فرض کرنا) پر دس سہمون کا استحقاق اور دوسری تقدیر (خشتی کا انٹی فرض کرنا) پر باعتبار فرض دو بارہ سہمون کا استحقاق حاصل ہوگا اور دونوں تقدیروں کے حاصل کا مجموعہ بائیس سہم ہوگا پس ابوین کو اس کے نصف یعنی گیارہ سہم دیئے جائینگے اور خشتی کو ایک تقدیر (اس کا ذکر فرض کرنا) پر بیس سہمون کا استحقاق اور دوسری تقدیر (اس کا انٹی فرض کرنا) پر اٹھارہ سہمون کا استحقاق حاصل ہوگا اور دونوں تقدیروں کے حاصل کا مجموعہ اڑتیس سہم ہوئے پس خشتی کو اس کے نصف یعنی انیس سہم دیئے جائینگے اور اگر ابوین کے ساتھ دو یا کسی رخشتی مجتمع ہوں تو ابوین اصل منروکہ کے دوسرے دیئے جائینگے اور باقی مال خشتی (دو خشتی) کے حوالے کیے جائیں گے پس اس صورت میں اصل فرضیہ چھ سہم قرار پائیگا جس میں سے ابوین کو دو سہمون کا استحقاق اور ہر ایک خشتی کو ہر تقدیر دو سہمون کا استحقاق حاصل ہوگا اور ہر مقام پر دونوں کا ایسے کہ اگر دونوں خشتی انٹی ہوں تو ان کو باعتبار فرض ٹلشیں کا استحقاق ہوگا اور ٹلث باقی ابوین کو دیا جائیگا اور اگر دونوں خشتی ذکر ہوئے تو ابوین کو باعتبار فرض دس سہم کا استحقاق اور دونوں خشتی کو باعتبار قرابت باقی مال (چار سہم) کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر ایک خشتی انٹی ہو اور دوسرا ذکر ہو تب بھی ابوین کو دو دوسرے کا استحقاق ہوگا اور باقی مال دونوں خشتی کے حوالہ کیا جائیگا اور اگر دو خشتی کے ساتھ احد الابوین (سیت کے مان باپ میں سے ایک شخص مجتمع ہو تو احد الابوین کو ایک تقدیر (دونوں خشتی کا ذکر ہو یا ایک کا ذکر اور دوسرے کا انٹی ہو) پر ایک سہم

الحمد لله
والصلاة والسلام

تسعة عشر

مع الامامون
خلفاء

فصاحدا

لا يعين

فوائد

لا تخشون

منازل

احمد ابو بکر
کان

الرجوع عليه
اخضاعاً

کتاب فی الزیادۃ

الحمد لله الذي جعلنا من
العلماء

مفتی محمد رفیع الدین

اوسلاسم

من مفسر

بجاء اقصا

کرمی منقشہ

بسم الله الرحمن الرحيم

6

10

استحقاق باعتبار فرض اور دونوں خنثی کو پانچ سدس کا استحقاق باعتبار قرابت حاصل ہوگا اور
 دوسری تقدیر (دونوں خنثی کا انٹی ہونا) پر احد الابوین کو باعتبار فرض ایک سدس کا استحقاق
 اور دونوں خنثی کو باعتبار فرض دو ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا اور سدس باقی اون سب پر
 انحصار کیا جائیگا اور تصحیح فرضین ایسے عدد کی حاجت ہوگی جس سے دونوں تقدیروں پر
 جملہ سهام بدون کس قسم ہو جائیں پس مخرج سدس یعنی چھ کا مخرج خمس یعنی پانچ میں ضرب پنا معین ہوگا
 ایسے کہ دونوں مخرجوں میں بتائیں ہوا اور حاصل ضرب یعنی تیس میں مخرج نصف یعنی دو میں
 ضرب دیا جائیگا جس کا مجموعہ ساٹھ سم ہوتے ہیں پس احد الابوین کو ایک تقدیر (دونوں خنثی
 کا انٹی ہونا) پر باعتبار فرض ورو ساٹھ کے خمس یعنی بارہ کا استحقاق اور دونوں خنثی کو
 ساٹھ کے چار خمس یعنی اڑتالیس کا استحقاق حاصل ہوگا اور دوسری تقدیر (دونوں خنثی کا
 ذکر ہونا یا ایک کا ذکر اور دوسرے کا انٹی ہونا) پر احد الابوین کو باعتبار فرض دس کا استحقاق
 اور دونوں خنثی کو باعتبار فرض پچاس سم کا استحقاق حاصل ہوگا اور احد الابوین کا حصہ دونوں
 تقدیروں پر بائیس سم قرار پائیگا جس کا نصف یعنی گیارہ سم اوسکو دیئے جائینگے اور
 دونوں خنثی کا حصہ دونوں تقدیروں پر اٹھانوے سم قرار پائیگا جس کا نصف یعنی
 اونچاس سم اونکو دیئے جائینگے اور اگر میت کے اخوت و اخوات (بھائی بہن) یا اعمام و عمت
 (چچا بھوپتی) یا وکی اولاد میں سے کوئی وارث خنثی ہو تو اونکی میراث میں بھی وہی عمل کیا جائیگا جو
 اولاد کے خنثی ہونے کی صورت میں بیان کیا گیا پس اگر جد پدری کے ساتھ میت کا برادر یا
 خنثی جمع ہو تو جد پدری کو ایک تقدیر (خنثی کا ذکر ہونا) پر نصف مال کا استحقاق ہوگا اور
 نصف آخر کا استحقاق خنثی کو حاصل ہوگا اور دوسری تقدیر (خنثی کا انٹی ہونا) پر جد پدری
 کو دو ثلث کا استحقاق اور خنثی کو ایک ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا پس نصف کے مخرج یعنی دو کا

واقفیت
العدد

بصم
منہ

ذلك
والحد

في

سهم

الغنائم

من

الغنم

في العمود

دکریا

لکھنؤ

کمال الفرائض

کہ دونوں خنثی کا حصہ اوپر حکم
 کے مطابق اسی
 تصحیح کے ساتھ
 علی کی مانت
 ہوگی پس اصل نصف
 خنثی ساٹھ اور دونوں
 ابوبہرہ کے حصہ
 ہوا وراثت کا حصہ
 ہونے کے بعد
 اور علی کے حصہ

فصل
در
فرائض

دو ثلث کے مخرج یعنی تین ضرب دنیا معین ہوگا جسکا حاصل چھ ہوتا ہو اور اسکو دو میں ضرب دینگے اور مجموع بارہ قرار پائیگا جس میں سے جد پدری کو ایک تقدیر (خشی کا ذکر ہونا) پر چھ کا اور دوسری تقدیر (خشی کا اتنی ہونا) آٹھ کا استحقاق ہوگا جسکا مجموعہ چودہ ہوتا ہو لہذا اسکا نصف یعنی سات اس کے حوالہ کیا جائیگا اور برابر پدری کو بر تقدیر اول چھ کا اور بر تقدیر ثانی چار کا استحقاق ہوگا جسکا مجموعہ دس ہوتا ہو لہذا اسکا نصف یعنی پانچ اسکو حوالہ کیا جائیگا اور علی ہذا القیاس اگر براد خشی کے ساتھ جدہ پدری شریک ہو تو برابر پدری کو سات کا استحقاق اور جدہ پدری کو پانچ کا استحقاق حاصل ہوگا جسکی وجہ ظاہر ہو لکن اگر شریک برادران و خواہران اخوانی خشی ہوں تو او کی میراث کے حساب میں اس زحمت اور مشقت کی حاجت نہیں ہو اس لیے کہ استحقاق میراث میں متقرب بالام کے ذکر و اثباتی مساوی نہیں اور یہ طرح احوال و حالات میت کی میراث میں بھی اس مشقت کی حاجت نہیں ہو اور آبا و اجداد کا خشی ہونا البعد ہو اس لیے کہ ولادت سے خشی کا مرد یا عورت ہونا منکشف ہو جائتا ہو لکن اگر شریک قاضی کی اس وایت پر بنا کی جائے جس میں ایک عورت کا والدہ (جس کے لطیف سے مولود پیدا ہوا) اور مولیدہ (جس سے کسی دوسری عورت کے مولود پیدا ہوا) ہونا منقول ہو تو آبا و اجداد کا خشی ہونا بھی ممکن ہوگا جبکہ کوئی علامت ایسی ہو جو دونوں جس سے انسان کے مرد یا عورت ہونے کی تشخیص ہو جاتی ہے اور خباب شیخ الطائفہ نے فرمایا ہو کہ اگر زوج یا زوجہ خشی ہو تو اسکو نصف میراث زوج کا استحقاق اور نصف میراث زوجہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور ہمقام پر آٹھ مسئلے مذکور ہوتے ہیں پہلا مسئلہ اگر کسی شخص کے علامات ذکور و انات میں سے کوئی علامات موجود نہ ہو تو اسکی میراث کے لیے قرعہ ڈالا جائیگا اور اس کے موافق عمل کیا جائیگا جسکی صورت یہ ہو کہ ایک رقعہ پر عبد اللہ لکھا جائے اور دوسرے رقعہ پر امہ اللہ

واما الاختی
من الاموال
فحسابہ
للمعدن الکف
لان ذکرہم
انما موعود
البرکات و ک
المنحالی
کون الاموال
المعاد حاتی
بجوان الکف
تکلف من حال
کمال انوار
فی علی
عنی
الشیخ الشافعی
وقال الشافعی
الشیخ الشافعی
کان له نصف
زوج منصف
فیہ
ان الاصل
بالنصف

والانفس و ان
بالنصف و ان
عنہم عبد اللہ
احسنہ الله

فأخرج علي عليه السلام

کمزور کیا جائے اور دونوں رقبہ باہم مخلوط کر دیئے جائیں اور یہ دعا پڑھی جائے اللہم
 انت الله لا اله الا انت عالم الغیب والشہادۃ انت تحكم بین عبادک فیما کان فی
 فیہ یختلفون بہن لنا امر هذا المولود کیف یودث ما فرضت لہ فی الكتاب
 بعد ازان ایک رقبہ کا استخراج کرے پس اگر عبد اللہ خارج ہو تو شخص مذکور کو مردکی میراث
 دی جائے اور اگر امۃ اللہ خارج ہو تو اسکو عورت کی میراث دی جائے دوسرا مسئلہ
 اگر کسی شخص کی حق و احد (ایک کمر) پر دوسرا دو بدن موجود ہوں تو اذن و دون میں سے
 ایک شخص بیدار کیا جائے پس اگر دون بیدار ہو جائیں تو وہ دون ورہل ایک شخص
 قرار دیا جائیگا اور اگر ایک ہی شخص بیدار ہو اور دوسرا سوتا ہے تو وہ دون شخص
 شمار کیے جائینگے تیسرا مسئلہ اگر کوئی حمل زندہ پیدا ہو تو اسکو میراث کا استحقاق ہوگا اور
 اسطرح اگر کوئی حمل ساقط ہو جائے اور بعد سقوط ایسی حرکت کرے جو احیاء میں ہوتی ہو
 تب بھی اسکو میراث کا استحقاق ہوگا خواہ کسی خبیثت (ضرب لگانا) سے ساقط ہوا ہو
 یا بدون خبیثت اور اگر نصف حمل زندہ خارج ہوا و نصف باقی مردہ خارج ہو تو اسکو
 میراث کا استحقاق ہوگا اور اسطرح اگر کوئی حمل خارج ہونے کے بعد ایسی حرکت کرے جو متعارف
 حیات پر دلالت نہ کرتی ہو جیسے حرکت مذبح تب بھی اسکو میراث کا استحقاق ہوگا اور
 روایت ربیع بن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہوا ہے کہ جب حمل میں خارج
 ہونے کے بعد حرکت بیٹہ موجود ہو تو وہ وارث اور مورث قرار دیا جائیگا اور
 اسطرح روایت ابو بصیر بن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی منقول ہوا ہے اور
 حمل کا موت مورث کے وقت زندہ ہونا شرط نہیں ہے پس اگر کوئی حمل موت و اطمی (حیث کر نبولہ)
 سے بچھ مرنے کے بعد پیدا ہو تو اسکو میراث و اطمی کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسطرح اگر کوئی حمل

[illegible]

سم
فوا
با
یرا
سلم
ین
س
س
س
گا
ا
ا
هو
هو
لو
لو
ر
ر
ج
ر
ر
ر
لا
لا
ع

موت و اطلاق سے نو مہینے کے بعد پیدا ہوتا ہے بھلی و سکو میراث کا استحقاق حاصل ہوگا بشرطیکہ
اوسکی ان کے کسی دوسرے شوہر سے عقد نکاح ہوا لا اوس محل کے مولود و اطلاق ہونے کا یقین ہوگا
چوتھا مسئلہ جب کوئی میت ابوین (ان باپ) یا احد ہا دو نوین میں سے ایک شخص (اور
زوج یا زوجہ کے ساتھ کسی محل کو بھی وارث چھوڑے تو صاحبان فروض میں سے ہر شخص اوسکا
وہ نصیب لے دیا جائیگا جبکا استحقاق اوسکو ہر حال (خواہ محل ذکر ہو یا اثنی ہو متدی ہو متعدی)
میں حاصل ہو اور باقی مال کا محفوظ رکھنا لازم ہوگا پس اگر محل مذکور مردہ پیدا ہو تو ہر وارث
کا نصیب کامل کر دیا جائیگا اور اگر زندہ پیدا ہو تو اسقدر مال مولود کے حوالہ کیا جائیگا
جبکہ لڑکہ وہ مستحق ہو پس اگر مال محفوظ میں سے حصہ مولود کے بعد کچھ مال باقی رہا تو صاحبان
فروض پر حصہ تقسیم کیا جائیگا یا پھر ان مسئلہ شیخ الطائفہ رحم نے فرمایا کہ اگر کوئی میت
محل کے ساتھ ابن موجود کو وارث چھوڑے تو ابن موجود کو ثلث متروکہ دیا جائیگا اور ثلث کا
محل کے واسطے احتیاطاً محفوظ رکھنا لازم ہوگا اسلئے کہ محل مذکور کا دو ابن ہونا محتمل ہو جسکا
دو ثلث ہوتا ہو اور دو ثلث سے زائد کا محفوظ رکھنا لازم ہوگا کیونکہ کجانب کثرت میں اعتبار
غالب دو ہی مولود پیدا ہوتے ہیں اور دو سے زائد کے پیدا ہونیکا احتمال نادر ہو لہذا
اوسکے لیے حصہ کا احتیاطاً باقی رکھنا لازم ہوگا اور اگر کوئی میت بنت موجودہ کے ساتھ
محل کو وارث چھوڑے تو بنت موجودہ کو خمس متروکہ دیا جائیگا اور چار خمس کا محل کیواسطے محفوظ رکھنا
لازم ہوگا اور یہ قول خوب ہو چھٹا مسئلہ اگر کوئی جنین اپنی ماں کے شکم میں کسی شخص کی جہت
سے ہلاک ہو جائے تو اوسکی میت کا استحقاق اوسکے ماں باپ کو حاصل ہوگا اور اگر ماں باپ
موجود نہ ہوں تو اوسکا استحقاق متقرب بالابوین (جو طرفین سے قرابت رکھتا ہو) کو حاصل ہوگا
اور اگر متقرب بالابوین بھی موجود نہ ہو تو اوسکا استحقاق متقرب بالاب (جو باپ کے طرف سے قرابت رکھتا ہو)

والفلسفة هي العلم الذي يبحث في
ما إذا

الملك
الملك
الملك

بسم الله الرحمن الرحيم

۱۰۰

اوتور جا اوتور
نور جا نور
۱۷۴

وزیر اعلیٰ
الفرقین

وزیر اعلیٰ
ذوالفقار علی خان
ملتان

ذو القعدة
الاربعاء والاربعين
١٢٧٠

الأدنى والحد الأدنى
الأسقط ميا 17

فان سقط ميتا
نضيبه

فان سلفه
نصيبه
الحسن

۱۶/۱

الحمد لله

فقال الشيخ بن مكيه

المستأجر

کتابخانه بنام
خانہ اہل حق

وحيلى على

الثلاث ووقف

لحم الثور

الحمل الثلثان لانه
يعطى في الك

مكتبة
مكتبة
مكتبة

بسم الله الرحمن الرحيم

الموجود في
الكتاب

الموجود في اعطيت

الحمل حتى يمين

الحل والمؤمنين

١٠

جیدہ بیچ

دیه عین زلف

ابو الواسع بن عبد الواسع

جميعا الوفاة

بجميع الولايات

وَمَا أَكْفَأُ مَالًا شَبَّ بِالْأَصْرَابِ وَتَوَلَّى الْغَيْبِ تَصَدَّقُوا غَدًا نَزِمَ زَوْجَانِ نَضَّ مَوَاتٍ

ورثہ زوج کے حوالے کیے جائینگے اور زوج کو مال زوجہ یعنی پانچ دینار (جسمین چار دینار
اصل متروکہ کے اور ایک دینار ارث زوج کا دخل ہوگا کے نصف یعنی ارٹھائی دینار کا استحقاق ہوگا
اور باقی ارٹھائی دینار ورثہ زوجہ کے حوالے کیے جائینگے اور اگر اس کا عکس کیا جائے تو زوج کو
متروکہ زوجہ یعنی چار کے نصف یعنی دو دینار ورنہ کا استحقاق ہوگا اور باقی دو دینار
ورثہ زوجہ کے حوالے کیے جائینگے اور زوج کو مال زوجہ یعنی چھ دینار (جسمین چار دینار اصل
متروکہ کے اور دو دینار ارث زوجہ کے دخل ہیں) کے ربع یعنی ڈیڑھ دینار کا استحقاق ہوگا
اور باقی ساڑھے چار دینار ورثہ زوج کے حوالے کیے جائینگے اور شیخ الطائفہ کے قول (دوم کو
اوس مال کی میراث کے استحقاق کا حاصل نہونجا کہ اول وارث ہو چکا ہو) کی بنا پر بہر حال (تقدیم
ضعف کے قائل ہوں یا نہوں) زوجہ کو ایک دینار کا اور زوج کو دو دینار ورنہ کا استحقاق
حاصل ہوگا اور ہر ایک کے متروکہ کا باقی مال اوس کے ورثہ کو دیا جائیگا لکن جب قول (تقدیم ^{میراث پر} ضعف کا
واجب نہ ہوتا) کو کہ شیخ الطائفہ رح نے ایجاز میں اختیار فرمایا ہو وہ اشبہ بصواب ہو اور اگر
تقدیم ضعف کا وجہ ثابت بھی فرض کیا جائے تو محض تعبد ہوگا اور حکم میراث میں اوس کا
کوئی فائدہ نہ ہوگا بناؤ اعلیٰ اگر زوج و زوجہ غرق ہو جائیں تو وفات زوج اول فرض کیا جائیگی
اور اوس کے متروکہ سے زوجہ کا حصہ (ثمن یا ربع) دیا جائیگا بعد از ان وفات زوجہ فرض کیا جائیگی
اور اوس کے متروکہ صلیبہ سے زوج کا حصہ (ربع یا نصف) دیا جائیگا اور زوج کو اوس
مال میں سے کچھ نہ دیا جائیگا جو زوجہ کو ارث زوج کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہو اور سطح
اگر اب و ابن غرق ہو جائیں تو اب کو متروکہ ابن سے اوس کا حصہ دیا جائیگا بعد از ان ابن کو
متروکہ اب سے اوس کا حصہ دیا جائیگا پس اگر دون دونوں میں سے ہر ایک شخص کو بہ نسبت
باقی ورثہ کے اقربت حاصل ہو تو دونوں میں سے ہر ایک کا مال دوسرے کی طرف منتقل ہوگا

(جیسے زوج اور اخت اعیانی) یا نصف اور باقی (جیسے زوج اور اخ) پر مشتمل ہوگا وہ دو سے حاصل کیا جائیگا اور جو فریضہ کہ ربع اور نصف (جیسے زوج اور بنت) یا ربع اور باقی (جیسے زوج اور ولد) پر مشتمل ہوگا وہ چار سے حاصل ہوگا اور جو فریضہ کہ نصف اور ثمن (جیسے بنت اور زوجہ) یا ثمن اور باقی (جیسے زوجہ اور ولد) پر مشتمل ہو وہ آٹھ سے حاصل ہوگا اور اگر کوئی فریضہ ثلث اور ثلثین (جیسے اخوة اخیانی اور اخوة اعیانی) یا ثلثین اور باقی (جیسے بنتین اور اب) پر مشتمل ہو تو اس کا استخراج ثمن سے متحقق ہوگا اور اگر کوئی فریضہ سدس اور ثلث (جیسے اب اور ام جبکہ حاجب نہ ہو) یا سدس اور ثلثین (جیسے بنتین اور ام) یا سدس اور باقی (جیسے اولاد اور ام) پر مشتمل ہو تو اس کا استخراج چھ سے کیا جائیگا اور سیطیح اگر کسی فریضہ میں نصف کے ساتھ ثلث مجتمع ہو تب بھی چھ سے استخراج کیا جائیگا جیسے زوج اور اخوة اخیانی پس اس صورت میں زوج کو نصف کا اور اخوة اخیانی کو ثلث کا استحقاق حاصل ہوگا اور سیطیح اگر سدس کے ساتھ ثلثین مجتمع ہو تب بھی فریضہ کا چھ سے استخراج کیا جائیگا جیسے بنتین اور ام پس اس صورت میں بنتین کو ثلثین کا اور ام کو سدس کا استحقاق ہوگا اور سیطیح اگر نصف کے ساتھ سدس اور ثلث مجتمع ہو تب بھی فریضہ کا استخراج چھ سے کیا جائیگا جیسے زوج اور ابوین پس اس صورت میں زوج کو نصف کا اور ام کو ثلث کا اور اب کو سدس کا استحقاق ہوگا اور سیطیح اگر نصف کے ساتھ سدس اور ثلثین مجتمع ہو تب بھی اصل فریضہ کا استخراج چھ سے کیا جائیگا جیسے ثلثین اور زوج اور احد الابوین پس اس صورت میں زوج کو نصف کا اور بنتین کو ثلثین کا اور احد الابوین کو سدس کا استحقاق ہوگا اور اگر نصف کے مقام پر ربع فرض کیا جائے تو اصل فریضہ کا بارہ سے استخراج ہوگا مثلاً ربع کے ساتھ ثلثین کا اجلع فرض کیا جائے

النصف ما كانت الفرقة من انشغال

والأختان سحر من الكسطين التصيب فاصلي الفرقة مشا الأول ابوان و زوج و خصينات فديتهم بالزوج ثلثة و يوم

میں ضرب دنیا معین ہوگا جبکہ ان کا نصیب منکسر ہو صورت اولیٰ (فرضیکہ بدون کنٹرول ہونا) کی مثال بوین اور زوج اور پانچ لڑکیاں جو ہیں میں اصل فرضیہ بارہ ہوگا اس لیے کہ ربع اور سدس کے مخرج (چار اور چھ) میں توافق بالنصف ہو لہذا احد العددین کے نصف کو دو ستر عدد میں ضرب دیا جس کا حاصل بارہ ہو پس زوج کو بارہ کی ربع یعنی تین کا استحقاق ہوگا اور ابوین کو بارہ کے دو سدس یعنی چار کا استحقاق ہوگا اور باقی پانچ سهموں کا کافی کس ایک سهم کے حساب سے بانچون لڑکیوں پر تقسیم کرنا لازم ہوگا اور اوپر تین سهموں کا نقصان وارد ہوگا اس لیے کہ ان کا فرضیہ نشین ہو جس کی مقدار آٹھ سهم ہوتی ہو اور صورت ثانیہ (فرضیکہ بدون کنٹرول ہونا) ابوین اور زوج اور تین لڑکیاں ہو اور پانچ جو لڑکیوں کا نصیب ہو وہ اوپر منکسر ہو اور ان کے عدد اور نصیب میں تباہی ہو لہذا ان کے عدد پر اقتصار کیا جائیگا اور اس کا اصل فرضیہ (بارہ) میں ضرب دنیا معین ہوگا جس کا حاصل چھتیس ہوتا ہو جس کے ربع یعنی نو کا استحقاق زوج کو اور اس کے دو سدس یعنی بارہ کا استحقاق بوین کو حاصل ہوگا اور باقی پندرہ سهموں کا کافی کس پانچ کے حساب سے تینوں لڑکیوں پر تقسیم کرنا لازم ہوگا تیسری قسم فرضیہ کا مقدار سہام سے زائد ہونا پس زیادتی کا صاحبان سہام پر رد کرنا لازم ہوگا البتہ فقط زوج اور زوجہ پر رد کرنا صحیح ہوگا اور سطح ان پر بھی رد کرنا صحیح ہوگا جبکہ اخوة میت کی وجہ سے محبوب ہو جس کی تفصیل مذکور ہو چکی ہو اور اگر کسی وارث میں میراث کے دو سبب موجود ہوں اور اس کا اجتماع اوس وارث کے ساتھ فرض کیا جائے جس میں میراث کا فقط ایک سبب موجود ہو تو رد کا استحقاق فقط اسی وارث کو حاصل ہوگا جس میں دو سبب موجود ہوں مثلاً ابوین اور زنت مجتمع ہوں تو اصل فرضیہ چھ ہوگا اس لیے کہ وہ مخرج سدس ہو جس میں مخرج نصف و ظل ہو جس میں سے

کتابوں

فندق

للبنات
الشافئ

وہی ہے جس نے

10

فلاش فام
راجن

الحسنه

ضربت
الفضية

فصل اول

فصلنامه

من الطراز

فوق



ان

الفرد

عبد الرحمن بن عبد الله

عبدالله بن محمد

والله اعلم

و کرج و جند

الکتاب

2000

جنتی اور

ان سب سے پہلے

100

ابوین کو دوسرے یعنی دو کا استحقاق ہوگا اور بنت کو نصف یعنی تین کا استحقاق اور ایک سہم حاصل رہے گا پس اگر اخوة میت (جو حاجب ام ہوں) موجود نہ ہوں تو باقی (ایک سہم) کا مجموعہ ورنہ پراخا سار دکر نامعین ہوگا لہذا رد کے پانچ سہموں کا اصل فرضیہ یعنی چھ میں ضرب دینا لازم ہوگا جسکا حاصل تین سہم ہوتا ہو اوسمیں سے ابوین کو دوسرے یعنی دس سہموں کا استحقاق اور بنت کو نصف یعنی پندرہ سہموں کا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی پانچ سہموں سے تین سہم کا بنت کے حوالہ کرنا اور دوسم کا ابوین کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر اخوة میت موجود نہ ہوں تو باقی کا ارباعا دکر نامعین ہوگا لہذا رد کے چار سہموں کا اصل فرضیہ یعنی چھ میں ضرب دینا لازم ہوگا جسکا حاصل چوبیس سہم ہوتا ہو اوسمیں سے ابوین کو دوسرے یعنی آٹھ سہموں کا استحقاق اور بنت کو نصف یعنی بارہ سہموں کا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی چار سہموں میں سے تین سہم کا بنت کے حوالہ کرنا اور ایک سہم کا اب کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور مسئلہ دین ضابطہ یہ ہو کہ اصل فرضیہ میں سہام رد ضرب کیے جائیں اور حاصل ضرب سے فرضیہ کی تصحیح کی جائے اور سیطرہ اگر احد الابوین اور بنتین یا نبات مجتمع ہوں تو فاضل او پراخا سار دکیا جائیگا پس سہام رد یعنی پانچ کا اصل فرضیہ چھ میں ضرب دینا معین ہوگا اور حاصل ضرب یعنی تیس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی پس احد الابوین کو پانچ کا استحقاق اور بنتین یا نبات کو تیس کا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی پانچ میں سے چار کا بنتین پر رد کرنا اور ایک کا احد الابوین پر رد کرنا لازم ہوگا اور سیطرہ اگر ایک کلالہ الام اور ایک خواہر اعمانی یا علاتی مجتمع ہوں تو علی الاح او نہ دونوں پر ارباعا د کیا جائیگا اور فقط خواہر اعمانی یا علاتی سے رد کا اختصاص ہوگا اور سیطرہ اگر دو کلالہ الام کے ساتھ ایک اخت اعمانی یا علاتی مجتمع ہو تو اخصا سار دکیا جائیگا پس سہام رد یعنی چار یا پانچ کا اصل

اور فرضیہ ثانیہ میں اخت ہو دوسری صورت فقط وارث کا مختلف ہونا مثلاً کوئی شخص
 اپنے دو لڑکوں کو وارث چھوڑ کر وفات پائے بعد از ان ایک لڑکا مر جائے اور اپنی لڑکی
 کو وارث چھوڑے پس اس صورت میں اگرچہ جہت استحقاق (نبوت) متحد ہو مگر وارث مختلف ہیں
 اس لیے کہ وارث فرضیہ اولیٰ میں دو لڑکے ہیں اور ثانیہ میں ایک لڑکی ہو تیسری صورت
 جہت استحقاق اور وارث دونوں کا مختلف ہونا مثلاً کوئی شخص اپنی زوجہ اور ابن امر
 بنت کو وارث چھوڑ کر وفات پائے بعد از ان زوجہ بھی مر جائے اور اپنے ابن اور بنت
 وارث چھوڑے پس اس صورت میں جہت استحقاق اور وارث دونوں مختلف ہیں اس لیے
 فرضیہ اولیٰ میں جہت استحقاق زوجیت ہو اور ثانیہ میں نبوت ہو اور وارث فرضیہ اولیٰ میں
 زوجہ اور اولاد ہو اور ثانیہ میں اولاد زوجہ پس ان جملہ صورتوں میں اگر میت دوم کا حصہ
 اس کے وارثوں پر بدون کسر تقسیم ہو جائے تو اس میں کوئی کلام نہیں ہو مثلاً کوئی انسان زوجہ کے
 ساتھ اپنے اوسل بن و بنت کو وارث چھوڑے جو کسی دوسری زوجہ کے بطن سے پیدا
 ہوئے ہوں پس اس صورت میں بن (حصہ زوجہ) کے مخرج یعنی آٹھ کو ثلث و ثلثین (حصہ بن
 و بنت) کے مخرج یعنی تین میں ضرب دیا جسکا حاصل چوبیس سم ہوئے اور زوجہ کو اوسمیں سے
 تین سہموں کا استحقاق اور ابن کو چودہ سہموں کا استحقاق اور بنت کو سات سہموں کا استحقاق
 حاصل ہوا بعد از ان زوجہ نے ابن و بنت کو وارث چھوڑ کر وفات پائی پس اس کے حصہ
 یعنی تین سہموں میں سے دو سم ابن کو اور ایک سم بنت کو دیئے جائینگے جو ان پر بدون کسر
 منقسم ہو جائیگا اور اگر میت دوم کا حصہ اس کے وارثوں پر بدون کسر تقسیم ہو تو اس میں
 بن صورت اولیٰ کے یہ ہو کہ میت دوم کے حصہ (جو فرضیہ اولیٰ سے حاصل ہوا ہے)
 اور فرضیہ ثانیہ میں توازن ہو پس اس صورت فرضیہ ثانیہ کے وفق کا فرضیہ اولیٰ میں ضرب ثانیہ

اور العارضا وہا
 فانظر نصيب
 الثاني فان
 بالتقسيم في
 فلا شك ان
 مثل ان يموت
 ابنه ويترك
 زوجته واولاده
 يتناقلون ما
 التمس الثلثة في
 اربعة عشر
 فيكون
 كل واحد
 وان لم يقسم
 على ثلثه على
 خمسة فمما
 صورته
 الاولى
 ان يكون بين
 نصيب الميت
 الثاني من نصيب
 الاول وبين
 الفرضية الثانية
 وفق تقسيم
 او فستأخذ انيك
 نصيب الميت
 الثاني في الفرضية
 الاولى

ہج

میں ہوگا اور میت دوم کا وفق ضرب نہ دیا جائیگا اور حاصل ضرب سے دونوں فرضیے صحیح ہو جائیں گے مثلاً کوئی شخص زوج کے ساتھ دو برادر اخیانی اور دو برادر اعیانی کو وارث چھوڑے بعد ازان زوج بھی وفات پائے اور ایک ابن اور دو بنت کو وارث چھوڑے پس اس صورت میں فرضیہ اولی چھ قرار پائیگا اس لیے کہ نصف (حصہ زوج) کا مخرج دو ہوا وراثت (حصہ برادران اخیانی و اعیانی) کا مخرج تین ہو گا حاصل ضرب چھ ہوتا ہو جس کے یعنی تین سهموں کا استحقاق زوج کو اور اس کے ثلث یعنی دو کا استحقاق برادران اخیانی کو حاصل ہوگا اور باقی ایک سهم برادران اعیانی کو دیا جائیگا جو اوپر منکر ہوندا اس کے عدد یعنی دو کا اصل فرضیہ یعنی چھ میں ضرب کرنا معین ہوگا جس کا حاصل بارہ سهم ہوتے ہیں جس کے نصف یعنی چھ کا استحقاق زوج کو اور اس کے ثلث یعنی چار کا استحقاق برادران اخیانی کو حاصل ہوگا اور باقی دو سهم فی کس ایک سهم کے حساب سے برادران اعیانی پر تقسیم کیے جائیں گے اور زوج کا حصہ یعنی چھ اس کے ورثہ (ولد اور بنتین) پر منکر ہوتا ہو کیونکہ اس کے ورثہ کے چار سهم (دو سهم بنتین کے اور دو سهم ابن کے) ہیں جن پر چھ کا بطور صحیح منقسم ہوتا واضح ہوا اور چار اور چھ میں توافق بالنصف ہو پس فرضیہ ثانیہ (چار) کے نصف یعنی دو کا فرضیہ اولی یعنی بارہ میں ضرب دینا لازم ہوگا جس کا حاصل چوبیس سهم ہوتا ہو جس سے دونوں فرضیے صحیح ہو جائیں گے پس فرضیہ اولی میں ہر ایک وارث کو جو حصہ ہم پہنچا تھا اس کو دو میں ضرب دیکر اخذ کریگا بناؤ اعلیٰ چونکہ برادران اخیانی کو فرضیہ اولی سے چار سهم حاصل ہوئے تھے لہذا ان کو آٹھ سهم (ثلث فرضیہ کا استحقاق حاصل ہوگا جو چار اور دو کے ضرب دینے کے بعد حاصل ہوئے ہیں اور برادران اعیانی کو فرضیہ اولی سے دو سهم حاصل ہوئے تھے لہذا ان کو چار سهم کا استحقاق حاصل ہوگا جو دو میں ضرب دینے کے بعد حاصل ہوئے ہیں اور

نصف ابنت
صحت منہ
الضرعیان
مثل اخیان
سوا وراثت
مات زوج
تو اطفال زوج
و خلف ابنا
و بنتین
فالفرضیہ
الاولی

استثنائے
میں کوئی شخص
زوج کو اور
بنتین پر
نصف زوج
سہم نہ
تقسیم علی
لبنین و کن
تو ابی الفرضیہ
اثبات بالنصف
نقد جزء
العینی من
العقار و الفرضیہ
الاولی

الغریب
الانسان لا من

في الفريضة
 الأولى من
 اثنا عشر فصلاً
 من مائة وثمانين
 سنة
 في الفريضة
 الأولى من
 اثنا عشر فصلاً
 من مائة وثمانين
 سنة

زوج کو فرضیہ اولی سے چھ سہم حاصل ہوئے تھے لہذا او کو بارہ سہم کا استحقاق حاصل ہوگا
جو چھ اور دو کے ضرب دینے کے بعد حاصل ہوئے ہیں اور بن زوج کو حصہ زوج (چھ) کے
نصف (تین) کا استحقاق تھا لہذا او کو دو مین ضرب دیکر حاصل ضرب یعنی چھ کو اخذ کریگا
اور بطرح بنتین کو بھی نصف کا استحقاق تھا لہذا او کو دو مین ضرب دیکر حاصل یعنی چھ کو
اخذ کرے گی صورت ثانیہ یہ ہو کہ میت دوم کے حصہ (جو فرضیہ اولی سے حاصل ہوا ہے)
اور فرضیہ دوم مین بتائن ہو پس اس صورت مین فرضیہ ثانیہ کا فرضیہ اولی مین ضرب پنا
معدن ہوگا اور حاصل ضرب سے دونوں فرضیہ صحیح ہونگے اور فرضیہ اولی مین ہر ایک ارث
جو حصہ ہم پہنچے گا او کو فرضیہ ثانیہ مین ضرب دیکر اخذ کریگا مثلاً کوئی شخص زوج کے ساتھ
دو برادران اخیانی اور ایک برادر اعیانی کو وارث چھوڑ کر وفات پائے بعد ازان
زوج بھی مر جائے اور ایک لڑکی اور دو لڑکوں کو وارث چھوڑے پس اس صورت مین
میت اول کا فرضیہ چھ قرار پائیگا اسلئے کہ نصف (حصہ زوج) کا مخرج دو ہو اور ثلث
(حصہ برادران اخیانی) کا مخرج تین ہو چکا حاصل ضرب چھ ہونا جو تین سے زوج کو تین سہم
کا استحقاق ہوگا جو اسکے وارثوں پر بدون کسر تقسیم نہیں ہو سکتا اسلئے کہ اونکے پانچ سہم
ہوتے ہیں اور چھ اور پانچ مین بتائن ہو لہذا پانچ کو فرضیہ اولی (چھ) مین ضرب یا جسکا
حاصل تین سہم ہوتے ہیں اور اوس سے دونوں فرضیہ صحیح ہو جاتے ہیں پس زوج کو
چندہ سہم دیئے جائینگے جنہن سے لڑکی کو تین سہم اور ہر ایک لڑکے کو چھ سہم دیئے جائینگے
اور برادران اخیانی کو دس سہم دیئے جائینگے جنہن سے ہر ایک برادر کو پانچ سہم
دیئے جائینگے اور باقی پانچ سہم برادر اعیانی کے حوالہ کیے جائینگے اور اگر دو فرضیوں
سے زائد مناسبات جمع ہو جائیں تو فرضیہ ثالثہ مین نظر کجا جائیگی پس اگر وارث سوم کا حصہ اسکے

ان يبين النسيب
والفرقة
فصل الفريضة
الثانية في الاصول
فصل في محنت
سنة الفريضة
وكذلك من
كان له
من الفريضة
أخذ من ماله
في الثالث عشر
مخرج واشيا
من حكا اوله
الاموال من
ابائهم مات
الرجح وترك
ابنين وبنات
فريضة الاول
من سنة
الزوج

فان لا تقسم في الفريضة ولو كانت النكاحات احدى زوجة ونحوها من اثار النكاحان تقسم اثار النكاح

والله اعلم

عزت
مل ہوگا
(چھ) کے
غذریک
بہ کو
واہی
سب بنا
عارث
ساتھ
ان
ہیں
س
ون
م
کا
م
کا

ہو تو پھر بدوین کا شتر ہم ہو جائی تو اس میں کوئی کلام نہیں ہو والا اس کے فرضیہ میں پہلے دو وزن
فرضیوں کے ساتھ وہی عمل کیا جائیگا جو فرضیہ ثانیہ میں فرضیہ اولی کے ساتھ کیا گیا تھا
اور ہیطرح اگر وارث چارم بار آمدی موت فرض کی جائے تب بھی بھی حاصل کیا جائیگا
تیسرا مقصد اس میں ترکہ میت سے سهام ورثہ کی معرفت کے حاصل کرینا
بیان کیا جاتا ہے پس اگر میت کا ترکہ از قبیل زمین ہو تو اس کا اوٹھین سهام پر تقسیم کرنا
مکن ہوگا جسے کہ اصل سلمہ صحیح ہوا ہو اور کوئی دوسرا عمل کرنا لازم نہ ہوگا اور اگر
از قبیل کین یا موزون ہو یا وزلح جو غیرہ کے ساتھ شمار کیا جاتا ہو تو اس کے تقسیم
کرین عمل کی حاجت ہوگی جس کے اہل علم نے مختلف طریقے بیان کیے ہیں پہلا طریقہ جو
اقرب طرق ہے یہ ہر ایک وارث کے سهام کو اصل فرضیہ کی طرف منسوب کرین پس
اس کے سهام کو اصل فرضیہ سے جو نسبت حاصل ہو اسی نسبت کے ساتھ متروکہ میت
اس کا حصہ اخذ کیا جائے مثلاً کوئی شخص زوجہ اور ابویں کو وارث چھوڑے اور کوئی
حاجب موجود نہ ہو تو اصل فرضیہ بارہ قرار پائیگا اس لیے کہ اس صورت میں زوجہ کو
ربع متروکہ دیا جائیگا جس کا مخج چار ہو اور ماد میت کو ثلث متروکہ دیا جائیگا جس کا مخج
تین ہو اور دونوں کا حاصل ضرب بارہ ہوتا چوبیس سے زوجہ کو تین سہوں کا استحقاق
ہوگا جو بارہ کا ربع ہے لہذا اس کو ربع متروکہ دیا جائیگا اور ماد میت کو چار سہوں کا
استحقاق ہوگا جو بارہ کا ثلث ہے لہذا اس کو ثلث متروکہ دیا جائیگا اور باقی بلع سہوں کا
استحقاق پدر میت کو حاصل ہوگا جو بارہ کا ربع اور سدس ہے لہذا اس کو سدس متروکہ کا
ربع اور سدس دیا جائیگا دوسرا طریقہ یہ ہر ایک میت کو اصل فرضیہ پر تقسیم کرین
اور خارج قسمت کو ہر ایک وارث کے سهام میں ضربین پس جو حاصل ضرب ہو گا وہ اس

علی عملت فی
فرضیہ میں
ان فرضیہ میں
عملت فی فرضیہ
الشافعی مع اول
و کما لو فرض
موت سابع
و کما لو فرض
موت سابع
القصہ
فی مرقہ سوسا
الغنیان
فی ذلک ملوک
الغنیان
سماک و ابی
من لغویہ
یاخذہ ملوک
ذلک النسبہ
فما کان فی فیض
منہا و ان شئت
قسمت لہ
علی فرضیہ
مخج بالقسیم
واحد فی
فیض کل

وارث کا حصہ قرار پائیگا مثلاً کوئی شخص ابوبن وزوج کو وارث چھوڑے اور مقدار متروکہ
دس دینار فرض کیے جائیں پس اصل فرضیہ چھ قرار پائیگی اسلئے کہ اس صورت میں زوج کو
نصف متروکہ دیا جائیگا جس کا مخرج دو ہو اور ماوریت کو ثلث متروکہ دیا جائیگا جس کا
مخرج تین ہو اور دونوں کا حاصل ضرب چھ ہوتا ہو پس متروکہ کے دس دیناروں
کو چھ پر تقسیم کیا جس کا خارج قسمت ایک دینار اور دو ثلث دینار (۱/۳) ہوتا ہو
بعد ازاں زوج کے حصہ یعنی تین سہم کو اوسمین ضرب دیا تر حاصل ضرب پانچ دینار
ہوا جو نصیب زوج ہو اور سبط مادریت کے حصہ یعنی دو سہم کو اوسمین ضرب دیا
حاصل ضرب تین دینار اور ثلث دینار (۳/۴) ہوا جو مادریت کا نصیب ہو اور
سبط پر مدریت کے حصہ ایک سہم کو اوسمین ضرب یا حاصل ضرب ایک دینار اور ثلث دینار
ہوا جو مدریت کا نصیب ہو تیسرا طر لقیہ جو ترکہ صحیح العدد کے ساتھ اختصاص
رکھتا ہو یہ ہو کہ جب مدریت کا متروکہ عدد صحیح رکھتا ہو اور کوئی کسر اوسمین ہو جیسے دس
اور بارہ تو اوس عدد کا استخراج کرنا چاہیے جس سے اصل فرضیہ صحیح ہو بعد ازاں ہر ایک
وارث کے حصہ کو عدد ترکہ میں ضرب دین اور حاصل ضرب کو اوس عدد پر تقسیم کریں
جس سے کہ فرضیہ صحیح ہو پس جو عدد خارج قسمت قرار پائیگا وہ اوس وارث کا حصہ
ہوگا مثلاً کوئی شخص زوج اور ابوبن اور بنت کو وارث چھوڑ کر وفات پائے اور
مقدار متروکہ دس دینار فرض کیجائے پس اصل فرضیہ بارہ سہم ہوگا اسلئے کہ
اس صورت میں زوج کو ربع متروکہ کا استحقاق جس کا مخرج چار ہو اور ابوبن متروکہ کے
دو سدس کا جس کا مخرج چھ ہو حاصل ہوگا اور بنت کو باقی متروکہ دیا جائیگا اور چھو
چار میں توافق بالنصف ہو لہذا ایک کے دفع دوسرے میں ضرب دیا جس کا حاصل

بلغ فرضیہ
نصیب
فرضیہ
مخرج
العدد
الکسر
تقسیم
بالتقسیم
وارث
اضافی
الترک
مصل
فائدہ
العدد
حصہ
الفرضیہ
فائدہ
نصیب
ذات

بارہ ہونا

بارہ ہوتا ہو جسکے بیس یعنی تین سہموں کا استحقاق زوج کو حاصل ہوگا اور سکو عدد متروکہ
یعنی دس میں ضرب دیا اور حاصل ضرب یعنی تیس کو بارہ پر (جو اصل فرضیہ ہے)
تقسیم کیا اور خارج قسمت دو دینار اور نصف دینار (۲ ۱/۲) ہوا پس زوج کو
متروکہ کے دس دیناروں میں سے (۲ ۱/۲) دینار کا استحقاق ہوگا جو اس کا ربع ہے
اور سیطرح بارہ کے دوسدس یعنی چار سہموں کا استحقاق ابوین کو حاصل ہوگا
اور سکو بھی عدد متروکہ یعنی دس میں ضرب دیا اور حاصل ضرب یعنی چالیس
کو بارہ پر (جو اصل فرضیہ ہے) تقسیم کیا اور خارج قسمت تین اور ایک
ثلث دینار (۳ ۱/۳) ہوا پس ابوین کو متروکہ کے دس دیناروں میں سے ۳ ۱/۳
دینار کا استحقاق ہوگا جو اسکے دوسدس میں اور سیطرح بارہ میں سے باقی پانچ
سہموں کا استحقاق بنت کو حاصل ہوگا اور سکو بھی عدد متروکہ یعنی دس میں ضرب دیا
اور حاصل ضرب یعنی پچاس کو بارہ پر (جو اصل فرضیہ ہے) تقسیم کیا اور خارج قسمت
چار دینار اور سدس دینار (۴ ۱/۴) ہوا پس بنت کو متروکہ کے دس دیناروں میں
سے ۴ ۱/۴ دینار کا استحقاق ہوگا چوتھ اطریقہ جو ترکہ منکسر العدد کے
ساتھ اختصاص رکھتا ہو یہ ہے کہ جب میت کے متروکہ میں کسر ہو جیسے ساڑھے دس
اور ساڑھے بارہ پس اس صورت میں مجموع متروکہ کو اس کسر کی جنس سے
کر لینا چاہیے باین معنی کہ اس کسر کے مخرج کو ترکہ میں ضرب دین اور جو کچھ
حاصل ہو وہ اسی کے ہمجنس کی کسرین شمار کی جائیں بعد ازان او میں
دیہ عمل کیا جائے جو عدد صحیح میں کیا جاتا تھا اور ہر وارث کے لیے جو حصہ
مجموع ہوا اسکو کسر مذکور کے مخرج پر تقسیم کریں پس اگر کسر مذکور نصف ہو تو اسکو

ولان كان فوجا

2

باب

کتابخانه

جنتك

الشيخ

مجلس

١٤٤٤

والله اعلم

تفہیم

۱۰۰

مجلس

۱۲۰

10/11/11

فإنه

الفصل الخامس

خبر

۱۰

علیٰ علیہ السلام

الحضرة

فان

5

5

نصف

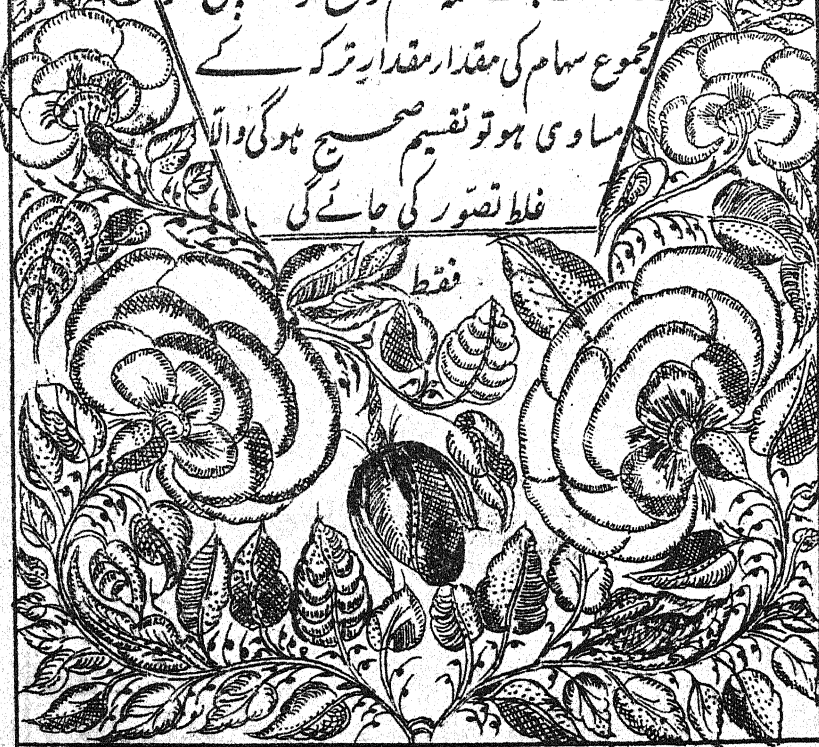
✓

پورا دینار فاضل ہے تو اس کا عدد فرضیہ کی طرف منسوب کرنا کافی ہوگا
مثلاً چار لڑکے اور تین لڑکیاں محبت ہوں تو اصل فرضیہ گیارہ ہوگا اب اگر
مقدار ترکہ بارہ دینار فرض کیے جائیں تو ہر ایک لڑکے کو دو دینار اور
ہر ایک لڑکی کو ایک دینار صحیح دیا جائیگا اور دینار باقی کے گیارہ جزوین میں سے
ہر ایک لڑکے کو دو جزو اور لڑکی کو ایک جزو دیا جائیگا جو گیارہ کی طرف منسوب
ہوگا پس صورت مرقومہ میں کہا جائیگا کہ ہر ایک ۲ بن کو دو دینار اور ایک
دینار کے گیارہ جزوین میں سے دو جزو کا استحقاق اور ہر ایک بنت کو
ایک دینار اور ایک دینار کے گیارہ جزوین میں سے ایک جزو کا استحقاق
حاصل ہو اور اگر قسمت ترکہ کے بعد پورا دینار فاضل نہ ہے تو کسر دینار کا
قیراط پر بٹ کرنا اور قیراط کا حوالہ ورثہ کرنا معین ہوگا پس اگر تقسیم کے بعد
پورا قیراط فاضل نہ ہے تو کسر قیراط کا حبات پر بٹ کرنا اور حبات کا حوالہ
ورثہ کرنا لازم ہوگا اور اگر تقسیم کے بعد پورا حیتہ فاضل نہ ہے تو کسر حیتہ کا
ارزات پر بٹ کرنا اور ان کا ورثہ کے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور اگر تقسیم
کے بعد پورا ارزہ بھی فاضل نہ ہے تو اس کی کسر کا ارزہ کی طرف منسوب کرنا معین
ہوگا اس لیے کہ ارزہ کے بعد کوئی اسم خاص نہیں ہو پس اگر صورت مذکورہ میں
بارہ دینار کے مقام پر ترکہ کی مقدار گیارہ دینار اور تین رُبع دینا فرض کیا جائے
تو کسر دینار یعنی تین رُبع کے قیراط بنائے جائیں گے جنکی مقدار پندرہ قیراط ہوتی ہے
اس لیے کہ ایک دینار کے میں قیراط ہوتے ہیں پس جبکہ پندرہ قیراط کو گیارہ پر
تقسیم کیا تو چار قیراط باقی رہے اور انکو حبات پر بٹ کیا جنکی مقدار بارہ حیتہ ہوتی ہے

ما لا يبلغ ديناراً فأبسطه
قل مريد وأقمه فان
بقي ما يبلغ ثوباً واحداً
فأبسطه وأقمه فان
بقي ما لا يبلغ خمسة
درهمين فأبسطه وأقمه
فان كان الغرض

اسلئے کہ ایک قیراط کے مین جتہ ہوتے ہیں پس جبکہ بارہ جتہ کو گیارہ پر
 تقسیم کیا تو ایک جتہ باقی رہا اور سکوارزات (چانزل) پر بسط کیا جنکی مقدار
 چار ارزہ ہوتی ہو جسکا اعتبار جز کے ساتھ کیا جائے گا پس صورت
 مرقومہ میں ہر ایک لٹ کے کو دو دینار اور دو قیراط اور دو جتہ
 اور ارزہ کے آٹھ جزوں کا استحقاق اور ہر ایک لٹ کی
 کو ایک دینار اور ایک قیراط اور ایک جتہ اور ارزہ
 کے چار جزوں کا استحقاق حاصل ہوگا اور کبھی حساب فرائض
 میں غلطی واقع ہو جاتی ہو لہذا اسکی معرفت کے لیے
 درنہ کے جسملہ سهام کو مجتمع کرے پس اگر
 مجموعہ سهام کی مقدار مقدار ترکہ کے
 مساوی ہو تو تقسیم صحیح ہوگی والا
 غلط تصور کی جائے گی

فاسطہ
 اردان
 واقعہ
 فان بق
 مانہ یلی
 لہذا فاسطہ
 بالجزء الی
 وقد یصل
 الفاسطی
 ما یصل
 فان ساد
 الی فاسطہ
 کل الی الفاسطہ
 فاسطہ



أفادوا من كلامه الخاصة على الأذن القضاء وموقوف فلا استناد إلى الاستتابة ولا الواحدة جان التي لا يضم اليه مثل سنة الولاية تدل على الامتنان هذا إذا لم ير في التولية ان كانت يجوز مع اللان ولو لم يسمع

استحلاف کی ممانعت فرمائی ہو تو جائز نہ ہو گا اور اطلاق تولیہ کی صورت میں اگر کوئی امارت ایسی موجود ہو جو اذن استحلاف پر دالت کرتی ہو جیسے ولایت کا اس قدر وسیع ہونا کہ شخص واحد اور سکا ضبط نہ کر سکتا ہو تو اسکو نائب کا مقرر کرنا جائز ہو گا والا جائز نہ ہو گا اسلئے کہ متولی قضا ہونا اذن امام پر موقوف ہی پانچواں مسئلہ جبکہ ایسا شخص متولی قضا ہو جس پر قضا متعین نہیں ہو پس اگر اسکے پاس اس قدر مال موجود ہو جو اسکی ضروریات کے لئے کافی ہو تو اسکے لئے رزق کا بیت المال سے طلب نہ کرنا افضل ہو اور اگر طلب کرے گا تو جائز ہو گا اسلئے کہ وہ پنچواں مصالح ہو اور اگر اس پر قضا متعین ہو اور اس قدر مال موجود ہو جو اسکے ضروریات کو کافی ہو تو اسکو رزق کا بیت المال سے اخذ کرنا جائز ہو گا اور اگر اسکے پاس اس قدر مال موجود ہو جو ضروریات کے لئے کافی ہو تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ اسکو رزق کا بیت المال سے اخذ کرنا جائز نہ ہو گا اسلئے کہ وہ فعل واجب کو ادا کرتا ہی جس پر اجرت کا اخذ کرنا حرام ہے اور آیات قاضی کو متخاصمین (مدعی و مدعی علیہ) سے جعل (اجرت) کا اخذ کرنا جائز ہی نہیں پس ان میں علماء اختلاف ہے اور اس مقام پر شخص مضطر و غیر متعین بالقضا اور اسکے غیر میں تفصیل کرنا بیوجہ نہیں ہے پس جبکہ اس پر متولی قضا ہونا متعین نہ ہو اور ضرورت حاصل ہو تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ یہ صورت میں قاضی کو جعل کا متخاصمین سے اخذ کرنا جائز ہو گا لیکن عدم جواز کا قائل ہونا اولے ہے اور اگر دونوں شرطوں (قضا کا متعین ہونا اور ضرورت کا حاصل ہونا) میں سے کوئی شرط منتقل ہو جائے جیسے اس پر قضا کا متعین ہونا یا ضرورت کا حاصل ہونا تو اسکو جعل کا اخذ کرنا جائز نہ ہو گا اور شاید (گواہ) کے لئے اولے شہادت پر اجرت کا اخذ کرنا جائز نہیں ہے اسلئے کہ یہ صورت امکان اس پر اقامت شہادت متعین ہو اور مؤذن اور قاسم اموال در کتاب قاضی اور مترجم اور صاحب دیوان (دفتر) اور والی میت المال (وجوب بیت المال کی حفاظت

فصل في جود الأمان
المنع والانتقل
احد الشرايين له
جود ما التامه اخذ
الاخرى لتعاين
الاتمام عليه
التكامل ويحوي المكون
طالعهم وكان البقا
طالعهم وصاحب
الادب وان ودلى
بيت المال

الدين
الانسان من دينة
اور مال جو غلط
ليجدا الضعيف
بش ان او يتبدل
بجانب ما يقين
الضمان القسط
في جميع ما يقين
وما يثبت في
الدين

حاکم کے متعلق ہوئی ہی یا اموال مرموم او نیکے پاس موجود ہیں جیسے ودیعت یا مال مجبور علیہ
(منقوع التصرف) پس اسناد مذکورین میں سے خائن کو محفوظ رہ بر طرف کرے اور
ضعیف کے لئے کسی دوسرے شخص کو اسکا معین قرار دے یا حسب مصلحت اس کے بدل میں
کسی دوسرے شخص کو مقرر کرے وہم یہ کہ جب مال حاکم میں نظر کرتے سے خارج ہو تو سوال
(حیوانات گم شدہ) ولقطہ (اشیاء بروداشتہ شدہ) میں نظر کرے پس جس مال کے تلف
ہو چکا خوف ہو یا اس کے نفقہ نے اسکی قیمت کا استیعاب کیا ہو اسکو فروخت کرے اور جس
مال کی کہ ملتقطہ نے ایک سال تک تعریف کی ہو اور سپر اپنا قبضہ کرے اگر اس قسم کا کوئی مال
اسنا حاکم کے پاس موجود ہو اور اگر منجملہ سوال ولقطہ کوئی مال یا نہو جبکہ تلف ہو چکا
خوف ہو یا اسکی قیمت اور نفقہ مساوی ہو یا ملتقطہ اس کے ایک سال تک تعریف کر چکا ہو
جیسے جواہر اور اشمان (طلا و نقرہ) تو قاضی کو اس باب مال کے لئے اسکا باقی اور محفوظ
رکھنا لازم ہو گا تاکہ وقت حضور ان کے حوالہ کرے جسکی تفصیل کتاب فقہ میں مذکور ہو چکی ہے
یا نہ وہم یہ کہ اہل علم و محققین میں سے وقت قضا و ان لوگوں کو حاضر کرے جو اس کے
حکم کا مشاہدہ کریں اور در صورت خطا اسکو تہنہ کریں اسلئے کہ ہمارے نزدیک ایک ہی
شخص مصیب ہوتا ہو اور ان کے ساتھ ان مسائل منظر یہ میں پیش کرے جو او سپر ہم
ہوں تاکہ اسکا فتویٰ بر وجہ تحقیق واقع ہو اور اگر کسی مسئلہ میں قاضی خطا کرے اور بعد
تلف اسکو اپنی خطا معلوم ہو تو ضامن نہو گا اور بیت المال سے اسکی ضمانت متعلق
ہوگی دوا نہ وہم یہ کہ جب طریق قرض سے احد الغریبین (مدعی یا مدعی علیہ) اقدام کرے
تو خطا پر برقی و نرمی اسکو مطلع کرے پس اگر عود کرے تو اسکو زجر و توبیخ کرے اور اگر
پھر عود کرے تو حسب حال اسکی تاویب کرے اور اسی حد پر اقتصار کرے جسکو مذکور شرعی

الدين
الانسان من دينة
اور مال جو غلط
ليجدا الضعيف
بش ان او يتبدل
بجانب ما يقين
الضمان القسط
في جميع ما يقين
وما يثبت في
الدين
الدين
الانسان من دينة
اور مال جو غلط
ليجدا الضعيف
بش ان او يتبدل
بجانب ما يقين
الضمان القسط
في جميع ما يقين
وما يثبت في
الدين

الدين
الانسان من دينة
اور مال جو غلط
ليجدا الضعيف
بش ان او يتبدل
بجانب ما يقين
الضمان القسط
في جميع ما يقين
وما يثبت في
الدين

توقف
میں تحقیق ما
عدالت میں
حال قیام
جیکو فیہ وادب
بالفاسد
تیسرے شخص
وقت نقص
لا جواز فی
فی الشہادۃ
میں حسن
اظہار
بیشوا
المسوا
الترکیہ
فانما
من التمس
قائم
مطلقات
یقتدر
المصدر
الباختلاف
وکیف
لا یقتضی
ثبت
لمقتضی
العدا
فیہ
البحر
الشیخ
والنقد
قد لا
شہادۃ
فی الاصل
والتحقیق

توقف کر لیا تا وقتیکہ او کا عادل یا مجروح ہونا متحقق ہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب
خلاف میں فرمایا ہو کہ حاکم کو مجہول کا بمنزلہ عادل قرار دینا اور اس کے موافق حکم کرنا صحیح ہو گا
اور اس بارہ میں جو روایتیں وارد ہوئی ہیں وہ شاذ ہیں اور عامہ کے موافق ہیں اور اگر
حاکم کو کسی طریقہ مستبرہ سے شاہدین کا عادل ہونا ثابت ہو اور اس کے موافق حکم کرے
بعد ازان او کا وقت حکم فاسق ہونا معلوم ہو جائے تو اپنے حکم کو باطل کر لیا اور شہادت
میں حسن ظاہر پر تعویل (اعتماد) کرنا جائز نہیں ہو اور تزکیہ شاہدین سے درپزہ سوال کرنا
سزاوار ہے ایسے کہ یہ تمت سے ابعدا ہو اور ثبوت عدالت میں بیان تفصیلی کی طرح اجمالی بھی
کافی ہو اور تحقیق عدالت ایسی معرفت باطنیہ کے حصول پر موقوف ہو جو اس شہادت پر
سابق ہو اور ثبوت جرح میں بیان تفصیلی ہونا لازم ہو اور اجمالی کافی نہیں ہو اور بعض
علمائے فرمایا ہو کہ ثبوت جرح میں کبھی مطلق بیان کافی ہو اگرچہ اجمالی ہو اور جرح کو
تقاوم معرفت کی حاجت نہیں ہو اور وجوب جرح کا معلوم ہونا کافی ہو اور اگر تعویل جرح
میں شہود مختلف ہوں تو جرح کا مقدم کرنا لازم ہو گا اس لئے کہ وہ ایسے فعل کی شہادت ہو
جس کا باقی شہود پر مخفی رہنا ممکن ہو اور اگر جرح و تعدیل میں دو بیحد متعارض ہوں تو شیخ
علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف میں فرمایا ہو کہ ہم میں فقدان مرجح کے سبب سے توقف کیا جائیگا
لیکن اگر ہینہ جرح پر عمل کرنے کے قابل ہوں تو خوب ہو ایسے کہ سبب حکم کے متحقق ہونے
میں اصل عدم ہی ہوں ان مسئلہ شہود کے متفرق کرنے اور ہر ایک شاہد سے بدو آن فرسوال
کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور ایسے شہود کا متفرق کرنا مستحب ہو چکی عقل و بصیرت میں
قوت ہو و سوان مسئلہ شاہد جرح کو اس وقت تک شہادت دینا صحیح نہیں ہو جب تک
کہ ایسے فعل کا مشاہدہ کرے جو تاج عدالت ہی یا وہ فعل یا بین مردم اس حد پر شایع ہو

الظاہر
بیشوا
المسوا
الترکیہ
فانما
من التمس
قائم
مطلقات
یقتدر
المصدر
الباختلاف
وکیف
لا یقتضی
ثبت
لمقتضی
العدا
فیہ
البحر
الشیخ
والنقد
قد لا
شہادۃ
فی الاصل
والتحقیق

توقف
میں تحقیق ما
عدالت میں
حال قیام
جیکو فیہ وادب
بالفاسد
تیسرے شخص
وقت نقص
لا جواز فی
فی الشہادۃ
میں حسن
اظہار
بیشوا
المسوا
الترکیہ
فانما
من التمس
قائم
مطلقات
یقتدر
المصدر
الباختلاف
وکیف
لا یقتضی
ثبت
لمقتضی
العدا
فیہ
البحر
الشیخ
والنقد
قد لا
شہادۃ
فی الاصل
والتحقیق

ان مضمون سے متعلق
بنا تھا دیکھو
میں نے نہیں مایا
بنا تھا عدالت
دلوں میں عدالت
انہیں نے عدالت
فی الواقع عدالت
معلوم و معلوم
موجوب

جو موجب علم ہوتی ہو جیسے شیع کا سجد تو اتر مانع ہونا اور ایک یا دس شخصوں سے حج کے
سماع کرنے پر تکوین کرنا صحیح نہیں ہو اسلئے کہ ان کے خبر سے یقین حاصل نہیں ہوتا اور جبکہ
عدالت شاہد ثابت ہو جائے تو اس کی عدالت کے مستمر رہنے کا حکم کیا جائیگا تا وقتیکہ اس سے
کسی ایسے امر کا صادر ہونا معلوم ہو جو منافی عدالت ہو اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ جب اس قدر
مدت گزر جائے حسین حال شاہد کا متغیر ہونا ممکن ہو تو حاکم کو اس کی عدالت سے از سر نو بحث
کرنا لازم ہوگا اور اسکے لئے کوئی حد مین نہیں ہو بلکہ رہے حاکم پر اس کا مدار ہو گیا رہو ان مسئلہ
حاکم کے لئے ہر وقت کی قضاء یا احکام اور اسکے وسالت اور حج مردم کا جمع کرنا اور اوپر تاریخ و رد
وغیرہ کا تہرہ کر دینا سزاوار ہو اور اس طرح جبکہ ایک ہفتہ کی قضا یا احکام اور اسکے حج
و شائق مجمع ہو جائیں تو اوپر اس ہفتہ کا ضبط کرنا سزاوار ہو اور اس طرح جبکہ ایک سال
کے قضا یا احکام وغیرہ مجمع ہو جائیں تو ان کا جمع کرنا اور اوپر اس سال کا ضبط کرنا
سزاوار ہوگا تاکہ دفتر احکام سے اخراج مطلوب مین سہولت ہو یا رہو ان مسئلہ میں مقام
مین کہ حاکم پر کسی محضر کا تحریر کرنا واجب ہو تو اس کے مقدمات کا ہم پوچھنا اور سپر لازم نہ ہوگا
لکن اگر بیت المال سے وہ اشیاء اسکے حوالہ کر دیے جائیں جگہ صرف کرنے کی کتابت مین
حاجت ہوتی ہو تو اوپر کتابت کرنا واجب ہوگا اور اس طرح اگر خود ملتمس (صاحب غرض
جس کا محضر لکھا جاتا ہے) ان اشیاء کو اپنے مال مخصوص مین سے حاضر کرے تب بھی حاکم
کتابت کرنا واجب ہوگا اور حاکم پر قرطاس کا اپنے مال مخصوص مین سے دفع کرنا واجب ہوگا
تیرھواں مسئلہ حاکم کے لئے شوہر پر شقت کا داخل کرنا اور ان کو امور ناگوار کے تکلیف دینا اگر وہ
جبکہ وہ لوگ صاحبان بصیرت ہوں اور اویان تو تہرہ رکھتے ہوں جیسے ان کا متفرق کرنا اسلئے کہ
اس مین ان کے لئے ایک نوع کی سبکی اور خواری ہو البتہ ایسے امور کا مواضع ریہہ و مواقع تہمت مین

حال شاہد
بجٹ اسٹاف
حد لڈ لڈ
بل عسب ما
براہ الحاکم
الحاکم دینی
عسب جنی
ان مضمون سے متعلق
بنا تھا دیکھو
میں نے نہیں مایا
بنا تھا عدالت
دلوں میں عدالت
انہیں نے عدالت
فی الواقع عدالت
معلوم و معلوم
موجوب

غذا کے لئے ان
اکتبات کے لئے
میں نے نہیں مایا
بنا تھا عدالت
دلوں میں عدالت
انہیں نے عدالت
فی الواقع عدالت
معلوم و معلوم
موجوب

الشيخ لا يجوز الشاهد وهو في النطق بالشهادة أو بتعصبه بل كمنعه من الشهادة وان تردد فيكون في الشهادة لهجر على الاقامة ولا يتردد في اقامتها ولا كلمة يجوز انشا

استعمال کرنا مستحب ہی چودھوان مسئلہ حاکم کو قطعہ شاہد جائز نہیں ہی جس سے حاکم کا
اثناء تلفظ بالشہادۃ بین کسی ایسے کلام کو جو نافع یا مضر ہو داخل کرو یا بعد فراغ کسی
ایسے لفظ کو جو تخریج شہادت قرار پائے زائد کرو یا مرد اور بیٹکے حاکم کو اس وقت تک کہ اس کی بنا
واجب ہی جب تک کہ وہ اپنے بیان کو تمام کرے اگرچہ وہ اپنی شہادت بین مہریت حاکم وغیرہ
کے سبب سے تردد بھی کرتا ہو اور اگر شاہد کسی وجہ سے اولے شہادت میں توقف کرے تو
حاکم کو اس کا انعامت شہادت پر اقام کرے جن رغبت والا ناجائز نہیں ہی اور اس طرح حاکم کو
شاہد کا ترک شہادت پر آمادہ کرنا بھی جائز نہیں ہی اور اس طرح حاکم کو مدعی علیہ کا اقرار
سچ سے باز رکھنا بھی جائز نہیں ہی اس لیے کہ اس میں مدعی پر ظلم لازم آتا ہو بلکہ حاکم کو متوقف شدہ
میں مجرم کا اقرار سچ سے باز رکھنا جائز ہی اس لیے کہ جب مدعی نے زنا کا اعتراف کیا تو رسول خدا
نے اس سے ارشاد فرمایا لعنک قبلتھا العنات لستھما آذ شاید کہ تو نے اس کا بوسہ لیا ہو شاید
تو نے اس کا لمس کیا ہو اور حضرت نے اس کلام رحمت انضمام بین ایشار ہتہنار از خفاء جرم کو
اختیار کرنا کی توفیق ہی پندرھوان مسئلہ حاکم کو احد شخصین کا بدن آخری جان کرنا اگر وہ
سوطھوان مسئلہ رشوۃ اسکے آخذ لینہ والا پر مطلقاً حرام ہی اور دافع رشوۃ اس وقت میں
آثم ہوتا ہے جبکہ اسکے ساتھ مکمل بالباطل کی طرف توصل کرے اور اگر حکم حق کی طرف توصل
کرے تو آثم نہ ہوگا اور مرتشی کو رشوت کا اسکے مالک پر رو کرنا واجب ہی اور اگر قبیل وصول
الی الماک مالک تک پہنچنے سے پہلے وہ تلف ہو جائے تو مرتشی اس کا مالک کہے
مناسن ہوگا سترھوان مسئلہ جبکہ احد شخصین مدعی دوسرے خصم مدعی علیہ کے مجلس
میں حاضر کرنا حاکم سے التماس (مدخواست) کرے پس اگر وہ حاضر بلد ہو تو حاکم کو اس کا مطلقاً
(خواہ اہل مروت سے ہو یا نہ) حاضر کرنا لازم ہوگا خواہ مدعی نے اپنے دعوے کو عمر کیا ہو یا نیک کیا ہو

[illegible]

ادله جبردها كان غير الله دعواه كان حاضر اسواء الله حاضر فاذا خصه الى مجلس اذا التمس الغنى احضار الله محضه ووصل الى الغنى فقلت اني قبل الوعد على ان اتقوا الله ليراد ان لا يذهب ولو كان الى الله

بالذات السواد
تسود القعر
اسماء هـ مع
وقيل انما يكتب
ويسمى صاحبها
مخرج رقيقة رقيقة
فت سائر
ليس عصفور
الحكمة منه
ايضا التخصو
قصود وقيل
ولا يختار
اسماء الذين
وقيل يكتب

اور بعض علمائے فرمایا ہی کہ فقط اسماء مدعین کا تحریر کرنا کافی ہوگا اور خصوم کے ذکر کرنیکی حاجت نہوگی اور بعض علمائے فرمایا ہی کہ خصوم کا ذکر کرنا بھی ضرور ہوگا تاکہ خصوصیت مدعی اوسی مدعی علیہ کے ساتھ منحصر ہو اور یہ قول معتقد نہیں ہو پس جن اوراق پر کہ اسماء مدعین مکتوب ہیں حاکم کو اولاً و ثانیاً زیر سائر رکھنا اور ایک ایک رقمہ کا خارج کرنا بعد ازان صاحب رقمہ کا بتدریج طلب کرنا لازم ہوگا اور بعض علمائے فرمایا ہی کہ اسماء مدعین کا تحریر کرنا اوس صورت میں صحیح ہوگا جبکہ قرعہ کا ڈالنا بوجہ کثرت متعسر (شاق) ہوش شمع جبکہ دعوی مدعی کو مدعی علیہ کسی دعوی کے ساتھ قطع کرے تو اوس کا دعوی اوس وقت تک مسموع نہوگا جب تک کہ دعوی مدعی کا جواب نہ دے اور حکومت ختم نہو جائے بعد ازان مدعی علیہ کو اپنے دعوے کا از سر نو بیان کرنا صحیح اور حاکم کو سماع دعوی کے بعد اوسکے موافق حکم کرنا لازم ہوگا۔
دو خصم نزاع کریں اور اون دونوں میں سے ہر ایک خصم اپنے مدعی ہونی کا مدعی ہو اور انھیں اپنے دعوے کے بیان کرنے میں مبادرت (پیش دستی) کرے تو وہ اولی ہوگا اور حاکم کو اوس کے دعوی کا دعوی آخر کے قبل سماعت کرنا لازم ہوگا اور اگر تقریر دعوی میں دونوں خصم ایک ہی وقت مبادرت کریں تو حاکم کو اولاً اوس شخص کے دعوی کا سماع کرنا لازم ہوگا جو پہلی خصم کے داہنی طرف مقیم ہو اور اگر احد انخصمین مسافر اور خصم آخر حاضر ہو تو سماع دعوی میں وہ دونوں مساوی ہوں گے تا وقتیکہ تاخیر سماع میں احد ہما کا ضرر نہو والا حاکم کو اُس کے دعوے کی سماعت کا مقدمہ کرنا لازم ہوگا اور حاکم کو استقامت حق ایطال دعویٰ شفاعت کرنا مکروہ ہو و سہرا
مقصود اون مسائل کے بیان میں جو دعوے سے متعلق ہیں اور وہ پانچ ہیں پہلا مسئلہ
شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی حاکم پر اوس دعوی کا سماعت کرنا واجب سین ہی جو بھول ہو
جیسے کسی گھوڑے یا پارچہ کا دعوی کرنا اور اوسکی صفت کا بیان کرنا اور اوس پر اقرار بھول کا

الشافي في مسائل تتعلق بالحدود والحدود
الاولى في مسائل تتعلق بالحدود والحدود
الاولى في مسائل تتعلق بالحدود والحدود

تفسیر و فی الحال و اشکال و لو كانت الدعوی وصیحة و ان كانت یجوز ان الوصیة یا یجوز لا بد من

قبول کرنا اور مقرر کو اسکی تفسیر (تفصیل) کا الزام دینا واجب ہو اور اول میں اشکال ہی
 اسلیئے کہ کبھی مدعی کو اپنے حق کا بعض وجوہ سے علم ہوتا ہو اور بعض آخر سے نہیں ہوتا پس ایسے
 دعوی کا سماعت نہ کرنا مدعی کی حق تلفی کو مستلزم ہوگا اور اگر کوئی شخص ایسی وصیت کا دعوی
 کرے جس میں مال موصی بہ (جسکے ساتھ وصیت کی گئی ہو) مجہول ہو جیسے شے جزئیہ قلیل - کثیر
 عظیم - بعض وغیرہ تو اسکا یہ دعوی مسموع ہوگا اسلیئے کہ مجہول کے ساتھ وصیت کرنا جائز ہی
 جیسا کہ کتابا بوضایا میں مذکور ہو چکا ہو اور مدعی پر اپنی دعوی کا بصیغہ جزم وارد کرنا ضرور ہی
 پس اگر کوئی شخص کہے اظن (میں گمان رکھتا ہوں) یا کہے (تو ہم (میں تو ہم کرتا ہوں)
 تو اسکا دعوی مسموع ہوگا اور بعض مباحثین (شیب الدین محمد بن نما اور ابو مصنف رحمہما اللہ)
 دعوی غیر جازمہ کے مسموع ہونے کو مقام تہمت (جبکہ مدعی علیہ متہم ہو) میں تجویز فرماتے تھے
 اور شکر (مدعی علیہ) کے حلف دینے کو لازم جانتے تھے اور یہ قول بعید ہو اسلیئے کہ مدعی علیہ کے
 متہم ہونے سے قول مذکور (ظن تو ہم وغیرہ) کا مصداق دعوی ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ
 دعوی سے قول جازم مراد ہوتا ہی اور تہمت مدعی علیہ کی صورت میں قول مذکور (ظن وغیرہ)
 پر قول جازم صادق نہیں آتا لہذا دعوی حقیقہ کے افراد سے دعوی غیر جازمہ کا خارج
 اور غیر مسموع ہونا معین ہوگا و سراسر مسئلہ شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی جبکہ کوئی شخص شتم
 (ظلم و فقر) کا دعوی کرے تو اس کے جنس اور وصف اور نقد کے ذکر کرنے کی حاجت ہوگی
 اور اگر کسی متلع مثلی جیسے گندم وغیرہ کا دعوی کرے تو صفات کے ساتھ اسکا ضبط کرنا
 ضرور ہوگا اور اس کے قیمت کے ذکر کرنے کی حاجت ہوگی اگرچہ قیمت کا ذکر کرنا احوط ہے
 اور اگر وہ متلع مثلی ہو جیسے مروارید وغیرہ تو اسکی قیمت کا ذکر کرنا ضرور ہوگا اور اس قول میں
 اشکال ہی جو دعوی اور اقرار کے مساوی ہونے سے پیدا ہوتا ہی پس جملہ کہ اقرار مجہول مسموع

اور اول الدعوی بصیغہ الجزم ولو قال اظن اور انہو لم یسمع وکان بعض من عاصیہ یسمعون التہمة و یختلفون عن وصیبتہ الدعوی فی التہمة قال الشیخ لا بد من الدعی من الاثبات افتقر الی ذکر جنسہ وصفہ و نقدہ و ان کان عرضا مثلیا ضبط بالصفات و لو افتقر الی ذکر قیمتہ

بیشک اشکال و فی الحال القیمة فی ذلک و فی ذلک الخ و ان لم یخوفا ذکر القیمة

جواز و کم
واقفیت الی معرفۃ الغیب
حاکمیت و تدبیر
اعتبار کشف
عن حاله فان
استبان وقوعه و تفسیره
انظره و فی تفسیره
الما غصا کله
لیستملوه او
لوا جوده و ایضا
شهره و انتظار
منی بوسیرو
فصل مجلس
بن

کے ساتھ شہادت دین تو جائز ہوگا اور اس کے اسم و نسب کے معلوم کرنے کی حاجت نہوگی
 اور فقط ذکر علیہ پر اکتفا کرنا صحیح ہوگا اور اگر مدعی علیہ اپنے اعصار و تنگ دستی کا دعویٰ
 کرے تو قاضی پر اس کے حال سے بحث و تفتیش کرنا لازم ہوگا پس اگر بعد تفتیش اس کا فقیر و
 ظاہر ہو تو قاضی کو اس کے لیے تا وقت یسار (خوشحالی) مہلت دینا واجب ہوگا اور آیا
 قاضی کو مدعی علیہ کے تا وقت یسار مہلت دینے اور اس کے سپرد و غماز (درخواست) کر دینے میں
 (تاکہ وہ اس سے بعض مال خدمت لین یا اجیر کرے) اختیار حاصل ہوگا یا نہیں یہ میں
 دو قسم کی روایتیں وارد ہوئی ہیں لیکن اشہر و ایتین یہ ہیں کہ قاضی کو مدعی علیہ کے تا
 وقت یسار مہلت دینا معین ہوگا اور اس کا سپرد و غماز کرنا صحیح ہوگا اور آیا قاضی کو احوال
 مدعی علیہ کے معلوم ہونے تک اس کا حبس کرنا جائز ہوگا یا نہیں یہ میں تفصیل ہو جو باب مفلس میں
 مذکور ہو چکی و وہ انکار کرنا پس جبکہ حق مدعی سے مدعی علیہ انکار کرے مثلاً کہ لا حق لہ علی
 (مدعی کے لیے مجھے کوئی حق نہیں ہے) اور مدعی کو انکار مدعی علیہ کی صورت کا موضع مطالبہ البینہ
 ہونا معلوم ہو تو حاکم کو مدعی سے وجود دینے کے انفسار کرے مثلاً کہے اللہ بینہ (اور ساکت ہو
 میں اختیار حاصل ہوگا اور اگر مدعی کو صورت مذکورہ (انکار مدعی علیہ) کا موضع مطالبہ البینہ
 ہونا معلوم ہو تو حاکم کو مدعی سے وجود دینے کا انفسار کرنا (جیسے اللہ بینہ وغیرہ کہنا) واجب
 ہوگا پس اگر مدعی کے لیے کوئی بینہ ہو تو مدعی سے حاکم بیان کر لیا کہ اس صورت میں کو مدعی
 کے قسم دینے کا استحقاق ہے اور حاکم کو مدعی علیہ کا قسم دینا اس وقت تک صحیح ہوگا جب تک کہ مدعی
 اس کی استدعاء (درخواست) نہ کرے اس لیے کہ وہ مدعی کا حق ہے لہذا اس کا استیفاء کرنا مطالبہ
 مدعی پر موقوف ہوگا اور اگر مدعی علیہ اپنے حلف کرنے میں یا حاکم اس کے حلف دینے میں شریع
 کرے تو حلف مذکور کا اعتبار نہ لیا جائیگا اور حاکم کو مدعی علیہ سے دوبارہ حلف لینا معین ہوگا

بالحق لا يبرأ
والتواضع هو
استيفاء
حقه بغير
البرهان
فقد سأل
عليه السلام
عن خلق
الذين ولا
الحاكم ان له

فان غانز جيس الزم الجوان فان اعتد دام السكون ولا مطا التبر كيجي وليس له ملازمة اخلاف العزم بين الصبر و خيرة الحاكم ان لهينة قابلية ذكي المدعي بالمال ولو القاض

اخذ کرنا جواب الغائب پر قابض ہے) کے بعد قدر حق کا حوالہ مدعی کرنا صحیح ہوگا اور اگر مدعی اپنے بیکہ کا غائب ہونا بیان کرے تو حاکم کو مدعی کا تا حضور یدینہ صبر کرنے اور مدعی علیہ کے قسم فیینہ میں مخیر کرنا صحیح ہوگا اور مدعی کو ملازمت مدعی علیہ (سطح) اور اسکے ہمراہ رہنا جو بدو و دعوی جائز ہوتا ہے صحیح نہ ہوگی اور سطح او کو مدعی علیہ کا حبس کرنا یا اس سے کفیل کا مطالبہ کرنا بھی صحیح نہ ہوگا۔
سکوت کرنا (جواب مدعی علیہ کا سکوت ہونا) پس اگر مدعی علیہ عداً سکوت کرے تو حاکم کو ہر جواب کا لازم کرنا معین ہوگا اس لیے کہ مقام دعوی میں محض سکوت جواب نہیں ہو سکتا پس اگر ازراہ عناد جواب نہ دے تو حاکم کو مدعی علیہ کا اوس وقت تک حبس کرنا جائز ہوگا جب تک کہ جواب نہ دے اور بعض علمائے فرمایا ہو کہ حاکم کو اوس کا جواب دینے پر مجبور کرنا صحیح ہوگا اور بعض علمائے فرمایا ہو کہ صورت مذکورہ میں حاکم اس سے کہیگا کہ جواب دے والا تیرا کھل (حلف کرنے اور علف کے مدعی پر رو کرنے سے انکار کرنے والا) کا حکم قسم کا مدعی پر رو کرنا جاری کیا جائیگا اور مدعی پر قسم رو کی جائیگی اور اگر مدعی علیہ نے اسکے بعد بھی سکوت کرنے پر اصرار کیا تو حاکم کو قسم کا مدعی پر رو کرنا صحیح ہوگا لیکن قول اول (مدعی علیہ) تا بیان جواب محبوس رکھنا) مروی ہے اور قول اخیر (مدعی علیہ پر حکم نکول کا جاری کرنا) اوس قسم کا مدعی پر رو کرنا) عدم قضا بالنکول (تنہا نکول پر فیصلہ کرنا) پر مبنی ہے والا مدعی پر و قسم کی حاجت نہوتی اور اگر مدعی علیہ مؤت (آفت رسیدہ) یا علیل ہو جیسے اوس کا بہرہ یا گونگا ہونا تو حاکم کو معرفت جواب میں ایسے اشارہ کے ساتھ توصل کرنا معین ہوگا جو مفید یقین ہو اور اگر اوس کا اشارہ ایسا متعلق ہو جس سے جواب کے حاصل کرنے میں کسی مترجم کی حاجت ہو تو حاکم کو ایک مترجم پر اکتفا کرنا صحیح نہ ہوگا بلکہ اوس کے اشارہ کی شہادت میں مترجمین عدلین کی حاجت ہوگی اور اس مقام پر وہ مسائل بیان کیے جاتے ہیں جو حکم علی الغائب سے متعلق ہیں اور وہ تین ہیں پہلے مسئلہ شخص
مجلس قضا میں حاضر نہواں بر حاکم کو مطلقاً حکم کرنا صحیح ہوگا خواہ اوس نے سفر کیا ہو یا بقضا

استغلت
الاجرام كيف
الاشياء انما
الى من
مسائل
تعلق على
الانما
تقضى على
من مجلس
القضا يطلعا
ما كان

ولا يستحق احد
في الدين

د. ۱۰۰

۴۹

عليه السلام

مكتبة

۱۰۰/۱۰۰

الحاجب

الحمد لله

۱۰۰

اسماء بنت ابی بکر

لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين

الشيخ محمد بن عبد الله

الخليفة

(continued)



قسم کے بیان میں پس کسی شخص کو اللہ جل شانہ اور اس کے اسماء مخصوصہ کے سوا کسی شے کا حلف دینا صحیح نہیں ہے اگرچہ وہ شخص کافر ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حلف مجوسی میں فقط لفظ حلالہ (اللہ) پر اقتصار کرنا صحیح ہوگا اس لیے کہ تو کہے گی اللہ کہتا ہے بلکہ لفظ شریف کے ساتھ کسی ایسے صفت کا منظم کرنا ضرور ہوگا جو اس احتمال کو زائل ہر طرف کرتے ہوئے غیر اسماء اللہ قسم کے ساتھ حلف دینا جائز نہیں ہے جیسے کتب منزلہ اور رسل مغضیہ اور امانک شریفہ اور اگر حاکم کی رائے میں کافر ذمی (یہودی و نصرائی) کو اوان اشیاء کا حلف دینا باعث خوف زیادہ ہو جن کو اس کا دین بقتضی ہے جیسے نویت اور انجیل تو جائز ہوگا اور حاکم کے لئے قسم پر وعظ کا مقدم کرنا اور عاقبت قسم سے خوف دلانا مستحب ہے اور حاکم کو مالف (قسم کھانیوالا) کے حق مدعی کی نفی پر قسم لینا کافی ہوگا مثلاً کہ قل مالہ قبل حق رکمہ تو کہ قسم بخدا میری طرف اس کا کوئی حق نہیں ہے اور کبھی قسم میں تغلیظ کی جاتی ہے لیکن وہ لازم نہیں ہے اگرچہ حاکم سے مدعی اس کا التماس بھی کرے بلکہ حکم میں اس کا ازراہ احتیاط استعمال کرنا مستحب ہے اور اس کی کئی صورتیں ہیں اول (کسی قول کے ساتھ تغلیظ کرنا جیسے حاکم کا حلف سے کہنا قل واللہ الذی لا الہ الا هو الرحمن الرحیم کہ تو کہ میں قسم کھاتا ہوں اس میں یہود و نصرائی اور مجوسی اور طالب الغالب اور طالب الفایض اور نافع اور مدبر اور مملک اور غلام قرآن کو کہ ان جانتا ہے کہ اس مدعی کے من العلانیۃ ما لہذا المدعی علی شیء مما ادعاه اور حاکم کے لئے الفاظ مذکورہ کے سوا مجھ جملہ اہل حق کے جن کا اس نے دعویٰ کیا ہے کوئی حق نہیں ہے ۱۲ اور غیرت کے ساتھ بھی قسم میں تغلیظ کرنا جائز ہے دوم کسی مکان کی ساتھ تغلیظ کرنا جیسے مسجد اور حرم محترم یا من جملہ اماکن مغضیہ کوئی اور مکان سووم کسی زبان کے ساتھ تغلیظ کرنا جیسے یوم جمعہ اور روز عید اور ماہ رمضان یا من جملہ اوقات مکرمہ کوئی اور وقت اور کافر پر اوان اماکن کے ساتھ تغلیظ کرنا جائز ہوگا جبکہ شرف کا اس کو اعتقاد ہو جیسے بیع رعابد یہودی اور کنائس (معابد نصاری) اور اسمی طرح کافر پر اوان اوقات کے ساتھ بھی تغلیظ کرنا صحیح ہوگا

الخليفة
السلطان
الملك

[illegible]

لا مان اني عفتك
في الان

على الحاف
ج. الحاف

ويعطى

منج و غیب

الجميع والجميع

وہابیوں کا

وَمَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا

والله اعلم

७५५५

نفاذ مایه
الحال

هذه
التعليق
لا

مجلس الاعمال

ما هذا المأكل
شعبي

100

مع الزمان على الملامح على البنود تعويذ على النكر توضح البين المدعى المكور فيبين الثاني الجرح بالاعذار أو الممنوع القول

ارجا میں نکلنے کی عادت نہ رکھتی ہو یا کسی عذر کی وجہ سے نکلے پر قادر نہ ہو تب بھی حاکم کو اس سے
 حلف لینے کے لیے کسی نائب کا مقرر کرنا صحیح ہوگا اور وہ یہیں منکر و مدعی کے بیان میں
 پس منکر پر یہیں متوجہ ہوتی ہو اس لیے کہ رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے البینۃ علی المدعی
 والیہین علی من انکر دعویٰ پر بیئہ کا قائم کرنا اور منکر پر حلف کرنا لازم ہوگا اور مدعی پر
 بھی کسی مقام میں یہیں متوجہ ہوتی ہو مقام اول منکر کا قسم کو مدعی پر رد کرنا مقام
 دوم مدعی کا اثبات حق کے لئے فقط ایک شاہد کو پیش کرنا کہ اس صورت میں شاہد دوم
 کے مقام پر یہیں مدعی کا قائم کرنا صحیح ہوگا مقام سوم دعویٰ خون میں لوث کا موجود
 اور حاکم کے لئے صدق مدعی کا بواسطہ امارات منقول ہونا جسکی توضیح عنقریب آئیگی
 انشاء اللہ اور جبکہ مدعی کے پاس بیئہ موجود ہو تو منکر کو مدعی پر یہیں کا متوجہ کرنا صحیح ہوگا
 اس لیے کہ بیئہ سے تمت رتفع ہو کیونکہ وجہ شریعت ہے اور اس کے ساتھ یہیں مدعی کو نظام
 کی حاجت نہیں ہو اور فقہان بیئہ کی صورت میں یہیں کا نفی دعویٰ کے لئے منکر پر متوجہ
 ہونا اول ہے ہوگا اس لیے کہ اس کا قول براءت اصلیکے موافق ہو اور اس کا اثبات دعویٰ
 کے لیے مدعی پر متوجہ ہونا صحیح ہوگا اس لیے کہ اس کا قول اصالت عدم کی مخالف ہے اور جبکہ
 یہیں متوجہ ہو تو منکر کو نفی دعویٰ پر بطریق جزم و یقین حلف کرنا معین ہوگا اور کسی
 دعویٰ میں نفی علم پر حلف کرنا کافی ہوگا البتہ اگر فصل غیر پر حلف کیا جائے تو فقط
 نفی علم پر حلف کرنا کافی ہوگا پس اگر کسی شخص پر متاع کے خرید کرنے یا دینا کے قرض لینے
 یا جنایت کے واقعہ پر مدعی کو حلف کیا جائے اور شخص مدعی علیہ انکار کرے تو اس کو بطریق جزم
 و یقین حلف کرنا لازم ہوگا اس لیے کہ وہ اس کا فعل ہو لیکن اگر کسی شخص کے بدرودہ دعویٰ
 لیا جائے تو شخص مذکور کے طرف اس وقت تک یہیں متوجہ ہوگی جب تک کہ اس کے علم کا

على المداي
 مع الرد مع
 الشاهد
 وقد تروى
 اللون
 الدار
 على المنكر
 المداي
 النور
 فقد عا
 مستند
 الاصلية
 اولى
 ومع
 بازم
 على القطع
 منظر
 على
 فعل
 فان
 نفي
 فلو
 عليه

او فوجیہ فائبرڈ حلفہ علی الخیر و لو ایمی علی المیہ ایسی بھی ایسی بھی

والدعی منکر
ادعا جانی فخر
الحکام الامراء
کفی و لو ادعی
علانیہ و سراً
ظننہ بیدلالت
والوجه انه ان
على السلف عليه
الامور و قد ورد
الجواب

کے موافق حلف کرنا لازم ہوگا اسلئے کہ اسنے جواب مذکور کو اس کے ساتھ حلف کرنے پر قادر ہونے کی حالت میں اختیار کیا ہو لکن حلف کا موافق جواب لازم نہ ہونے وجہ نہیں ہو سکتا کہ وہ ازراہ قطع رشرع جواب کو موافق حلف کرے مثلاً کہے واللہ انی لہ اسما علیہ السلام جو صحیح ہوگا اور اگر فقط نفی استحقاق پر اختصار کرے مثلاً کہے واللہ ما لہذا المدعی عندی حق تو کافی ہوگا اور اگر مدعی کے ابراء (ساقط کرنا) کر دینے یا اس کے حوالہ کر چکنے کا دعویٰ کرے اور مدعی انکار کرے تو اس صورت میں منکر کا مدعی ہونے کے طرف اور مدعی کا منکر ہونے کی طرف انقلاب ہو جائیگا پس مدعی کو بقا حق پر حلف کرنا کافی ہوگا اور اگر وہ اپنے ابراء کرنے یا اس کے قبضہ سے چکنے کی نفی پر حلف کرے تو دعویٰ خصم کے منع کرنے میں آگے رجوع تاکید پر مشتمل ہو) ہوگا لکن لازم نہیں ہو اور جس مقام میں کہ مدعی علیہ پر دعویٰ کا جواب دینا لازم ہوتا ہو وہاں جواب کے ساتھ اوپر بیان بھی متوجہ ہوتی ہو اسلئے کہ حضرت نے ارشاد فرمایا ہوا لیمین علی من انکر اور نہ سورت یکمل میں منکر پر حکم کیا جائیگا جیسے عشق نکاح بسبب طلاق وغیرہ اور یہ قول قضاء بالکول پر مبنی ہو اور قول آخر کی بنا پر یمن کا مدعی کی طرف متوجہ کرنا یقین ہوگا پس حلف مدعی کے ساتھ اس کے موافق اور کول مدعی کے ساتھ اس کی مخالف حکم کیا جائیگا اور اس مقام پر آٹھ مسئلے مذکور ہوتے ہیں پہلا مسئلہ وارث کی طرف کسی دعویٰ میں یا وصیت تک یمن متوجہ نہوگی جب تک کہ مورث کے مرجع یا حتی کی ثابت ہونے پر اس کے مطلع ہو گیا اور اس کے قبضہ میں کسی مال کے ترک کرنے کا دعویٰ ہو گیا جائے اور اگر پہلا امور ثلثہ (موت مورث و ثبوت حق و ترک مال) کسی امر کے معدوم ہونے پر مدعی بھی مساعد ہوگا تو وارث کی طرف یمن متوجہ نہوگی اور اگر وارث پر موت مورث یا ثبوت حق کے ساتھ عالم ہو نہکا دعویٰ کیا جائیگا تو وارث کو نفی علم پر حلف کرنا

والدعی منکر
ادعا جانی فخر
الحکام الامراء
کفی و لو ادعی
علانیہ و سراً
ظننہ بیدلالت
والوجه انه ان
على السلف عليه
الامور و قد ورد
الجواب

اس کا جواب ہے کہ اگر مدعی کا دعویٰ ثابت ہو جائے تو وارث کا حلف لازم نہیں آتا

نقطة لیمین
على الوارث
یع علیہ الیمن
بموت المورث
والعلم بالحق
و لو ادعی
علانیہ و سراً
ظننہ بیدلالت
والوجه انه ان
على السلف عليه
الامور و قد ورد
الجواب

أوتقير لتعذر
اليمين في طهر
لو ادعى الوص
ان الميما وص
للفقر وشها
تناهت في كدر
الوارث وفي
الموضع من
لا ان الجني
لحقيق عقوبة
الشامد
ما في واليه
عطبات

[illegible]

والموت والنجاة
والجنة والعقوبة
الحق والباطل
والعالم والآخر
والصالح والفساد
والخير والشر
والنور والظلمة
والحي والقيامة
والعبد والرب
والملك والملكوت
والعالم والآخر
والصالح والفساد
والخير والشر
والنور والظلمة
والحي والقيامة
والعبد والرب
والملك والملكوت

و علیٰ من اقامتہ
و کان البیاض
الحالف و قضا
معتق و قضا
و قضا و ان خلف
نصیب المدین
ہا صبر و ان و کان
اقتنوا حکم
فقہی و ان و ان
مع شاہد
حلف المدعون
من اقامتہ

اونکے نسل پر وقف کر دیا ہو پس ورثہ مدین نے اپنے شاہد کے ساتھ حلف کر لیا تو انکی
موافق حکم کیا جائیگا اور اگر حلف سے انکار کیا تو مکان مذکور پر احکام میراث جاری کئے
جائینگے اور نصیب مدین سے اونکے اقرار کی موافق احکام وقف متعلق ہونگے اور اگر
مدین میں سے بعض اشخاص حلف کریں تو نصیب حالف پر احکام وقف اور باقی پر
احکام طلاق (جو وقف نہ ہو) جاری ہونگے جس سے دیون و وصایا کا ادا کرنا معین
ہوگا اور ادائے دین و وصیت کے بعد جو مال فاضل ہوگا اُس سے احکام میراث
متعلق ہونگے اور مال فاضل میں سے جو حصہ کہ مدین کی طرف منتقل ہوگا اُس پر احکام
وقف جاری کئے جائینگے اور اگر شخص متنع (جس نے کہ حلف کرنے سے انکار کیا ہو)
منقرض ہو جائے تو انکی اولاد کو شاہد کے ساتھ حلف کرنے اور بعد حلف اپنے حق کے
انہ کے لئے کا استحقاق باقی رہیگا اور امتناع اول کی وجہ سے اُن کا حق باطل نہ ہوگا
قیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص مدعی ہو کہ میت نے مجھ پر اور میرے بعد میرے اولاد پر
فلان مکان کو وقف کیا ہو اور شاہد واحد کو قائم کرے اور بیچے شاہد دوم حلف کے
تو اُس کا دعویٰ ثابت ہو جائیگا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی اولاد پر یہی متانفہ
متوجہ نہوگی اسلئے کہ ثبوت اول کافی ہو اور تجدید ثبوت کی حاجت نہیں ہو اور یہی طرح
اگر کل بطون کا منقرض ہو جانا اور وقف کا فقرا و مساکین کی طرف منتقل ہونا فرض
کیا جائے تب بھی یہی حکم ہوگا لکن اگر کوئی شخص مدعی ہو کہ میت نے وقف میں میرے
اولاد کو میرا شریک کیا ہو تو بطن دوم کو یہی کی طرف احتیاج ہوگی اسلئے بطن دوم
موجود ہونے کے بعد اون لوگوں کا حکم جاری کیا جائیگا جو وقت دعویٰ موجود تھے
پس اگر تین بھائی مدعی ہوں کہ میت نے فلان مکان کو ہم پر اور ہماری اولاد پر مشترک

من اقامتہ
و کان البیاض
الحالف و قضا
معتق و قضا
و قضا و ان خلف
نصیب المدین
ہا صبر و ان و کان
اقتنوا حکم
فقہی و ان و ان
مع شاہد
حلف المدعون
من اقامتہ
و کان البیاض
الحالف و قضا
معتق و قضا
و قضا و ان خلف
نصیب المدین
ہا صبر و ان و کان
اقتنوا حکم
فقہی و ان و ان
مع شاہد
حلف المدعون
من اقامتہ

و علیٰ من اقامتہ
و کان البیاض
الحالف و قضا
معتق و قضا
و قضا و ان خلف
نصیب المدین
ہا صبر و ان و کان
اقتنوا حکم
فقہی و ان و ان
مع شاہد
حلف المدعون
من اقامتہ

فيكون ذلك
 الثاني وليس
 لولا الحكمتان
 فيزين راد صورا
 الانحاء ان قصير
 الشاهدان ما
 شهدا من العرف
 صاسم من لفظ
 الحاكم فيقول
 اشهدنا الحاكم
 فلان على نفسه
 انته حكمه و
 بين لك و
 امضاه

واول احكامه
 على الكتاب بعد
 قراءه واول احكامه
 الحاكمه فلان على
 نفسه انه حكمه على
 حاكمه فلا بد من
 الشئ المستحق
 بما يقع اليها عنه
 ولو استند على
 الثاني او وقف
 الحاكم حتى يوجه
 المدعى ولو بقيت
 حال الاول لم
 او عن اميرك
 العمل

سائے اُس کتاب کی قرأت کرے جو حاکم اول کے حکم پر مشتمل ہو بعد از ان وہ دونوں اُس کتاب پر جو الہ کرین اور بیان کرین کہ حاکم اول نے ہکو اپنے اس حکم کے صادر ہوا مضامین پر شاہد کیا ہو تو حاکم دوم کو انکی شہادت کا قبول کرنا جائز ہوگا اسلئے کہ یہ شہادت ایسے لم پر واقع ہوئی ہو جو بوجہ قرأت اُنکو مفصلاً معلوم ہو چکا ہو اور شہادت میں شہود و بیہ کا ایسے اوصاف کے ساتھ ضبط کرنا ضرور ہو جو اُس سے جہالت کو برطرف کر دین پس اگر حاکم دوم پر مشہود و بیہ شتبہ ہو تو اُسکو حکم کا اُسوقت تک موقوف کرنا صحیح ہوگا جب تک کہ مدعی اُسکو بطریق شرعی واضح نہ کرے اور اگر حکم کے بعد حاکم اول کا حال اُسکے مرجانے یا مغزول ہو جانے کی وجہ سے متغیر ہو جائے تو یہ تغیر اُسکے حکم پر عمل کرنے میں قاضی نہ ہوگا اور اگر اسکا حال بوجہ فسق متغیر ہو جائے تو اُسکے حکم پر عمل کرنا صحیح نہ ہوگا لکن جس حکم کا انفاذ اُسکے فسق سے قبل ہو چکا ہو وہ بحالہ باقی رکھا جائیگا اور حال مکتوب الیہ کے متغیر ہو جائیگا کتاب میں کوئی اثر نہ ہوگا بلکہ شہادت بینہ سے جس حاکم کے پاس اُسکا حکم اول سے صادر ہونا اور اسکا نیکو اپنے حکم پر شاہد کرنا معلوم ہو جائیگا وہی حاکم اُسپر عمل کریگا اسلئے کہ ہر ایک حاکم پر دیگر حکام کے احکام کا نفاذ کرنا لازم ہو اور اس مقام پر تین مسئلے قابل ذکر ہیں پہلا مسئلہ ایک مشہود علیہ اپنے محکوم علیہ ہونے کا اقرار کرے تو حق مدعی اُسپر لازم کیا جائیگا اور اگر انکار کرے اور شہادت شہود ایسے اوصاف کے ساتھ واقع ہوئی ہو جو غالباً محتمل شرکت ہوتے ہیں تو اُسکا قول اُسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا تا وقتیکہ مدعی اُسکے محکوم علیہ ہونے پر بینہ کو قائم نہ کرے اور اگر شہادت شہود ایسے اوصاف کے ساتھ واقع ہوئی ہو جو غالباً محتمل شرکت نہیں ہوتی بلکہ اول اوصاف میں بطور ندرت شرکت ہوئی ہو تو اُسکے انکار کی طرف التفات نہ کیا جائیگا اسلئے کہ وہ خلاف ظاہر ہو اور اگر مشہود علیہ ایسے شخص کی موجود

ولو ادعى خلاف الظاهر فان ادعاءه لا
معاقبة الا
معاقبة وان كان الوصف
المعدى الى القسم
قوله مع يمينه
غالباً فالقول
بجعله لا اتفاق
الشبهة بوصف
رذائله

و قسم الاموال
الواحد ان اختلاف
انما اقسامه كاللاد
الواسطه ان اختلاف
الاشياء والافاض
الدكاين انما اقسامه
بعضها في بعض فتم
اجمالها اطلاقا
مقدود في المقصود كل
واحد منها في حق
علا افراد في حق
لا يخرجها عن اقسامه
الاشياء في التام
و هي ثلث اقسام
اذا ادعى بحد

مشارك هو ان يجسسه كنظم وجوده وانول وغيره تب بجمي لبي كلام كيا جايگا اور قراح حمد
(ايك زمين) كا قسمت كرنا صحيح هو اگرچہ اسكے اقطاع كے درخت مختلف هون جطرح
كه مكان وسطح كا قسمت كرنا صحيح هو بشرطيكہ اسكي بناين مختلف هون اور وكا كين تجاوره
(مستعمل) مين سے بعض كا بعض آخر كے ساتھ بطور شريك اجبار تقسيم كرنا صحيح نهين هو اسلئے كه
وه اطلاق متعدد هين و هر يك شريك كو انمين على افراده سكونت كرنا مقصود هوتا هو لہذا ان
پر افرحه مقصود كا حكم (اجبار تنفع كا صحيح نهونا) جاري كيا جايگا چھارم لواحق قسمت كے
بيان مين اور وہ تين مسئلے هين پہلا مسئلہ اگر احد الشريكين نے قسمت كے بعد اسمين غلطى واقع
هونے كا قاسم پر دعوى كيا تو اسكا دعوى مسموع نهوگا پس اگر ميتہ قائم كرے تو مسموع
هوكا اور بطلان قسمت كا حكم كيا جايگا اسلئے كه قسمت كا فائدہ تمير حق هو حاصل نهين هوا
اور اگر اسكي ما بين ميتہ موجود نهو اور شريك دوم پر يمين كے متوجہ كرنے كا التماس كرسے تو
جائز هوكا بشرطيكہ اپنے شريك پر اسكے عالم به غلط هونے كا دعوى كرسے دوسرا مسئلہ كمال
مشارك كو دونون شريك اسمين تقسيم كر يمين بعد از ان بعض مال كا ملك غير هونا ثابت هو
پس اگر مال مذكور معين اور احد الشريكين كے ساتھ مخصوص هو تو قسمت باطل هو جائگي
اسلئے كه فقط دوسرے حصتين بدون تعديل شركت باقى رہجائى هو اور اگر مال مذكور دونون
بالتسوية مشترك هو تو قسمت باطل نهوگي اسلئے كه فائدہ شريك باقى هو جس سے هر يك
حق جدد اور ممتاز هونا مراد هو اور اگر مال مذكور مين وه دونون بالتسوية مشترك نهون تو قسمت
باطل هوگي اسلئے كه شركت متحقق هو اور اگر مال مذكور ان دونون بين بطور اشاعت
(غير معين هونا) مشترك هو تو شيخ عليه الرحمة كے دو قول مين اول يه كه اس مال بين قسمت
باطل نهوگي جو ملك غير سے زائد هو اور دوم يه كه قسمت باطل هوگے اسلئے كه وه بدون

القسمه انما اقسامه
لعم دعواه
فان اذا ادعى بحد
و بحد بطلان
القسمه انما اقسامه
ثلاث اقسام
اولى انما اقسامه
بحد بطلان
القسمه انما اقسامه
ثلاث اقسام
اولى انما اقسامه
بحد بطلان
القسمه انما اقسامه
ثلاث اقسام
اولى انما اقسامه
بحد بطلان

انما اقسامه
بحد بطلان
القسمه انما اقسامه
ثلاث اقسام
اولى انما اقسامه
بحد بطلان
القسمه انما اقسامه
ثلاث اقسام
اولى انما اقسامه
بحد بطلان

في الامور بالوجه
يخون الحق
لغرض البينة
لغير حاجته
منه الى الشك
وكلنا الى الحق
ولا نرى هذا
بالعين المودعة
تجيب الكل ولا
حقا ولا ردا
التصلا لا يبر
تدوا منهم عن
في العلم

نفی علم کیلئے عین متوجہ ہوگی یا نہیں اس میں تردد ہی لکن اُس کا متوجہ نہونا شبہ ہی اس لئے کہ وہ حق لازم نہیں ہوا اور نکول اور عین مردودہ کے ساتھ ثابت نہوگا علامہ برین یکن کے مشہور لبر متوجہ ہونے میں اتنا رت فساد اور احتمال احکام مقصور ہوا اور طرح اگر نکر نے شہادت کے ساتھ عین مدعی کے منضم ہونے کا التماس کیا تو اُس کی اجابت لازم نہوگی اس لئے کہ حق مدعی کے ثابت کرنے میں قول بقیہ کافی ہوا اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر اقرار حق کا دعویٰ کرے اور مدعی علیہ سکوت کرے تو آیا احکام کو مدعی علیہ پر دعویٰ مذکورہ کے جواب کا لازم کرنا صحیح ہوگا یا نہیں اس میں تردد ہی اس لئے کہ اقرار سے نفس الامر میں مقرر کیلئے کوئی حق مقرر کے ذمہ پر ثابت نہیں ہوتا بلکہ اقرار کی وجہ سے ظاہر میں حق مقرر کے ثابت ہونے کا حکم کیا جاتا ہے لہذا مقرر پر جواب کے لازم کرنا کوئی فائدہ نہوگا اور صحت دعویٰ میں اسباب کے مفصل بیان کرنے کی حاجت نہیں ہو خواہ نکاح سے متعلق ہو یا غیر نکاح سے بان بسا اوقات صحت دعویٰ کو اسباب کے مفصل بیان کرنیکی دعویٰ قتل میں احتیاج ہوتی ہے اس لئے کہ اُس کی غلطی کا تذکرہ نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی عورت کسی مرد پر نکاح کا دعویٰ کرے تو اُس کو اپنے قول سے دلالت ہے یہ شخص میرا شوہر ہے پر اقتصار کرنا صحیح ہوگا اور قول مذکور کو ساتھ منجملہ حقوق زوجیت کسی حق کے دعویٰ کی حاجت نہوگی اس لئے کہ نکاح کا دعویٰ کرنا لوازم زوجیت کے دعویٰ کے مستضمن ہے اور اگر شوہر نکاح کا انکار کرے تو اُس کو خلف کرنا لازم ہوگا اور اگر نکول کریگا تو قضا بالانکول کی بنا پر ثبوت نکاح کا حکم کیا جائیگا اور دوسرے قول کی بنا پر عین کا زوجہ پرورد کرنا لازم ہوگا پس جبکہ وہ حلف کریگی تو زوجیت ثابت ہو جائیگی اور اگر کوئی مرد کسی عورت پر نکاح کا دعویٰ کرے تب بھی یہی کلام جاری ہوگا اور اگر

منشأه ان كان
لا يثبت صفات
فصل الحرف في
ثبت في
ظاهره او لا يثبت
في الدلالة
الكنهية
ولا يثبت في
افضل من
في قوله
القول
لا يثبت
ولا يثبت
على قوله
هنا في
كيفية
الكتاب
ذلك ان
في
الرواية
ذلك

وَعَوَى لَوَاوَدَ
الزَّوْجِيَّةَ وَلَوْ
أَفْكَرَ التَّكَاثُفَ
الْيَمِينَ وَلَوْ
تَكَلَّمَ قَضَى عَلَيْهِ
عَلَى الْقَوْلِ
بِالنُّكُولِ وَعَلَى
الْقَوْلِ الْأَخْصَرِ
فَإِذَا أَحْلَقْتَ ثَبْتَ
الزَّوْجِيَّةَ وَكَانَ
السَّيَاقُ لَوَاوَدَ
هُوَ الْمَدْعَى وَ

ان دعویٰ میں سے ایک دعویٰ ہے کہ فلاں عورت میری کنیز کی لڑکی ہو مثلاً کہ ہذا عورت
 تو اسکا دعویٰ قابل سماعت نہوگا اسلئے کہ کنیز مذکورہ سے اُس لڑکی کی ولادت کا ملک غیر میں
 متحقق ہونا اور بعد ازاں کنیز مذکورہ کا ملک مدعی کی طرف منتقل ہونا بھی محتمل ہی پس اس صورت
 میں دعویٰ مذکورہ سے مدعی علیہ کا کوئی حق لازم ثابت نہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کہی
 ہذا ولد تھا اتنی فہم کی (یہ لڑکی میری کنیز سے اُس وقت پیدا ہوئی ہو جبکہ وہ کنیز میری
 ملک میں داخل تھی) تب بھی اُسکا دعویٰ قابل سماعت نہوگا اسلئے کہ اُس لڑکی کا اقراء
 یا ملک غیر ہونا بھی محتمل ہو اور اسی طرح اگر بیٹہ بھی بطور مذکور شہادت دے تو اسکا قول بھی
 مسموع نہوگا ہاں اگر مدعی اُس لڑکی کے مملوک ہونے کا دعویٰ کرے یا بیٹہ اُسکے مملوک
 مدعی ہونے کی شہادت دے تو مسموع ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کہے ہذا خمر خانی
 چیرے درخت کا ٹہری اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کیلئے اُس شمر کا اقرار کرے جو اسکے
 قبضہ میں موجود ہو مثلاً کہ ہذا خمر خانی (یہ تیرے درخت کا ٹہری) یا اُس مملوک
 کی لڑکی کا اقرار کرے جو اسکے قبضہ میں موجود ہو مثلاً کہ ہذا عورت مملکت التی لڈ تھا
 ملک (یہ تیری اُس مملوک کی لڑکی ہو جو اُس سے تیرے مملوک ہونے کی حالت میں پیدا ہوئی
 ہو) تو شخص مقرر حکم اقرار جاری کیا جائیگا اگر اپنے کلام کے ایسی تفسیر کرے جو منافی ملک
 ہو لکن اگر کوئی شخص کہے ہذا الغزال من قطن فلان حال کو نہ مالک لہ یا کہ ہذا
 الدقیق من حنظلہ تہیہ کلام داخل اقرار ہوگا اور اُسکی ایسے تفسیر مقبول نہوگی جو منافی
 ملک ہو اسلئے کہ قطن (روی) و حنظلہ (گندم) کے مملوک مقرر ہونے کو غزل و دقیق کا
 مملوک ہونا بھی لازم ہو کیونکہ بیان پر احاد ہا عین آخبر ہر فصل و ورم توصل الی الحق
 کے بیان میں پس اگر کسی شخص کا عین مال کسی دوسرے شخص کے قبضہ میں موجود ہو تو

ان دعویٰ میں سے ایک دعویٰ ہے کہ فلاں عورت میری کنیز کی لڑکی ہو مثلاً کہ ہذا عورت
 تو اسکا دعویٰ قابل سماعت نہوگا اسلئے کہ کنیز مذکورہ سے اُس لڑکی کی ولادت کا ملک غیر میں
 متحقق ہونا اور بعد ازاں کنیز مذکورہ کا ملک مدعی کی طرف منتقل ہونا بھی محتمل ہی پس اس صورت
 میں دعویٰ مذکورہ سے مدعی علیہ کا کوئی حق لازم ثابت نہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کہی
 ہذا ولد تھا اتنی فہم کی (یہ لڑکی میری کنیز سے اُس وقت پیدا ہوئی ہو جبکہ وہ کنیز میری
 ملک میں داخل تھی) تب بھی اُسکا دعویٰ قابل سماعت نہوگا اسلئے کہ اُس لڑکی کا اقراء
 یا ملک غیر ہونا بھی محتمل ہو اور اسی طرح اگر بیٹہ بھی بطور مذکور شہادت دے تو اسکا قول بھی
 مسموع نہوگا ہاں اگر مدعی اُس لڑکی کے مملوک ہونے کا دعویٰ کرے یا بیٹہ اُسکے مملوک
 مدعی ہونے کی شہادت دے تو مسموع ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کہے ہذا خمر خانی
 چیرے درخت کا ٹہری اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کیلئے اُس شمر کا اقرار کرے جو اسکے
 قبضہ میں موجود ہو مثلاً کہ ہذا خمر خانی (یہ تیرے درخت کا ٹہری) یا اُس مملوک
 کی لڑکی کا اقرار کرے جو اسکے قبضہ میں موجود ہو مثلاً کہ ہذا عورت مملکت التی لڈ تھا
 ملک (یہ تیری اُس مملوک کی لڑکی ہو جو اُس سے تیرے مملوک ہونے کی حالت میں پیدا ہوئی
 ہو) تو شخص مقرر حکم اقرار جاری کیا جائیگا اگر اپنے کلام کے ایسی تفسیر کرے جو منافی ملک
 ہو لکن اگر کوئی شخص کہے ہذا الغزال من قطن فلان حال کو نہ مالک لہ یا کہ ہذا
 الدقیق من حنظلہ تہیہ کلام داخل اقرار ہوگا اور اُسکی ایسے تفسیر مقبول نہوگی جو منافی
 ملک ہو اسلئے کہ قطن (روی) و حنظلہ (گندم) کے مملوک مقرر ہونے کو غزل و دقیق کا
 مملوک ہونا بھی لازم ہو کیونکہ بیان پر احاد ہا عین آخبر ہر فصل و ورم توصل الی الحق
 کے بیان میں پس اگر کسی شخص کا عین مال کسی دوسرے شخص کے قبضہ میں موجود ہو تو

ان دعویٰ میں سے ایک دعویٰ ہے کہ فلاں عورت میری کنیز کی لڑکی ہو مثلاً کہ ہذا عورت

اقرت بیدہ
 لاجلہ لودھیا
 طالبہ بھنڈی
 قادیان
 وقفی مالہ وان
 احدیہ الحنفیہ
 من فی بیہ
 خارجہ فان صدق
 ولو کان بدھما
 انفسہا لخصم
 من البیان ان
 حالہا

ملک کا حکم کیا جائیگا جو اسپر قابض ہو اور اسکو دوسرے شخص کے دعویٰ کی نفی پر حلف دیا جائیگا
 بشرطیکہ اسنے قابض کے حلف دینے کا التماس کیا ہو اور اگر مال مذکور سے اُن دونوں کا قبضہ
 خارج ہو اور اسپر کوئی تیسرا شخص قابض ہو اور قابض مذکور اُن دونوں میں سے ایک شخص کی
 تصدیق کرے تو وہ مال اُسی شخص کے حوالہ کیا جائیگا جسکے کہ قابض نے تصدیق کی ہو اور اسکو
 دوسرے دعویٰ کی نفی پر حلف دیا جائیگا اور اگر قابض مذکور اُن دونوں کی تصدیق
 کرے تو مال مذکور اُن دونوں پر بالتسویۃ تقسیم کیا جائیگا اور ہر ایک شخص کو دوسرے شخص
 کیلئے حلف کرنا لازم ہوگا اور اگر قابض مذکور اُن دونوں کی تکذیب کرے تو وہ مال اُسی
 کے قبضہ میں باقی رکھا جائیگا دوسرا مسئلہ دو شہادتوں میں تعارض اسوقت متحقق ہوگا
 جبکہ ایک شہادت دوسری شہادت کی ضد ہو مثلاً ایک بیٹہ کسی حق محین پر ملک دید
 ہو نیکی شہادت دے بعد ازان دوسرا بیٹہ اُسی حق پر ملک عمر و ہونیکی شہادت دے
 یا ایک تنبیہ شہادت دے کہ فلان کپڑے کو اُسکے مالک نے صبح کے وقت عمر و کے ہاتھ
 فروخت کیا ہو اور دوسرا بیٹہ شہادت دے کہ اُسی کپڑے کو اُسکے مالک نے اُنھی وقت میں خالد کو ہاتھ فروخت کیا
 اور جہاں تک کہ دو شہادتوں میں جمع و توفیق ممکن ہو وہاں تک اُن دونوں میں جمع کرنا لازم ہوگا اگر اُن دونوں میں تعارض
 متحقق ہو تو تین حالتیں ہیں اول یہ کہ عین مال پر دونوں شخص قابض ہوں پس صورت میں مال مذکور کا اُن دونوں
 پر بالتسویۃ تقسیم کر دینا معین ہوگا اسلئے کہ اُن دونوں میں ہر ایک شخص کے قبضہ کا نصف
 مال پر متحقق ہونا مفروض ہو اور دوسرے شخص نے تنبیہ کو قائم کیا ہو لہذا اگر اُس مال کے
 ملکیت کا حکم کیا جائیگا جیسپر کہ اُسکا خصم قابض ہو دوم یہ کہ عین مال پر اُن دونوں میں سے
 ایک شخص قابض ہو اس صورت میں مال مذکور کا شخص خارج (غیر قابض) کو حاکمنا معین
 ہوگا اور داخل (قابض) کے حوالہ کرنا صحیح نہ ہوگا بشرطیکہ وہ تین بیٹوں نے اُن دونوں

فی الشہادۃ
 علق التماس
 ان یستعمل
 عین زید یستعمل
 احوالہ ذلک
 بقیمہ لعمرو
 یستعمل انہما
 قریباً من
 عندہ و یستعمل
 اخوانہ بیدہ
 حاکم فی ملک
 الفلانی و ہما
 الوقت و ہما
 امکن التوفیق
 بین الشہادین
 و فغان
 تحقق التعارض
 فاما ان یکون
 المثل بدھما
 او یلحدھا
 او یثالث
 ففی الاول

بجا بیٹھما
 نصیبان لان واحد
 و قد اتوا نصف
 یقضی لہما
 و فی الثالث
 یقضی بجا
 الخارج دون
 التمسک

وان لا یخلف
 دینا بالکلی
 وفالکلی
 بقضی بالکلی
 وان شهدنا
 الملک الملقی
 قسم من ان
 ملکنا بالکلی
 ملکنا بالکلی
 احدی بالکلی
 قضاها دون
 قضاها دون
 الاخری بالکلی
 انیس بالکلی

اسی کیلئے حکم کیا جائیگا اور اگر حلف کرنے سے انکار کرے گا تو دوسرے شخص کو حلف دیا جائیگا
 اور مال مذکور کا اسی کیلئے حکم کیا جائیگا اور کوئی شخص نکول (قسم سے انکار) کرے تو
 مال مذکور میں وہ دونوں بالسویہ شریک کے جائیگے اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب بسوط
 میں ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی بیعتوں نے ملک مطلق کی شہادت دی ہوگی تو قرعہ کی بنا پر حکم کرنا
 معین ہوگا اور اگر دونوں بیعتوں نے ملک مقید کی شہادت دی ہوگی تو مال مذکور کا مابین
 متخاصمین تقسیم کرنا لازم ہوگا اور اگر دونوں بیعتوں میں سے ایک بیعت نے ملک مقید کی شہادت
 دی ہوگی تو اسی بیعت کے موافق حکم کیا جائیگا اور دوسرے بیعت کے موافق حکم کرنا صحیح نہ ہوگا
 اور قول اول اُن روایات سے زیادہ مناسب رہتا ہے جو اسبار میں منقول ہوئی ہیں
 اور شاہدین اور شاہد و اقرین (دو عورتیں) میں بھی تعارض متحقق ہوتا ہے اور شاہدین اور
 شاہد و اقرین میں تعارض متحقق نہیں کیونکہ روایات مذکورہ میں بیعت کا اعتبار ہے جو مستغنی ہے اور شیخ علیہ الرحمہ
 نے قول ثانی میں فرمایا ہے کہ دونوں متخاصمین تو ہیں اُن دونوں قرعہ لا جائیگا اور شاہد و اقرین میں
 بھی تعارض متحقق نہیں ہوتا بلکہ شاہدین اور شاہد و اقرین کے موافق حکم کرنا معین ہوگا
 اور شاہد و اقرین کے موافق حکم کرنا صحیح نہ ہوگا اور بیعت جس مقام پر کہ قسمت کرنا حکم دیا ہے
 اُس سے وہ مقام مراد ہے جہاں پر قسمت کا فرض کرنا ممکن اور شرکت کا فرض کرنا صحیح ہو
 متنازع فیہ کا مال ہونا اور اُس مقام پر قسمت کرنا حکم نہیں دیا ہے جہاں پر قسمت کا فرض
 کرنا متعین اور شرکت کا فرض کرنا باطل ہے جیسے دو شخصوں کا کسی عورت کی زوجیت میں
 نزاع کرنا پس اور ہر ایک کا بیعت کو قائم کرنا پس یہی صورت میں قرعہ والا لازم ہوگا اور جبکہ
 ایک بیعت کے ملک قدیم ہو چکی اور دوسرا بیعت اُسی مال کے ملک جدید ہو چکی شہادت دے
 تو ملک قدیم کی شہادت کو ملک جدید کی شہادت پر ترجیح دی جائیگی مثلاً ایک بیعت کسی

بین الشاہدین
 مال الشاہدین
 المابین بالکلی
 بین الشاہدین
 و شاہدین
 و دعا قال لا یخلف
 ناسد بالکلی
 دفع عنہ
 ملکین شاہد
 و اقرین
 و شاہدین
 بل یقضی
 بالشاہدین
 و اقرین دون
 الشاہد و
 اقرین و کل
 موضع تغلب
 فیہ بالقسمۃ
 فانما ہو فی
 موضع یکین
 و قضاها دون
 دون ما یتقسم
 کا اذا اتعا

وان لا یخلف
 دینا بالکلی
 وفالکلی
 بقضی بالکلی
 وان شهدنا
 الملک الملقی
 قسم من ان
 ملکنا بالکلی
 ملکنا بالکلی
 احدی بالکلی
 قضاها دون
 قضاها دون
 الاخری بالکلی
 انیس بالکلی

[illegible]

مال کی فی الحال ملک زید میں داخل ہوئی اور دوسرا بیٹہ اُسی مال کے قدیم سے ملک زید میں داخل رہنے کی شہادت دی تو ملک قدیم کی شہادت کا ملک حال کے شہادت پر مقدم کرنا معین ہوگا اور اسی طرح اگر ایک بیٹہ کسی مال کے ایک سال سے ملک زید ہوئی اور اور دوسرا بیٹہ اُسی مال کے دو سال سے ملک زید ہوئی شہادت دے تو دو سال کی شہادت کا ایک سال کی شہادت پر مقدم کرنا لازم ہوگا اور اسی طرح شہادت ملک کا شہادت قبضہ پر مقدم کرنا لازم ہو اس لئے کہ شہادت قبضہ میں عدم ملک کا جمل بھی تحقق ہوتا ہو اور اسی طرح سبب ملک کی شہادت کا تصرف کے شہادت پر مقدم کرنا بھی واجب ہو اس لئے کہ تصرف عام ہر عیسے مسئلہ حیکہ کوئی شخص کسی عین مال کا دعوے کرے اور اگر مدعی علیہ بیان کرے کہ یہ مال فلان شخص کے ملک ہی تو اُس سے غاصت برطرف ہو جائیگی خواہ مفرلہ (جس کے لئے اقرار کیا گیا ہو) حاضر ہو یا غائب پس اگر مدعی کہے کہ اس (مدعی علیہ) کو حلف دیا جائے کہ اُس کو مال مذکور کا میرے ملک میں داخل ہونا معلوم نہیں ہے تو اُس (مدعی علیہ) پر عین متوجہ ہوگی اس لئے کہ اس عین کا فائدہ یہ ہی کہ اُس سے عین مال کی قیمت کا تاوان متعلق ہو اور اُس کا فائدہ یہ نہیں ہے کہ صورت نکول یا رد میں عین مال اُس کے حوالہ کیا جائے اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اُس پر حلف کرنا اور صورت نکول میں قیمت مال کا ادا کرنا لازم نہ ہوگا لکن قیمت مال کے تاوان کا اُس سے متعلق ہونا اقرب ہو اس لئے کہ وہ مال مذکور اور اُس کے مالک میں غیر مالک کیلئے اور کرنے کی وجہ سے حائل ہوا ہو اور اگر مفرلہ اُس کا انکار کرے تو اُس کی حفاظت کا حاکم شرع سے متعلق ہوگا اس لئے کہ عین مذکورہ پر ملک مفر سے خارج ہونے کا حکم ہو چکا اور ملک مفرلہ میں اُس کے داخل ہونے کا حکم نہیں ہوا ہو اور اگر مدعی اپنے دعویٰ پر بیعت قائم کرے

بغيره المدعى ولو أقام المقر له في مكان لم يدخل المقر
 عن مالك خذت الحامدنا حفظه المقر له ولو أنكر

بہارِ شریعت جلد اول فی الفروع کتاب النکاح باب النکاح فی النکاح

ہو اور اگر ان دونوں میں سے ہر ایک شخص مینہ قائم کرے تو تعارض متحقق ہوگا بشرطیکہ وہ ایک تاریخ پر اتفاق ہو اور اگر دونوں کی تاریخ میں تفادیت ہو تو اس مینہ کے موافق حکم کیا جائیگا جسکی تاریخ مقدم ہو لکن اگر مینہ حجرہ کی تاریخ مقدم ہوگی تو اجارہ حجرہ کی اجرت معینہ کا حکم کیا جائیگا اور بقیہ مکان کیلئے اس اجرت کا حکم کیا جائیگا جو اجرت حجرہ کی نسبت ملاحظہ کرنے سے مشخص ہوگی پس اگر مقدار اجرت کے دس دینار ہونے پر دونوں کا اتفاق ہو اور بقیہ مکان کی اجرت کو اجرت حجرہ سے نصف کی نسبت حاصل ہو تو مینہ حجرہ کے مقدم ہونے کی صورت میں مستاجر پر پندرہ دینار کا حوالہ موجب کرنا لازم ہوگا اسلئے کہ مینہ موجب سے دس دینار کا فقط اجرت حجرہ ہونا ثابت ہو لہذا بقیہ مکان کی اجرت اسکا نصف (پانچ دینار) قرار پائیگا اور مستاجر کو مجموعہ اجرتین (پندرہ دینار) کا حوالہ موجب کرنا معین ہوگا اور اگر دو شخصوں میں کسی ہر ایک شخص کسی شخص معین سے کسی مکان معین کے خرید کرنے اور اسکی قیمت کے حوالہ بائع کر دینے کا مدعی ہو اور بائع مکان اُسپر قاضی ہو اور ہر ایک شخص اپنے دعویٰ پر بیئہ قائم کرے تو ان دونوں میں بواستطاعت قرعہ حکم کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ عدالت وعدہ تاریخ میں دونوں بیئہ مساوی ہوں اور مکان مذکور کا اس شخص کیلئے اسکی قسم کے بعد حکم کیا جائیگا جبکہ تمام خارج ہو اور اگر بائع مکان ان دونوں میں سے ایک شخص کی تصدیق اور دوسرے شخص کی تکذیب کرے تو اسکا قول مقبول نہ ہوگا اسلئے کہ اسکا قول مخالف بیئہ ہر اور بائع کو قیمت مکان کا دوسرے شخص پر پس کرنا لازم ہوگا اسلئے کہ بائع کا دونوں میں سے قبضہ کر لینا ممکن ہی پس دونوں بیئہ اُس میں مجتمع ہونگے اور اگر وہ دونوں نکول کریں تو مکان مذکور ان دونوں میں تقسیم کر دیا جائیگا اور ان دونوں میں سے ہر ایک کو بائع سے نصف قیمت کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور ان دونوں کو نسخہ کا بھی اختیار ہوگا یا نہیں پس اقرب یہ ہو کہ اختیار ہوگا اسلئے کہ بیع قبضہ کر لینے قبل اُس میں بعض ہو گئی ہو کیونکہ ہر ایک مجموعہ مکان کو خریدنا

بہارِ شریعت جلد اول فی الفروع کتاب النکاح باب النکاح فی النکاح

بہارِ شریعت جلد اول فی الفروع کتاب النکاح باب النکاح فی النکاح

و لو فتح مكان
احد هاتين
الاجزاء
لغنى الجميع
وقد انقضى ذلك
الزود والوقت
اشترى من كل
منهما هذا
الصبي واقام
كل منهما بيته
فان عترف
عما

اور نصف مکان کا خرید کر نامطلوب بنتھا اور اگر ان دونوں میں سے ایک شخص اُسکو
فتح کرے تو دوسرے شخص کو مجموع مکان کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اسلئے کہ اُسکا کوئی مزاجم
نہیں ہے اور آیا اُسکو مجموع مکان کا اخذ کرنا لازم ہوگا یا نہیں اس میں تردید ہو لکن اُسکا
لازم ہونا اقرب ہے اور اگر دو شخص مدعی ہوں کہ کسی تیسرے شخص نے اذن سے فنان
مال معین کو خرید کیا ہے اور اُن دونوں میں سے ہر ایک شخص اپنے دعوے پر
بیٹہ قائم کرے پس اگر صاحبِ دُعاں دونوں میں سے ایک شخص کے لئے اقرار
کرے تو اُسپر قسمت کا حکم کیا جائیگا اور اسی طرح اگر اُن دونوں کے لئے اقرار کرے تو
اُسپر دونوں قسموں کا حکم کیا جائیگا اور اگر صاحبِ دُعاں ہر ایک کے لئے اقرار کرے اور دونوں بیٹوں کی
تاریخ مختلف ہو یا ہر ایک بیٹہ نے مطلقاً شہادت دی ہو اور کوئی تاریخ معین نہ ہو
تو اُسپر دونوں قسموں کا حکم کیا جائیگا اسلئے کہ باختلاف تاریخ اُسکا دونوں سے
خرید کرنا بھی محتمل ہے اور اگر دونوں بیٹوں کی تاریخ ایک ہو تو تعارض متحقق ہوگا
اسلئے کہ وقت واحد میں ملک واحد کا دو شخصوں کے لئے حاصل ہونا صحیح نہیں
ہے اور زمان واحد میں دو عقدوں کا واقع کرنا ممکن نہیں ہے اور اُن
دونوں میں قرعہ ڈالا جائے گا پس جس شخص کا نام خارج ہوگا بعد
اُسکے لئے حکم کیا جائے گا اور اگر حلف کرنے سے وہ دونوں انکار کریں
تو قیمت کا اُن دونوں میں تقسیم کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص زید
سے کسی مبیع کے خرید کرنے اور قیمت پر قبضہ دلا دینے کا مدعی ہو اور
دوسرا شخص عمرو سے اُسی مبیع کے خرید کرنے اور
قسمت پر قبضہ دلا دینے کا مدعی ہو اور دونوں شخص ایسے دو بیٹے

لا تخاف مني يا علي
 فاني انا الذي
 ان احسن ما
 له ما نظم
 عليا في تمناني
 جويما ولو
 اكلو وكان
 ان اكلو في
 او لم ينظروا
 يا علي في
 ولو كان للتناهي
 واحد فعني
 التعاظم
 لو كان للملك
 الواحد في الود
 الواحد كفتين
 ولا يمكن ابقاء
 عديدين في
 الزمان الواحد
 فترى عندهما

الرضا قبض القطن عسحر دود شرابه من ادوى الخضر الثمن ينهما زيدا وبقض الجسيم من كواكب السماء قنم القطن وبقض من البين اقتضا من البين وقضى له دود

ان الذی یفعل فی ذلک قطعاً
 منہا علی اقل قطعاً
 ان الذی یفعل فی ذلک قطعاً
 منہا علی اقل قطعاً
 ان الذی یفعل فی ذلک قطعاً
 منہا علی اقل قطعاً

چوپایہ کے ملک معنی میں موجود ہونے کی شہادت ہو بعد ازان اس چوپایہ کے سن نہ
 مدت معینہ سے کم یا زیادہ ہونے پر قطعاً دلالت کی ہو تو بینہ کا اعتبار ساقط ہو جائیگا
 اسلئے کہ صورت مذکورہ میں اسکا کذب متحقق ہو دو مسئلہ جبکہ کوئی شخص اس چوپایہ
 دعوی کرے جو قبضہ زید میں موجود ہو اور اس کے عروسے خرید کرنے پر بینہ قائم کہے پس اگر
 بینہ نے چوپایہ مذکورہ کی ملک بائع ہونے اور مشتری کے ہاتھ فروخت کر دینے یا ملک
 مشتری ہونے اور بائع سے خرید لینے یا سپرد مشتری کی بیچنے کی شہادت دی ہو تو
 مدعی کے موافق حکم کرنا لازم ہوگا اور اگر بینہ نے مشتری کے فقط خرید لینے کی شہادت
 دی ہو تو بعض علمائے فرمایا ہو کہ اس کے موافق حکم کرنا صحیح نہ ہوگا اسلئے کہ خرید و فروخت
 کبھی ممکن نہیں بھی واقع ہو جاتی ہے پس قبضہ معلومہ کا منتفون کی وجہ سے رفع کرنا جائز
 نہ ہوگا اور یہ قول قوی ہو اور بعض علمائے فرمایا کہ اس کے موافق حکم کرنا لازم ہوگا اسلئے
 کہ خرید کرنا تصرف سابق کے تحقق ہونیکو مقتضی ہے جو ملکیت پر دلالت کرتا ہو
 تیسرے مسئلہ جبکہ مضمر مجهول النصب کسی شخص کے قبضہ میں موجود ہو اور شخص قابض
 اسکی رقیبت کا مدعی ہو تو مضمر مذکور پر باعتبار ظاہر اس (قابض) کے رفیق ہونیکا
 حکم کیا جائیگا اور اسی طرح اگر مضمر مذکور پر دو شخص قابض ہوں تب بھی یہی حکم ہوگا اور
 مضمر مذکور کے اقرار یا انکار کا کوئی اعتبار نہ ہوگا اور اگر مجهول النصب پر کوئی شخص
 قابض ہو اور اپنی رقیبت کے دعوی کا انکار کرے تو اسکا قول مقبول ہوگا اسلئے کہ اصل
 حریت ہو اور اگر دو شخص اس رکبیر کی رقیبت کا دعوی کریں اور وہ ان دونوں کے
 لئے اپنے رفیق ہونیکا اقرار کرے تو اس پر دونوں کی ملوک ہونیکا حکم کیا جائیگا اور ان
 دونوں میں سے ایک شخص کیلئے اپنے رفیق ہونیکا اقرار کرے تو اسی کی ملوک ہونیکا

ان الذی یفعل فی ذلک قطعاً
 منہا علی اقل قطعاً
 ان الذی یفعل فی ذلک قطعاً
 منہا علی اقل قطعاً
 ان الذی یفعل فی ذلک قطعاً
 منہا علی اقل قطعاً

ان الذی یفعل فی ذلک قطعاً
 منہا علی اقل قطعاً
 ان الذی یفعل فی ذلک قطعاً
 منہا علی اقل قطعاً
 ان الذی یفعل فی ذلک قطعاً
 منہا علی اقل قطعاً

ان الذی یفعل فی ذلک قطعاً
 منہا علی اقل قطعاً
 ان الذی یفعل فی ذلک قطعاً
 منہا علی اقل قطعاً
 ان الذی یفعل فی ذلک قطعاً
 منہا علی اقل قطعاً

بیتہ قائم کرے پس اگر صورت تعارض میں بیتہ داخل (قابض) کے موافق فیصلہ کرنے کے
 قابل ہوں تو اس صورت میں بھی وہی حکم جاری کیا جائیگا جو فقدان بیتہ کی صورت میں
 جاری تھا اسلئے کہ انہیں سے ہر ایک شخص کا ثلث مکان پر بیتہ کا قائم کرنا اور اس پر قابض
 ہونا مفروض ہو لہذا مکان مذکور اُن پر اثلاً تقسیم کیا جائیگا اور اگر بیتہ خارج (غیر قابض)
 کے موافق فیصلہ کرنے کے قابل ہوں (چنانچہ مذکور صحیح یہی ہے) تو مدعی کل کیلئے اپنے مقبوض میں
 سے منجملہ بار حصوں کے تین حصوں کا استحقاق بدون معارض حاصل ہوگا اسلئے کہ مدعی
 کل اُس مکان میں سے ثلث کے چار حصوں پر قابض ہو اور مدعی نصف کو اُس سے
 فقط ایک حصہ کی بابت نزاع ہو اور اسی طرح مدعی کل کیلئے اُن چار حصوں کا بھی استحقاق
 حاصل ہوگا جبکہ مدعی نصف قابض ہو اسلئے کہ مدعی کل کیلئے اُن حصوں کے بیتہ نے
 شہادت دی ہو اور مدعی نصف کا بیتہ اُن چاروں حصوں کے بہ نسبت ساقط ہو جائیگا اور
 بیتہ داخل (مدعی نصف) کا اُس کے مقبوض کی نسبت مقبول نہونا مفروض ہو اور اسی طرح
 مدعی کل کیلئے مدعی ثلث کے مقبوض میں سے تین حصوں کا استحقاق ہوگا اسلئے کہ مدعی
 کل کا بیتہ اُن حصوں کی بہ نسبت بیتہ خارج ہو جس کا مقبول ہونا مفروض ہو اور مدعی ثلث
 کا بیتہ اُن حصوں کے بہ نسبت بیتہ داخل ہو جس کا اُس کے مقبوض کے بہ نسبت مقبول نہونا
 مفروض ہو اور مدعی نصف کے لئے اُس ایک حصہ کا استحقاق حاصل ہوگا جبکہ مدعی
 کل قابض ہو اسلئے کہ مدعی نصف کا بیتہ اُس حصہ کی بہ نسبت بیتہ خارج ہو جس کا مقبول
 ہونا مفروض ہو اور جو ایک حصہ کہ مدعی ثلث کے قبضہ میں باقی رہا اُس حصہ سے مدعی
 نصف اور مدعی کل کا دعویٰ متعلق ہوگا اور اُن دونوں میں قرعہ ڈالا جائیگا اور اُن
 دونوں میں سے جس شخص کا نام خارج ہوگا وہ حصہ اُسکی قسم کے بعد اُسکے حوالہ کیا

وہو لا
 کان لک
 ما فی بدو ثلث
 میانی غرض
 صانع وکذا
 البیضاء
 النصف لبقا
 البیتہ
 لکل
 یجوز
 بالنظر
 ان لا
 فی الدن
 بقرہ
 واثبات
 الیک
 یسقی
 معانی
 الیک
 بدعی
 واحد
 مدعی
 فیقرع
 وعلیف

من بیعتہ

۲۱۵

[illegible]

تعارض بینات کی صورت میں استبعاد مذکور کی وجہ سے بدون قرعہ قسمت کرنا صحیح نہ ہوگا
اور اگر حلف کرنے سے چاروں مدعی نکول کریں تو ہر مرتبہ میں جس حصہ کی بابت کفر نفی
واقع ہوگی اُس حصہ کا مابین قناز عین بالتوسیعیم کر دینا معین ہوگا پس صورت مذکور
میں چھٹیل سمون سے قسمت کرنا صحیح ہوگا جنہیں سے مدعی کل کو بیٹل سمون کا اور
مدعی نشتین کو اٹھ سمون کا اور مدعی نصف کو بانچ سمون کا اور مدعی ثلث کو تین
سمون کا استحقاق ہوگا اور اگر مکانی بہ پروہ چاروں شخص قابض ہوں تو ہر ایک
شخص کے قبضہ میں ربع مکان حاصل ہوگا پس جبکہ اُنہیں سے ہر ایک شخص اپنے دعویٰ پر
بینہ قائم کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہر ایک مدعی کیلئے ربع مکان کا حکم کیا جائیگا
کیونکہ اُسکے لئے بینہ اور بد (قبضہ) دونوں موجود ہیں لکن بینہ خارج کے موافق حکم کرنا
بے وجہ نہیں ہے جسکی تقریر ہم ابھی بیان کر چکے ہیں بناء علیہ ہر ایک شخص کے بینہ کا
اعتبار اُس حصہ کی بہ نسبت ساقط ہو جائیگا جبکہ وہ قابض ہی اور اُسکے بینہ کا
ثمرہ اُس حصہ کی بہ نسبت ظاہر ہوگا جبکہ اُسکا غیر قابض ہر پس تہلثہ تین مدعی کل
دعویٰ اُس مقدار میں جمع کئے جائینگے جبکہ ہر ایک مدعی قابض ہی اور اُس میں سے اُسکا
حصہ انتزاع کر لیا جائیگا جو قرعہ اتر تم کے ساتھ اُنکو دیا جائیگا اور اگر قسم سے متعلق کریں
تو مدعی کل اور مدعی نصف اور مدعی ثلث کے دعویٰ اُس مقدار میں جمع کئے جائینگے
جبکہ ہر ایک مدعی نشتین قابض ہی جسکی مقدار بشرط ربع لینے اٹھارہ سہم ہوتی ہے پس
مدعی کل اُسکے مجموع کا اور مدعی نصف اُس میں سے چھ سمون کا اور مدعی ثلث اُس میں
سے دو سمون کا مدعی ہی اُن (اٹھارہ سمون) میں سے دس سمون کا استحقاق
مدعی کل کو حاصل ہوگا اسلئے کہ بینہ نے اُسکے لئے مجموع کی شہادت دی ہے جو میں دس

[illegible][illegible]

عليها الفرد
الكل ويقارع
اثنا عشر مدي
يد عن ستة فيض
فصدى الصف
يد عن عشرة
فد في الثلاثين
هو ثمانية عشر
عليها الفرد
عليها الفرد
فصدى الصف
يد عن ستة فيض
اثنا عشر مدي
الكل ويقارع
عليها الفرد

لا تفرق بيني وبين ابنتي
و لا تفترق بيننا ابنتك
فانما هي ابنة الله
و ما يرضى الله بها
من العباد

ایک شخص کا اور خواہر و جیت باقی ہو یا بر طرف ہو چکی ہو اور اس حکم میں زمین اور
انگے وارث کی نزاع مساوی ہو اور کتاب خلافت میں فرمایا ہو کہ جو متاع مرد کے
قابل ہوگی وہ مرد کے حوالہ کی جائیگی اور جو متاع عورتوں کے قابل ہوگی وہ عورت کے
حوالہ کی جائیگی اور جو متاع اُن دونوں کے قابل ہوگی وہ اُن دونوں پر تقسیم کر دی جائیگی
اور ایک روایت میں وارد ہوا ہو کہ وہ متاع عورت کے حوالہ کی جائیگی اس لئے کہ وہ
متاع کو اپنے اہل کے یہاں سے لاتی ہو لکن جو کچھ کہ شیخ علیہ الرحمہ نے خلافت میں
فرمایا ہو وہ بین الروایات اشہر اور بین العلماء اظہر ہو اور اگر زن مردہ کا باپ بھی ہو
کہ میں نے اشیاء متاع وغیرہ اُسکو عاریت دی تھیں تو اُسکو باقی انساب کی طرح اقامت
بیۃ کی تکلیف دی جائیگی اور ایک روایت میں وارد ہوا ہو کہ باپ کو اقامت بیۃ کی
تکلیف نہ دی جائیگی اور لڑکی کو بیۃ کی تکلیف نہ دی جائیگی لکن یہ میری تحقیق ہے تو اس پر استدلال و مواہات کو
بیان میں اور اُس میں کئی مسئلے ہیں پہلا مسئلہ جبکہ کوئی مسلم دو بیٹے چھوڑ کر وفات
پاے اور وہ دونوں بھائی ایک بھائی کی موت پر سے قبل اسلام لائے ہوں
متفق ہوں بعد ازاں یہ دوسرا بھائی بھی ایسی طرح اپنے اسلام لانے کا بھی معنی
ہو اور اُسکا بھائی انکار کرے تو اُس بھائی کا قول مقبول ہوگا جسکے اسلام کا
کلمہ مقدم ہو یا متفق علیہ ہو اور اُسکو دوسرے بھائی کیلئے اپنے علم کی نفی چلے کرنا
لازم ہوگا مثلاً کہے واللہ الی لا علم ان انھی اسلام قبل موت ابی (قسم بخدا کہ منجھو
اپنے بھائی کا وفات پر کے قبل اسلام لانا معلوم نہیں ہے) اور اسی طرح اگر دونوں
مملوک ہوں اور وہ دونوں آزاد ہو چکے ہوں اور ایک کی حریت کے مقدم ہونے پر
متفق ہوں اور دوسرے کی حریت کے مقدم ہونے میں اختلاف ہو تب بھی

الاول
في بيان
القصد
الثالث
في بيان
الاول
في بيان
القصد
الثالث
في بيان

والأخضر واختلافان حروف واحد هما والتفقا ملحقا بغيرهما كما قالوا كل من شئت من شئت انما هو السليم في قوله عليه السلام على القوم انما يعلم من القول قول الله تعالى

۱۰۰
 اگر مرد و عورت دونوں کا وارث ہو تو مال کا نصف میراث کا حصہ ہوگا اور اگر مرد ہی وارث ہو تو مال کا تمام حصہ میراث کا حصہ ہوگا اور اگر عورت ہی وارث ہو تو مال کا نصف حصہ میراث کا حصہ ہوگا اور اگر مرد و عورت دونوں کا وارث ہو تو مال کا نصف حصہ میراث کا حصہ ہوگا اور اگر مرد ہی وارث ہو تو مال کا تمام حصہ میراث کا حصہ ہوگا اور اگر عورت ہی وارث ہو تو مال کا نصف حصہ میراث کا حصہ ہوگا

ہوتا تو ظاہر ہو جاتا اور جبکہ شخص کے بعد بھی کوئی وارث پیدا نہ ہوا تو حاکم کو نصیب علم
 اسکے حوالہ کرنا اور احتیاط اس سے ضامن کا اخذ کرنا معین ہوگا اور اگر دعویٰ مذکور ان
 درہ میں داخل ہو جو صاحبان غرض میں جیسے زوج یا زوجہ تو اسکا نصیب تمام اسکو
 عطا کیا جائیگا جبکہ کسی اور وارث کے منقذ ہونے کا یقین حاصل ہو اور یہ قدر ثانی
 (میتہ کا کامل نہ ہونا) اس وارث کو وہ حصہ دیا جائیگا جو قدر متیقن ہو پس زوج کر کے کا
 اور زوجہ کو زوج میں زائمتوں حصہ کا چوتھائی کا بدو تین ضامن (ضامن لینا فی الحال
 ویدینا صحیح ہوگا اور بعد شخص اسکے حصہ کا اخذ ضامن کے ساتھ تمام کرنا جائز ہوگا اور اگر دعویٰ
 مذکور ان درہ میں داخل ہو جو کچھ دوسرا وارث محبوب کرتا ہو جیسے برادر پس اگر وہ میتہ کا
 قائم کرے تو مال کا اسکے حوالہ کر دینا صحیح ہوگا اور اگر میتہ غیر کاملہ قائم کرے تو شخص کے
 اور احتیاط ضامن لینے کے بعد مال کا اسکے حوالہ کرنا صحیح ہوگا چوتھا مسئلہ جبکہ
 کسی شخص کی زوجہ اور مولود وفات پائے پس برادر زوجہ مدعی ہو کہ مولود نے اپنے نامکے
 قبل وفات پائی ہی لہذا نصف میراث کا استحقاق ہوگا اور نصف آخر کا استحقاق شوہر کو حاصل
 اور شوہر مدعی ہو کہ عورت نے قبل مولود وفات پائی ہی لہذا مجموع میراث کا استحقاق
 محکو حاصل ہو تو اس شخص کے دعویٰ کے موافق حکم کیا جائیگا جو میتہ قائم کرے اور اگر میتہ
 نہ تو ان دونوں میں سے کسی کے موافق بھی حکم کیا جائیگا اسلئے کہ میراث کا استحقاق
 اسوقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ حیات وارث تحقق نہ ہو بناؤ اعلیہ زن مذکور کا بیٹا
 مولود کے وارث نہ ہوگی اور مولود مذکور اپنی ماں کا وارث نہ ہوگا اور ترکہ مولود کا استحقاق
 اسکے باپ کو حاصل ہوگا اور ترکہ زوجہ اسکے بھائی اور شوہر تقسیم کیا جائے گا
 یا بچوں اسلئے اگر کوئی وارث میت مدعی ہو کہ یہ کینز میرے باپ کی میراث ہی اور جو

اگر مرد و عورت دونوں کا وارث ہو تو مال کا نصف میراث کا حصہ ہوگا اور اگر مرد ہی وارث ہو تو مال کا تمام حصہ میراث کا حصہ ہوگا اور اگر عورت ہی وارث ہو تو مال کا نصف حصہ میراث کا حصہ ہوگا اور اگر مرد و عورت دونوں کا وارث ہو تو مال کا نصف حصہ میراث کا حصہ ہوگا اور اگر مرد ہی وارث ہو تو مال کا تمام حصہ میراث کا حصہ ہوگا اور اگر عورت ہی وارث ہو تو مال کا نصف حصہ میراث کا حصہ ہوگا

۱۰۰
 اگر مرد و عورت دونوں کا وارث ہو تو مال کا نصف میراث کا حصہ ہوگا اور اگر مرد ہی وارث ہو تو مال کا تمام حصہ میراث کا حصہ ہوگا اور اگر عورت ہی وارث ہو تو مال کا نصف حصہ میراث کا حصہ ہوگا اور اگر مرد و عورت دونوں کا وارث ہو تو مال کا نصف حصہ میراث کا حصہ ہوگا اور اگر مرد ہی وارث ہو تو مال کا تمام حصہ میراث کا حصہ ہوگا اور اگر عورت ہی وارث ہو تو مال کا نصف حصہ میراث کا حصہ ہوگا

۲۰۹
 نقاب خلف
 و قد عرفت ان
 ما في هذا من
 حكمة لا يخفى
 على من تأمل
 في هذا

نقاب خلف
 و قد عرفت ان
 ما في هذا من
 حكمة لا يخفى
 على من تأمل
 في هذا

نقاب خلف
 و قد عرفت ان
 ما في هذا من
 حكمة لا يخفى
 على من تأمل
 في هذا

مقبول ہوگی اور یہ قول متروک ہے اور اطفال کی اس شہادت کے قبول پر
 میں عبارات اصحاب مختلف میں جو زخم اور قتل سے متعلق ہوں پس میں نے حضرت
 امام جعفر صادق سے روایت کیا ہے کہ قتل میں انکی شہادت مقبول ہوگی اور انکے
 اول کام کا اخذ کرنا لازم ہوگا اور محمد بن جریر نے بھی حضرت امام جعفر صادق سے اسی مضمون کے
 نقل کیا ہے اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ میں فرمایا ہے کہ جراح و قصاص میں انکی
 شہادت مقبول ہوگی اور کتاب خلاف میں فرمایا ہے کہ جراح میں انکی شہادت
 مقبول ہوگی تا وقتیکہ وہ متفرق نہوں اور کسی امر میں مجتمع ہوں کہ قتل نفوس پر
 خیر احکامی و جرح جرح کرینے میں خطر ہے پس خصوص جراح میں انکی شہادت کے مقبول ہونے
 پر اقتصار کرنا اولیٰ ہے بشرطیکہ قین امر متحقق ہوں اول ان اطفال کا وہ سالہ ہونا دوم
 انکے اجتماع کا باقی رہنا اور باہم متفرق نہونا سوم ان کا کسی امر میں مجتمع ہونا
 تاکہ موضع وفاق پر اقتصار ہو جس سے وہ کام کا نقل ہو جائے پس جن کی شہادت جسکی عقل کامل
 و ادائی ہوگی جہاں مقبول ہوگی اور حالات افاقہ میں ہوں اور ان کی شہادت کا بھی کوئی مضائقہ نہیں
 بشرطیکہ حاکم نے سمجھ حضور ذہن اور کمال فطنت کے متحقق ہوں یا یقین ہم پہنچا لیا ہو ورنہ
 اسکی شہادت کا طرح کرنا معین ہوگا اور اسی طرح جس شخص کو غالباً سہو و نسیان
 عارض ہونا ہو اسکا بھی یہی حکم ہوگا اسلئے کہ ایسا شخص بسا اوقات کسی چیز کو
 سنتا ہے اور اُس میں سے بعض کو بھول جاتا ہے جسکی وجہ سے معنی لفظ منتقل اور فائدہ لفظ
 متعبر ہو جاتا ہے پس حاکم کو اسکی شہادت میں احتیاط کرنا لازم ہوگا اور تا وقتیکہ حاکم
 کو مشہور کیے ثابت اور خالی از سہو ہونے کا اطمینان نہو جائے اسوقت تک اسکی
 شہادت کا قبول کرنا صحیح نہوگا اور اسی طرح اس منتقل کی شہادت کا بھی یہی حکم ہے

نقاب خلف
 و قد عرفت ان
 ما في هذا من
 حكمة لا يخفى
 على من تأمل
 في هذا

اعادہ کرے تو مقبول ہوگی اور اسی طرح اگر کسی نے شہادت دی اور وہ شہادت رد کر دی جائے بعد ازاں اپنے باپ پر شہادت دی ہو اور وہ رد کر دی گئے ہو بعد ازاں باپ کی وفات کے بعد اس کا اعادہ کرے تو مقبول ہوگی لکن اگر کسی فاسق مسترکی شہادت رد کر دی جائے بعد ازاں وہ شخص تو برکے اور شہادت سابقہ کا اعادہ کرے تو اس مقام میں دفع شبہ پر حریص ہونی کی تحت حاصل ہوگی کیونکہ اس کو اپنے ظاہر کی اصلاح کرنے میں اتہام ہے لکن اس کی شہادت کا مقبول ہونا شبہ بر دوہ

بعض علمائے فرمایا ہر کہ ماک مطلقاً مقبول نہ ہوگی اور بعض علمائے فرمایا ہر کہ مطلقاً مقبول ہوگی اور بعض علمائے فرمایا ہر کہ مطلقاً مقبول نہ ہوگی لکن ضرر آقا پر مقبول نہ ہوگی اور اگر وہ غلام آزاد ہو جائے تو ضرر آقا پر بھی اس کی شہادت مقبول ہوگی اور غلام بدبر اور کتاب مشروط کا بھی حکم ہے اور اگر کتاب مطلق اپنے کتابت میں سے بعض مال کو ادا کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ میں ارشاد فرمایا ہر کہ ضرر آقا پر اس کی شہادت بقدر حریت مقبول ہوگی اور اس میں تردد ہے اور اس کا مقبول نہ ہونا اقرب ہے میرے علم جبکہ کوئی شخص کسی شخص کے اقرار کی سماعت کرے تو شاہد ہو جائیگا اگرچہ مشہور علی نے اس کی سماعت کر لی اسد عاون کی ہوا اور اسی طرح اگر کوئی شخص اس عقیدے سماعت کرے جس کو کہ دو شخصوں نے واقع کیا ہو تو شاہد ہو جائیگا جیسے مع اجابہ

اعادہ کرے تو مقبول ہوگی اور اسی طرح اگر کسی نے شہادت دی اور وہ شہادت رد کر دی جائے بعد ازاں اپنے باپ پر شہادت دی ہو اور وہ رد کر دی گئے ہو بعد ازاں باپ کی وفات کے بعد اس کا اعادہ کرے تو مقبول ہوگی لکن اگر کسی فاسق مسترکی شہادت رد کر دی جائے بعد ازاں وہ شخص تو برکے اور شہادت سابقہ کا اعادہ کرے تو اس مقام میں دفع شبہ پر حریص ہونی کی تحت حاصل ہوگی کیونکہ اس کو اپنے ظاہر کی اصلاح کرنے میں اتہام ہے لکن اس کی شہادت کا مقبول ہونا شبہ بر دوہ

اعادہ کرے تو مقبول ہوگی اور اسی طرح اگر کسی نے شہادت دی اور وہ شہادت رد کر دی جائے بعد ازاں اپنے باپ پر شہادت دی ہو اور وہ رد کر دی گئے ہو بعد ازاں باپ کی وفات کے بعد اس کا اعادہ کرے تو مقبول ہوگی لکن اگر کسی فاسق مسترکی شہادت رد کر دی جائے بعد ازاں وہ شخص تو برکے اور شہادت سابقہ کا اعادہ کرے تو اس مقام میں دفع شبہ پر حریص ہونی کی تحت حاصل ہوگی کیونکہ اس کو اپنے ظاہر کی اصلاح کرنے میں اتہام ہے لکن اس کی شہادت کا مقبول ہونا شبہ بر دوہ

اعادہ کرے تو مقبول ہوگی اور اسی طرح اگر کسی نے شہادت دی اور وہ شہادت رد کر دی جائے بعد ازاں اپنے باپ پر شہادت دی ہو اور وہ رد کر دی گئے ہو بعد ازاں باپ کی وفات کے بعد اس کا اعادہ کرے تو مقبول ہوگی لکن اگر کسی فاسق مسترکی شہادت رد کر دی جائے بعد ازاں وہ شخص تو برکے اور شہادت سابقہ کا اعادہ کرے تو اس مقام میں دفع شبہ پر حریص ہونی کی تحت حاصل ہوگی کیونکہ اس کو اپنے ظاہر کی اصلاح کرنے میں اتہام ہے لکن اس کی شہادت کا مقبول ہونا شبہ بر دوہ

الحاکم عمارۃ
ادارۃ جرم
وقال شہادۃ
فانصت لهما
فانصت لهما
شہادۃ علی
بیتنا جرم
علی الصلح
وان شہد
اقوال الشہادۃ
عمر فخر

الحاضر عنده
الطریق الثالث

فانصت لهما
وقال شہادۃ
فانصت لهما
شہادۃ علی
بیتنا جرم
علی الصلح
وان شہد
اقوال الشہادۃ
عمر فخر

کاتب معلوم ہو تو مشہور علیہ یا اسکو شہادت کا قاعہ کرنا جائز ہو گا اور اسی طرح اگر
عین شخص پر شہادت دے اور اسکی آواز کو یقیناً جانتا ہو تب بھی جائز ہو گا لکن اعمیٰ کی
شہادت اس شخص پر قطعاً نافذ ہوگی جسپر کٹنے لپنے یا تھبے قبضہ کیا ہو اور اسی طرح عی
سے شہادت ترجمہ بھی مقبول ہوگی مثلاً حاکم کے پاس ایسا شخص حاضر ہو جسکی زبان پر
وہ مطلع نہ اور اعمیٰ اسکے عبارت کا حاکم کیلئے ترجمہ کر دے تو یہ شہادت مقبول ہوگی
اسلئے کہ مشہور علیہ کو حاکم جانتا ہو اور اسکی عبارت کا ترجمہ وجود بصارت پر موقوف نہیں
امر مسموم اقسام حقوق کے بیان میں جملہ حقوق و مسموم کی طرف راجع ہوتی ہیں یہی قسم حق الہ
ہو اور اسکی صنفین ہیں صنف اول وہ حقوق ہیں جو فقط چار مردوں کی شہادت سے
ثابت ہوتے ہیں جیسے زنا۔ لواط (اعلام) سحر۔ (عورت کا عورت کے ساتھ جفت ہونا)
اور تیان بہائم (چوپائوں کے ساتھ مرگب ہونا) میں دو قول ہیں لکن اسکا دو شاہد
قول سے ثابت ہونا صحیح قولین ہر اور خصوص زنا کے ثبوت میں تین مرد اور دو عورتیں
یا دو مرد اور چار عورتیں بھی کافی ہیں لکن خصوص اخیر (دو مردوں اور چار عورتوں کی
شہادت) سے رجم (سنگ کرنا) کا ثبوت نہیں ہو سکتا البتہ اس (اخیر) سے حد زنا
ثبوت ہو سکتا ہو اور امور مذکورہ کے سوا کسی امر سے زنا ثابت نہیں ہوئے صنف
دوم وہ حقوق ہیں جن کے ثبوت میں قول شاہدین کافی ہو اور ان سے وہ جنایا
مراد ہیں جو ثلثہ مذکورہ (زنا لواط سحر) کے سوا ہیں اور موجب حد ہوتے ہیں جیسے
سرقہ شرب خمر۔ رذہ (بعد اسلام کافر ہو جانا) وغیرہ اور حقوق الیہ میں سے کسی حق
کے ثبوت میں ایک شاہد اور دو عورتیں یا ایک شاہد اور قسم یا تنہا عورتوں کی شہاد
کافی نہیں ہو دوسری قسم حق الناس ہو اور اسکی تین صنفین ہیں صنف اول وہ حقوق

بیتنا جرم
علی الصلح
وان شہد
اقوال الشہادۃ
عمر فخر
شہادۃ علی
بیتنا جرم
علی الصلح
وان شہد
اقوال الشہادۃ
عمر فخر
شہادۃ علی
بیتنا جرم
علی الصلح
وان شہد
اقوال الشہادۃ
عمر فخر

شہادۃ علی
بیتنا جرم
علی الصلح
وان شہد
اقوال الشہادۃ
عمر فخر
شہادۃ علی
بیتنا جرم
علی الصلح
وان شہد
اقوال الشہادۃ
عمر فخر

[illegible]

شہادت مقبول ہوگی اور جس مقام پر کہ تمنا عورتوں کی شہادت مقبول ہوتی ہو وہاں اُن کا چار عدد سے کم ہونا کافی نہیں ہو اور اس مقام پر کئی مسئلے قابل ذکر ہیں پہلا مسئلہ طلاق کے سوا کسی عقد کی صحت میں شہادت کا تحقق ہونا شرط نہیں ہے البتہ نکاح اور رجعت میں اُس کا اعتبار کرنا مستحب ہو اور اسی طرح بیع میں بھی مستحب ہو و دوسرا مسئلہ حکم حاکم تابع شہادت ہوتا ہے پس اگر اُس شہادت کا مطابق واقع ہونا معلوم ہو جائے تو اُس کا حکم باطناً اور ظاہراً نافذ ہوگا اور اگر شہادت کا مطابق واقع ہونا معلوم نہ ہو تو اُس کا حکم ظاہراً نافذ ہوگا پس ہمارے نزدیک حکم حاکم فقط ظاہراً نافذ ہوتا ہے اور باطناً نافذ نہیں ہوتا اور حکم حاکم کی وجہ سے مشہود (مدعی) کیلئے مال مشہود علیہ (مدعی علیہ) مباح نہ ہوگا تا وقتیکہ اُس کو شہادت صحیح ہونا معلوم یا اُس کا حال اُس پر مجہول نہ ہو سیرا جبکہ کوئی شخص کسی ایسے شخص کو شاہد ہونے کی لئے طلب کرے جس میں تحمل شہادت کی اہلیت حاصل ہو تو اُس پر اجابت کرنا واجب ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ واجب نہ ہوگا اور قول اول مروی ہے اور تحمل شہادت کا وجوب کفائی ہے اور اس وقت تک متعین ہوگا جب تک کہ تحمل شہادت کے کوئی دوسرا شخص موجود ہو والا متعین ہوگا اور ادا شہاد کے واجب کفائی ہونے میں اختلاف نہیں ہے پس اگر ادا شہادت کیلئے کوئی دوسرا شاہد موجود ہو تو اُس سے وجوب ساقط ہو جائیگا اور اگر ہر ایک شخص اُس کے ادا کرنے سے امتناع کرے گا تو ہر ایک کو مذمت عقلاً اور عقاب الہی کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر دو شخصوں کے سوا کوئی شاہد موجود نہ ہو تو اُن دونوں پر شہادت کا ادا کرنا متعین ہوگا اور اُن کو ادا شہادت سے تخلف کرنا جائز نہ ہوگا البتہ اگر ادا شہادت میں اُن دونوں کی طرف ایسا ضرر عائد ہو جس کے کہ مستحق نہیں ہیں تو اُس کا وجوب ساقط ہوگا

على
البيان والامر
مستطوع
منه فان
انتمضوا
الذي مرد
الغسل
عدا لثبوت
الامر
فما بين
عليها
هو لها
الامر

اور دو عورتیں شاہد اصل ہوں اور دو شخص اُنکی شہادت پر شہادت دین یا کسی ایسے واقعہ میں تنہا عورتیں شاہد ہوں جہاں پر تنہا عورتوں کی شہادت مقبول ہوتی ہو جس سے حیض - استہلال وغیرہ اور دو شخص اُنکی شہادت پر شہادت دین تب بھی کافی ہو اور تحمل شہادت کیلئے مراتب مختلفہ معین ہیں اپنی شہادت کے مرتبہ اولیٰ استرعا محفوظ رکھنی کی وجوہات اس لئے جو میں شاہد فرع سے شاہد اصل اپنی شہادت کی رعایت حفاظت کرنیکا التماس کرتا ہوں اور تحمل شہادت کا اعلیٰ مرتبہ یہی ہو اور اُسکی صورت یہ ہے کہ شاہد اصل کہے اشھد علی شہادتی انئی اشھد علی فلان بن فلان بفلان بن فلان بکذا (دومیری شہادت کا شاہد رہ کہ میں فلان بن فلان بن فلان پر فلان بن فلان کیلئے فلان حق کے شہادت دیتا ہوں) مرتبہ ثانیہ جو استرعا وکی پسبت ادنیٰ ہی یہ ہے کہ شاہد اصل کسی حاکم کے پاس شہادت دے اور شاہد فرع اُسکی سماعت کرے اسلئے کہ صورت مذکورہ میں شاہد اصل نے حاکم کے پاس اپنے شہادت دینکی بلاشبہ تضرع کی ہو اگرچہ اُسنے شاہد فرع سے تحمل شہادت کا التماس نہیں کیا ہو مرتبہ ثالثہ یہ ہے کہ شاہد اصل نے سبب حق کو بیان کیا ہو اور شاہد فرع نے اُسکی سماعت کی ہو اگرچہ ممکنہ کسی حاکم کے سامنے بیان کرے اور شاہد فرع سے اُسکی رعایت کا التماس نہ کیا ہو مثلاً شاہد اصل کہے انا اشھد لفلان بن فلان علی فلان بن فلان بکذا من ثوب او عقاس (میں فلان شخص کیلئے فلان شخص پر اُس حق کی شہادت دیتا ہوں جو چاہے یازمین کی قیمت ہی) اسلئے کہ یہ بھی صورت مجزم و یقین ہے کیونکہ سبب کے ذکر کرنے سے احتمال خلاف بطرف ہو جاتا ہو اور اس صحت کے مقبول ہونے میں تردد ہو اسلئے کہ کلام مذکور کا غیر حاکم کے سامنے بیان کرنا مفروض ہو زمین مسامحہ کرنے کی عادت جاری ہے

[illegible]

پیش رو فیروز د

امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

لکن اگر سب حق کا ذکر نہ کرے بلکہ محض شہادت پر اقتصار کرے مثلاً کہ انا شہد
بفلان علی فلان بکذا الامین فلان شخص کیلئے فلان شخص پر فلان حق کی شہادت
دیتا ہوں اور شاہد فرع اُس کے سماعت کرے تو تحمل شہادت نہوگا اسلئے کہ اُسکے مثال
میں مسامحہ کرنے پر عادت جاری ہو اور صورت مذکورہ (سبب کا مذکور نہ ہونا) اور صورت
سابقہ (سبب کا مذکور نہ ہونا) میں فرق کرنا خالی از اشکال نہیں ہو پس صورت استعاریہ
اداء شہادت کا طریقہ یہ ہو کہ شاہد فرع کے اشہد فی فلان علی شہادۃً (مجھ کو فلان
شاہد نے اپنی شہادت پر شاہد کیا ہے) اور صورت سماع عند الحاکم میں اداء شہادت کا طریقہ
یہ ہو کہ شاہد فرع کے اشہد ان فلاناً شہد عند الحاکم بکذا الامین شہادت دیتا ہوں
کہ فلان شخص نے حاکم کے سامنے فلان حق کی شہادت دی ہے) اور غیر حاکم کے پاس
سماعت کرنیکی صورت میں اداء شہادت کا طریقہ یہ ہو کہ شاہد فرع کہے اشہد ان
فلاناً شہد علی فلان بفلان بکذا بسبب کذا (میں شہادت دیتا ہوں کہ فلان
شاہد نے فلان شخص پر فلان شخص کیلئے فلان حق کی فلان سبب کی وجہ سے شہادت
دی ہے) اور شہادت فرع اُس وقت مقبول ہوگی جبکہ شاہد اصل کا حاضر ہونا مستعد ہو
اور تحقق عذر میں مرض وغیرہ کا لاحق ہو جانا کافی ہو اور اسی طرح غیبت کی وجہ سے
بھی عذر تحقق ہوتا ہے اور غیبت کیلئے کوئی مقدار معین نہیں ہے اور ضابطہ عذر یہ ہو کہ
شاہد اصل کیلئے حاضر ہونے میں ایسے مشقت ہو چکی وجہ سے اقامت شہادت کا وجہ
ساقط ہو جائے اور اگر شاہد فرع شہادت دے اور شاہد اصل انکار کرے تو ان دونوں میں
اُس شخص کی شہادت پر عمل کرنا مروی ہوا ہے جو عادل ہو یعنی جسکی عدالت زار ہو اور
اگر صفت عدالت میں وہ دونوں مساوی ہوں تو شہادت فرع کا طرح کرنا معین ہو

فلان علی فلان بکذا
وفی صورت
سماع عند
الحاکم قبول
اشہد فی فلان
شہد عند
الحاکم بکذا
وفی صورت
السماع عند
الحاکم قبول
ان فلاناً شہد
علی فلان بفلان
بکذا بسبب کذا
وکیف یقبل شہادۃ
الحاکم عند
حضور شاہد
الاصل وحقنی
العذر وعلی شہد
ببالبینۃ ولا
عذر یجوز
مواضع الشفۃ
علی متشاہد
الاصل فی

الغنی
احمد
احمد
احمد
احمد
احمد
احمد
احمد
احمد
احمد
احمد

في قبول الفداء
ان الضمير
تشكيل بها
وهو

الحاكم اقامه
الحاكم كونه
الاصناف
حضر شاهد
تتميز في الغرض
لا علم ولا
لوقال الحكم
وعلى العن
عبد الاصل
في قبول الفداء
ان الضمير
تشكيل بها
وهو

وان كان قبله
 سقط اعتبار
 الفرع ويشترط
 الحكم لشاهد
 الاصل ولو
 تغيرت حال
 الاصل فنقض
 او كذا في حكم
 بالفرع كان الحكم
 مستند الى
 الاصل
 وتقبل شهادة
 النساء على
 الشبهة (فيما يتقبل
 فيه شهادة
 النساء منفرد
 كالعقود الباطنة
 والاستحواض
 والوصية وفيه
 تردد ما شبهه
 المصنف ثم
 الفروع الى ان

الفصلان
سما الاصل
وعكاه قبل
وان سماه
ولم يعيد
وبحث عن
الاصل
مع ثبوت
ما يقتضيه
القول
في
شأنه
لما
هو
في
الكتاب

انہوں کو اکثر دشمن غزوہ نصیب انہوں کو ہندو اکثر دشمن اور ہندو اکثر دشمن

بیشک کہ انہوں کو اکثر دشمن غزوہ نصیب انہوں کو ہندو اکثر دشمن اور ہندو اکثر دشمن

مذہبی نے علف بھی کیا ہو تو مشہود یہ ثابت ہو جائیگا اور حاکم کو اس کے موافق حکم کرنا چاہیے
دوسرے مسئلہ اگر ایک شاہد نے زید کا نصاب قطع جس مقدار کے سرقہ کرنے میں ہاتھ کا
قطع کرنا صحیح ہو چکی مقدار ربع دینار ہی کو وقت صحیح سرقہ کرنا اور دوسرے شاہد نے
زید کا نصاب قطع کو وقت شام سرقہ کرنا بیان کیا ہو تو ان کی قول کی بنا پر قطع یہ حاکم کرنا
صحیح نہوگا اسلئے کہ ان دونوں نے دو فعلوں پر شہادت دی ہے کہ چونکہ فرض مذکور میں
نصاب قطع معین نہیں ہوا اور ثبوت فعل میں ایک شاہد کا قول کافی نہیں ہوا اور
اسی طرح اگر دوسرے شاہد نے زید کا اسی نصاب معین کو وقت شام سرقہ کرنا بیان کیا ہے تو بھی
اس کے قول کی بنا پر قطع یہ حاکم کرنا صحیح نہوگا اسلئے کہ اس صورت میں ان دونوں کی
شہادتوں کا متعارض ہونا لازم آئے گا اگر ان دونوں نے اتحاد فعل پر اتفاق کیا ہو
والا اگر اتحاد فعل پر اتفاق نکلیا ہو تو دونوں فعلوں کا متعارض ہونا لازم آئے گا کیونکہ
اگر ایک شاہد بیان کرے کہ فلان شخص نے دینار کا سرقہ کیا ہے اور دوسرا شاہد بیان کرے
کہ اُس نے دہم کا سرقہ کیا ہے یا ایک شخص شہادت دے کہ اُس نے پارچہ سفید کا سرقہ کیا ہے
اور دوسرا شخص شہادت دے کہ اُس نے پارچہ سیاہ کا سرقہ کیا ہے تو حاکم کو ہر ایک شہادت
میں قسم مذہبی کے ساتھ حکم کرنا صحیح ہوگا لیکن سارق پر تاوان ثابت ہوگا اور قطع یہ ثابت
نہوگا اسلئے کہ قسم مذہبی اور ایک شاہد سے حد سرقہ ثابت نہیں ہو سکتی اور فرض مذکور
میں عین واحدہ پر دو بیٹے متعارض ہوں مثلاً ایک شخص نے کسی وقت میں شی میں عین کے
سرقہ کی شہادت دی ہو اور دوسرے بیٹے نے کسی اور وقت میں اُسی شی کے سرقہ
کی شہادت دی ہو اور اُس شی کا دوسرے وقت تک اپنے مالک کی طرف منتقل
ہو کر دوبارہ مسروق ہونا ممکن نہو تو قطع یہ کی حد ساقط ہو جائیگی اسلئے کہ صورت

لا یثبت الا قطعه ولو تراضی بینہما علی ما رآہما سقط القطع للشیبہ

ما یستطیع ان یتصدق بالینین اصل عین واحد یتبیت الثوبان والحدیث والحدیث

مذکورہ میں اختلاف یتین کی وجہ سے شبہ موجود ہو جو مسقط حد پر لکن سارق سے تاوان ساقط ہوگا اسلئے کہ اُس کا عین مال کو سر قہ کرنا باتفاق یتین ثابت ہے اور اگر دو بینوں کا عین واحدہ پر توارد ہونا مفروض نہو جیسے ایک بینہ کا پارچہ سفید پر اور دوسرے بینہ کا پارچہ سیاہ پر شہادت دینا یا ایک بینہ کا ایک درہم پر اور دوسری بینہ کا دوسرے درہم پر شہادت دینا تو سارق پر دو پارچی اور دو درہم ثابت ہونگے بشرطیکہ دونوں بینوں کا اتحاد فعل پر اتفاق نہو جو تمھارا مسئلہ اگر ایک شاہد نے دیکھا پارچہ معین کو وقت صحیح کسی شخص کے ہاتھ ایک دینار کے عوض فروخت کرنا اور دوسرے شاہد نے دیکھا اُسی پارچہ کو وقت مذکور میں شخص مذکور کے ہاتھ دو دیناروں کے عوض فروخت کرنا بیان کیا ہو تو مشہود بہ ثابت نہوگا اسلئے کہ دونوں شاہدوں کی شہادت میں تحقیق ہو کیونکہ وقت واحد میں دو قیمتوں کے عوض فروخت کرنا ممکن نہیں ہے اور مدعی کو قسم کھانی کہ بعد مجملہ اُن دونوں کے ایک شاہد کی وجہ سے مطالبہ کرنا جائز ہوگا اور اگر مدعی کیلئے ہر ایک شاہد کے ساتھ کوئی دوسرا شاہد بھی شہادت دے تو اُسکے لئے دو دینار ثابت ہونگے بشرطیکہ اُس نے دو دیناروں کا دعویٰ کیا ہو اور دوسرا پتہ لغو قرار پائیگا اور اگر ایک شاہد نے ہزار درہم کے ساتھ اقرار کر لیا ہو اور دوسرے شاہد نے دو ہزار درہم کے ساتھ اقرار کر لیا ہو تو حکم مذکور جاری نہوگا بلکہ اس صورت میں ایک الف کا اقرار کرنا دونوں شاہدوں کی شہادت سے ثابت ہو جائیگا اور دوسرے الف کا اقرار کرنا انضمام قسم کے بعد ثابت ہوگا اور اگر الف اور الفین میں سے ہر ایک پر دو شاہدوں نے شہادت دے ہو تو ایک الف کا اقرار اُن سب کی شہادت سے ثابت ہوگا اور دوسرے الف کا اقرار دو شاہدوں کے شہادت سے ثابت ہوگا اور اسی طرح اگر ایک شاہد بیان کرے

مذکورہ میں اختلاف یتین کی وجہ سے شبہ موجود ہو جو مسقط حد پر لکن سارق سے تاوان ساقط ہوگا اسلئے کہ اُس کا عین مال کو سر قہ کرنا باتفاق یتین ثابت ہے اور اگر دو بینوں کا عین واحدہ پر توارد ہونا مفروض نہو جیسے ایک بینہ کا پارچہ سفید پر اور دوسرے بینہ کا پارچہ سیاہ پر شہادت دینا یا ایک بینہ کا ایک درہم پر اور دوسری بینہ کا دوسرے درہم پر شہادت دینا تو سارق پر دو پارچی اور دو درہم ثابت ہونگے بشرطیکہ دونوں بینوں کا اتحاد فعل پر اتفاق نہو جو تمھارا مسئلہ اگر ایک شاہد نے دیکھا پارچہ معین کو وقت صحیح کسی شخص کے ہاتھ ایک دینار کے عوض فروخت کرنا اور دوسرے شاہد نے دیکھا اُسی پارچہ کو وقت مذکور میں شخص مذکور کے ہاتھ دو دیناروں کے عوض فروخت کرنا بیان کیا ہو تو مشہود بہ ثابت نہوگا اسلئے کہ دونوں شاہدوں کی شہادت میں تحقیق ہو کیونکہ وقت واحد میں دو قیمتوں کے عوض فروخت کرنا ممکن نہیں ہے اور مدعی کو قسم کھانی کہ بعد مجملہ اُن دونوں کے ایک شاہد کی وجہ سے مطالبہ کرنا جائز ہوگا اور اگر مدعی کیلئے ہر ایک شاہد کے ساتھ کوئی دوسرا شاہد بھی شہادت دے تو اُسکے لئے دو دینار ثابت ہونگے بشرطیکہ اُس نے دو دیناروں کا دعویٰ کیا ہو اور دوسرا پتہ لغو قرار پائیگا اور اگر ایک شاہد نے ہزار درہم کے ساتھ اقرار کر لیا ہو اور دوسرے شاہد نے دو ہزار درہم کے ساتھ اقرار کر لیا ہو تو حکم مذکور جاری نہوگا بلکہ اس صورت میں ایک الف کا اقرار کرنا دونوں شاہدوں کی شہادت سے ثابت ہو جائیگا اور دوسرے الف کا اقرار کرنا انضمام قسم کے بعد ثابت ہوگا اور اگر الف اور الفین میں سے ہر ایک پر دو شاہدوں نے شہادت دے ہو تو ایک الف کا اقرار اُن سب کی شہادت سے ثابت ہوگا اور دوسرے الف کا اقرار دو شاہدوں کے شہادت سے ثابت ہوگا اور اسی طرح اگر ایک شاہد بیان کرے

دیکھا انہیں شہادۃً علیہما فلا یجوز لہما ان یتصدق بالینین اصل عین واحد یتبیت الثوبان والحدیث والحدیث

تعدا انقض منہ
وان قال الخطا
کان علیہم الذم
وان قال الخطا
بعض منہما
بعض الخطا
فعل القتل بالعد
القصاص فی علی
للعق والنفاء
فبعض من الذم
ولو لم یقتل
للعق بالعد
در الدماء
عن قتل
الذم
والمقتل البعض
ویرایا قوت
قد خیرا
لوقال احد
منهم انما بعد
والمشهور
عبرته بعد
فان قتلا باق
کان لا یلوا الذم
فان العجب ویر
افضل عن ی
الکون شاکا
قلوا لصلوات
الیاقون تکلمت
بالبعض وضع
تعدی القتل

تعمد کذب کا اقرار کیا ہو تو ان سے قصاص لیا جائیگا اور اگر اپنے خطا کا اقرار کیا ہو تو ان پر دیت لازم ہوگی اور اگر بعض مشہود نے اپنے تعمد کا اور بعض آخر نے اپنے خطا کا اقرار کیا ہو جس شخص نے کہ تعمد کا اقرار کیا ہو اُس سے قصاص لیا جائیگا اور جس شخص نے کہ خطا کا اقرار کیا ہو اُسے دیت کہ وہ مقدار لی جائیگی جو اُسکی جنایت کے مقابل مستر یا نیکی اور دلی مراث مقتول کو ان سب لوگوں کے قتل کرنیکا اختیار حاصل ہوگا جنہوں نے کہ اپنے تعمد کا اقرار کیا ہو اور فاضل دیت کا ان لوگوں کے ورثہ پر ادا کرنا لازم ہوگا اور اُس ولی دم کو انہیں سے بعض کے قتل کرنیکا بھی اختیار ہو اور باقی لوگوں کو دیت کی اُس مقدار کا ادا کرنا واجب ہوگا جو اُسکی جنایت کے مقابل قرار پائیگی اسلئے کہ ایک نفس کے عوض میں ایک شہ زائد کا قتل کرنا ناجائز نہیں ہو اور اگر شہ و زنا میں سے ایک شخص نے اپنے قتل مرحوم کے بعد تعمد کذب کا اقرار کیا ہو اور باقی مشہود نے اسکی تصدیق (اپنے تعمد کا اقرار) کی ہو تو اولیاء دم (ورثہ مرحوم) کو جملہ مشہود کے قتل کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اور انپر اُس مقدار کا ورثہ مشہود کے حوالہ کرنا لازم ہوگا جو دیت مرحوم سے فاضل رہی اور ان (اولیاء دم) کو منجملہ مشہود ایک شخص کے قتل کرنیکا بھی اختیار ہوگا اور باقی مشہود پر دیت مرحوم کے تیکلیف (جس مقدار سے اسکے دیت پوری ہو جائے) کا حصہ مقتول کے منہائی کے بعد اولیاء دم (ورثہ مرحوم) کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اسی طرح ان (اولیاء دم) کو منجملہ مشہود ایک شخص سے زائد کے قتل کرنیکا بھی اختیار ہوگا اور اس صورت میں ان (اولیاء دم) کو اُس مقدار کا مشہود مقتولین کے ورثہ پر رو کرنا لازم ہوگا جو دیت مرحوم سے فاضل رہی اور باقی مشہود چھتہ مقتولین کی منہائی کے بعد اُس مقدار کا اولیاء دم کے حوالہ کرنا لازم ہوگا جس سے دیت مرحوم کامل

بعض احوال کا نقل و نقل

بعض احوال کا نقل و نقل

بعض احوال کا نقل و نقل

بعض احوال کا نقل و نقل

بعض احوال کا نقل و نقل

دو ذون ضامن نہونگے اسلئے کہ مہر کا استقرار انکی شہادت سے قبل ہر جگہ ہی اور اگر ان دونوں سے قبل دخول شہادت دی ہو تو ان دونوں پر ہر قسمی کے نصف کا تعلق لازم ہوگا اسلئے کہ وہ دونوں اسی مال کے ضامن ہوتے ہیں جسکو مشہود علیہ نے انکی شہادت کی سبب دفع کیا ہوا اور چونکہ عدم دخول کی صورت میں نصف مہر کا زوجہ کے ارشاد غیر کی وجہ سے ساقط ہو جانا بھی محتمل تھا لہذا مشہود پر اسکا تعلق لازم ہوگا اور اس مقدم میں چند دفعہ مذکور ہوئے ہیں **فرع اول** جبکہ دونوں شاہد اپنی شہادت سے خارج کر دیں تو وہ دونوں باسواء ضامن نہونگے اسلئے کہ سبب اطلاق میں بھی دونوں مساوی ہیں اور اگر فقط ایک شاہد اپنی شہادت سے رجوع کرے تو نصف کا ضامن ہوگا اور اگر مشہود بہ ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے ثابت ہو بعد از ان رجوع کر دیں تو نصف مشہود بہ کا مرد ضامن ہوگا اور عورت مشہود بہ کے ہر ایک عورت ضامن ہوگی اسلئے کہ وہ دونوں (عورتیں) ایک مرد کا حکم رکھتے ہیں اور اگر ایک مرد کے ساتھ دس عورتیں شاہد ہوں اور مرد اپنی شہادت سے رجوع کرے تو وہ مشہود بہ کا ضامن ہوگا اسلئے کہ ثبوت حکم میں جملہ مشہود کو دخل ہے اور اس میں تردد ہے اسلئے کہ ہر ایک نصف بینہ کا حکم رکھتا ہے لہذا اس سے نصف کے ضمانت متعلق ہونی چاہیے کیونکہ ثبوت مشہود بہ کا شہادت مرد پر موقوف ہونا اور تنہا عورتوں کی شہادت کا کافی نہونا مفروض ہے **فرع دوم** اگر تین شخص شاہد ہوں اور امضائے حکم کے بعد اپنی شہادت سے رجوع کر دیں تو ان میں سے ہر ایک شخص ثلث مال کا ضامن ہوگا اگرچہ تنہا ایک ہی شخص رجوع کرے اور باسواقات شخص واحد کا ضامن نہونا بھی دل میں غلطی کرتا ہے اسلئے کہ ثبوت حق میں باقی دونوں شاہدوں کے شہادت کافی ہے اور رجوع کنندہ کی وجہ سے مشہود علیہ کا کوئی نقصان لازم نہیں آتا اور کوئی شاہد اس حق کا ضامن نہیں ہو سکتا جسکا حکم نے مشہود دلہ کیلئے

بعض احوال کا نقل و نقل

بقا علیہ السلام
 مع وکیل الامم
 فی القدر منه
 عجلہ التلک
 ان تفسر کلک
 اثنتی من کلک
 ان تفسر کلک
 بالوصیۃ لولیک
 وشہد من ولک
 علی ذلک و
 علی الخاند

اسکی قیمت ثلث ترکہ کے مساوی ہوگی تو اسکا عتق صحیح اور دوسرے غلام کا عتق ظل
 ہوگا اور اگر اس (مفروع) کے قیمت ثلث ترکہ سے زائد ہوگی تو غلام مذکور کا بقدر
 حصہ آزاد ہو جائیگا جسکی کہ ثلث متروکہ کنجائش رکھتا ہو اور باقی حصہ مملوک بریگا
 اور اس (مفروع) کی قیمت ثلث متروکہ سے کم ہوگی تو ثلث متروکہ کی دوسرے غلام
 میں سے تکمیل کی جائیگی دوسرے سہلہ جبکہ دو شخص عادل شہادت دین کہ میت نے
 زید کیلئے فلان مال کی وصیت کی ہو بعد ازان ورثہ میت میں سے دو شخص عادل شہادت
 دین کہ اُسے وصیت زید سے عدول کیا ہو اور خالد کیلئے اس مال معین کی وصیت کی ہو
 تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ دونوں وارثوں کی شہادت رجوع کا قبول کرنا صحیح ہوگا سہلے
 کہ شہادت مذکورہ میں وہ دونوں اپنے لئے کسی منصوب کا جلب نہیں کرتے ہیں اور میں
 اشکال ہو اسلئے کہ اُنکے قبضہ سے مال لیا جاتا ہو لہذا وہ دونوں غریم مدعی قرار دیئے
 اور ایک غریم کے شہادت کا دوسرے غریم کے ضرر پر قبول کرنا صحیح نہیں ہے مگر
 جبکہ دو شاہدوں نے شہادت دی ہو کہ میت نے زید کیلئے فلان مال کی وصیت کی
 ہو اور ایک شاہد نے شہادت دی ہو کہ اُسے وصیت زید سے رجوع کرینگے بعد اسی
 مال کی عمر کے لئے وصیت کی ہو تو عمر کو اپنے ایک شاہد کے ساتھ حلف کرنا لازم ہوگا
 اسلئے کہ اسکی شہادت منقرض ہو جو شہادت اولی کے معارض نہیں ہو سکتی جو صحیح مسلم
 اگر کسی میت نے دو شخصوں کیلئے دو وصیتیں کے ہوں بعد ازان دو شاہد شہادت دین
 کہ میت نے منجملہ دونوں وصیتوں کی ایک وصیت سے رجوع کیا ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے
 فرمایا ہو کہ شہادت رجوع مقبول نہوگی اسلئے کہ مشہود معین نہیں ہو پس شہادت
 مذکورہ پر اس مبنیہ کی شہادت کا حکم جاری کیا جائیگا جو کسی مکان کا ملک زید یا

قال الشیخ
 قبل شہادۃ
 الرجوع
 یجوز ان تقض
 وفیہ اشکال
 من حیث ان
 راہ بغیر
 من بدھا
 غما المدعی
 ان الشیخ
 ان الشیخ
 بالوصیۃ
 بالرجوع وادانہ
 اوصی لہم وادانہ
 لہم ان یحلف
 مع شاہدین
 لان شہادۃ
 منفردۃ قلیلۃ
 فی الدعا
 لولیک
 لولیک

وشہد من ولک
 علی ذلک و
 علی الخاند

باجتہ نقصان
و لکھنوی
دعویٰ مذکورہ
معدوم علیہ سزا
مقام علیہ الحد
دونوں روایت
فیصل الحد
فوضو و وضو
نظائر و نحوه
علیٰ زائستہ اولیٰ
الحکم کی تجد
موضع بوعلم
بجسطنطنیہ

تو حدزنا ساقط ہو جائیگی اور اسے اس طرح ایسے مقام پر حدزنا ساقط ہو جاتی ہے جہاں پر کہ
داہلی کو عورت کے حلال ہونے کا توہم ہو مثلاً کوئی شخص کسی عورت کو اپنے فرش پر
موجود پائے اور نہ کوئی مذکورہ کا زوجہ ہو نامعلوم ہو اور اس سے دہلی کرے اور
اگر کوئی عورت کسی شخص کے زوجہ کی تشبیہ کرے تو اس عورت پر حدزنا جاری کرنا
لازم ہو گا اور اس شخص سے حدزنا ساقط ہوگی اور ایک روایت میں وارد ہوا ہے
کہ عورت پر حدزنا کا باعلان جاری کرنا اور مرد پر باخفاء جاری کرنا لازم ہو گا اور وہ وقت
مترک ہی اور اس طرح اگر کوئی عورت کسی مرد کے لیے اپنے نفس کو ہبہ کرنے اور اس کو
بوجہ ہبہ اس کے حلال ہو جانے کا توہم ہو تب بھی حدزنا ساقط ہو جائیگی اور صورت
اکراہ میں بھی حدزنا ساقط ہو جاتی ہے اور طرت زن میں اگر اہ متحقق ہو سکتا ہے
اور یا طرف مرد میں بھی اگر اہ متحقق ہو سکتا ہے یا نہیں اس میں تردد ہے لیکن اس کا ممکن ہونا
اشبہ ہوا لیے کہ باوجود مانت شرعیہ اور عدم رغبت اور خوف نفسانی کے اگر اہ زن
کی وجہ سے مرد میں بھی میلان طبعی کا حادث ہو جانا اور عضو تناسل کا برا نگیختہ ہو جانا
ممکن ہے اور مذکورہ کے لیے داہلی پر علی لا ظہر المثل بھی واجب ہوتا ہے اور جہل احسان کی
وجہ سے کہ جہم واجب ہوتا ہے اس کی ثابت ہونے کی طرف کا متحقق ہونا شرط ہے اول یہ کہ وہ داہلی بالغ ہو
دوم یہ کہ وہ جہم ہو سوم یہ کہ اس کے پاس ایسی فرج موجود ہو جو عقد دائم یا ملک کی
وجہ سے اس کی ملک ہو چہاں کہ یہ کہ فرج مذکورہ سے وہ دہلی کرتا ہو پنجم یہ کہ دہلی کرنے پر
صبح و شام اس کو ممکن (قدرت) حاصل ہو اور مجبوس یا غائب نہ ہو اور ایک روایت
میں وارد ہوا ہے کہ اگر باہین زن و شوہر اس قدر مسافت ہو جو حد نقصہ (ناز کا قصر کرنا)
سے کم ہو تو اس پر بھی حکم احسان جاری کیا جائیگا اور وہ روایت مترک ہے اور

بجسطنطنیہ الحد
مع الکراہ
عویٰ تحقیق
طرف الزنا
قطعا و شرع
حقیقتی طور
الرجل و زوجه
لا یشک امکانہ
باب من یزنی
الطبع الذی یزنی
و لکھنوی
الواطئ علی
زنا تھا علی
لا ظہر المثل
الاحسان
جہم علیہ
حتیٰ یکون
الواطئ الباقی
حد و بیضا
فتیج مسلمو
بالعقد الدائم
والکراہ

بالعقد الدائم
والکراہ
مندیہ
علیہ بیض
و فی حدیث
مستحب
ساقط
التقصی

٢٩
وَقَدْ بَيَّنَّا عَلَى أَرْبَعِينَ مِثْقَالًا
فَأَمَّا زَيْدٌ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْهُ
فَقَدْ بَيَّنَّا عَلَى أَرْبَعِينَ مِثْقَالًا
وَلَمْ يَكُنْ مِنْهُ لَمْ يَكُنْ مِنْهُ
تَصَدَّقَ عَلَى الشَّهَادَةِ
عَلَيْهِ لَمْ يَكُنْ مِنْهُ
مَنْ يَكُنْ مِنْهُ
الْبَيْتُ مَقْطُوعُهُ
الْحَدُّ وَلَوْ يَكُنْ مِنْهُ
فَيَكُنْ مِنْهُ لَمْ يَكُنْ مِنْهُ
حَدَّكَ لَمْ يَكُنْ مِنْهُ
أَوْ

اور شہود اور بہ کی شہادت کا دو یا کئی مخصوص پیر قبل کرنا صحیح ہو اور اجتماع شہود کے بعد اولیٰ کا
اقامت شہادت کے وقت متفرق کر دینا اقرب باحتیاط ہو اگرچہ لازم نہیں ہو اور بقدمین یا تکذیب
مشہود وغلبہ کی وجہ سے شہادت ساقط نہ ہوگی اور اگر قیام بنیتہ کے قبل کوئی شخص تو بہ کرے تو
اوس پر حد ساقط ہوگی اور اگر قیام بنیتہ کے بعد تو بہ کرے تو حد ساقط نہ ہوگی خواہ جلد ہو یا رجیم
و دوسرا مطلب حد کے بیان میں اور اربعین و دو مقام میں مقام اول اقسام حد کے
بیان میں اور وہ قتل یا رجیم (سنگسار کرنا) یا جلد تازیانہ لگانا (اور خبر قطع کرنا اور تراشنا)
اور غریب (شہر بدر کرنا) میں پہلی قسم قتل کے بیان میں پس اوس شخص کا قتل کرنا واجب ہو
جو جن جلد محمد منسوب کسی ات حرم سے زنا کرے جیسے مان بیٹی وغیرہ اور اسی طرح اوس کافر ذمی (یہودی
و نصرانی) کا بھی قتل کرنا واجب ہو جو زن مسلمہ سے زنا کرے اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی
عورت سے بچہ و اکراہ زنا کرے تو اوس کا قتل کرنا بھی واجب ہو گا اور مواضع مذکورہ میں
احسان کا اعتبار نہیں ہو پس زانی کا ہر حال قتل کرنا لازم ہو گا بوڑھا ہو یا جوان و ارس
حکم میں حراً و عباداً و مسلماً اور کافر مسامی ہیں اور بعض علمائے حکم مذکورہ میں باپ اور بیٹے
کی زدہ کو بھی محرمات نسبہ سے طہق کیا ہو اور آیا مواضع مذکورہ میں زانی کے قتل بالسیف
دلواری کے ساتھ مار ڈالنا) بر اقتصار کرنا لازم ہو گا یا نہیں پس بعض علمائے فرمایا ہو کہ لازم
ہو گا اور بعض علمائے فرمایا ہو کہ اگر وہ (زانی) محصن ہو تو اولاً اوپر تازیانہ لگایا جائیگا
بعد ازان قتل کیا جائیگا (اور اگر وہ زانی) محصن ہو تو اولاً اوپر تازیانہ لگایا جائیگا بعد ازان
سنگسار کیا جائیگا تاکہ دونوں دلیلوں کے موافق عمل ہو جائے لیکن قول اول اظہر ہے
و دوسری قسم رجیم کے بیان میں پس جبکہ شخص محصن (مرد یا عورت) کسی ایسے شخص سے
زنا کرے جو بالغ و عاقل (عورت یا مرد) ہو تو اوس کا رجیم سنگسار کرنا واجب ہو گا پس اگر وہ

اشرف المصنفين

الحمد لله
الوفيق

افسوس و هو
او جبر او جبار
(ا)

القتل فجاءه

فی زلف بنیاد

الحمد لله

ملک و مال

مفتی محمد سعید
الکواضی

الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

مفتی بابا و قیام

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم
سورة الكافرون

عقوبة وانه

وہل یقتصر

مجلس فقہان

الحسين محسن
بن علي

وعلیه السلام

الديوان
الاستعماري

على الحصن اد
الغزة

عاقلة فان
وغيره

و بعد از آن که بعضی از اهل بیت علیہ السلام از حد خود تجاوز کردند و با قتل و کشتن و غارتگری و غیره از حقوق الناس تجاوز کردند و بعضی از اهل بیت علیہ السلام از حد خود تجاوز کردند و با قتل و کشتن و غارتگری و غیره از حقوق الناس تجاوز کردند

قبل از آنکه بنی زوجه کو قذف کرنا تو زانیه سے حد زنا سا قط ہوگی اور زوجه پر حد قذف قائم کی جائیگی بشرطیکہ اسنے لعان کیا ہو والا اس سے حد سا قط ہو جائیگی اور باقی تینوں شاہدین پر بھی حد قذف قائم کی جائیگی اور اگر شہادت کے بعض شرائط بھی مختل نہ ہوں اور شوہر نے قبل شہادت اپنی زوجه کا قذف کیا ہو تو زانیہ پر حد زنا ثابت ہوگی یا پنجوان مسئلہ حاکم شرع پر حد و المیہ کا اپنے علم کے موافق قائم کرنا واجب ہوگی حد زنا لیکن حقوق الناس کا قائم کرنا مطالبہ پر موقوف ہوگا حد ہو یا تعزیر چھٹا مسئلہ جبکہ بعض شہود نے شہادت دی ہو اور بعض نے خفیہ شہادت رو کر دی ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف و بسو طین فرمایا ہے کہ اگر وہ شہادت کسی امر ظاہر دہیے تا بینائی یا فسق ظاہر کی وجہ سے رد کی گئی ہو تو چاروں شاہدوں پر حد قذف جاری کی جائیگی اور اگر وہ شہادت کسی امر خفی دہیے فسق مخفی کی وجہ سے رد کی گئی ہو تو اس شاہد پر حد قذف قائم کی جائیگی کہ جسکی شہادت مردود ہوئی ہو اور باقی شاہدوں سے حد سا قط ہوگی اور اس میں اشکال ہوا ہے کہ اس صورت میں ایسے قذف کا تحقیق ہونا مفروض ہو جو بینہ سے جاری ہے بنا را علیہ جملہ شہود پر حد قذف قائم ہونی چاہیے اور اگر شہود اربعہ کی شہادت کے بعد ایک شاہد اپنی شہادت سے رجوع کرے تو اوسی شخص پر حد قذف جاری ہوگی جس نے اپنی شہادت سے رجوع کیا ہو اور باقی شہود پر حد نہ ہوگی سا تو ان مسئلہ کہ کوئی شخص غیر کو اپنی زوجه کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھے تو اسکو اودن دونوں کا قتل کر ڈالنا جائز ہوگا اور اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا اور بحسب ظاہر اس پر قصاص لازم ہوگا تا وقتیکہ اپنے دعوے پر کوئی بینہ قائم نہ ہو یا دلی قتل اوسکی تصدیق نہ کرے اسٹھوان مسئلہ اگر کوئی شخص کسی حرہ یا کرہ کی بکارت کو اپنی اونگلی سے زائل کر دے تو اس پر مہر مثل لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی کنیز یا کرہ کی بکارت کو زائل کر دے تو اس پر کنیز مذکورہ کی قیمت کا دسوان حصہ لازم ہوگا اور بعض ملکن

عالمی الما بعد علی الحد و قذف بعض اذا شہد بعض و تحت شہادۃ الباقین قال فی الحد و المیہ

چند قسم کے قذف ہیں جن میں سے بعض قذف ہے جس میں قاتل و قاتلہ کا قتل کرنا واجب ہے اور بعض قذف ہے جس میں قاتل و قاتلہ کا قتل کرنا واجب ہے اور بعض قذف ہے جس میں قاتل و قاتلہ کا قتل کرنا واجب ہے

[illegible]

فرمایا ہو کہ اوس پرارش و تفاوت کی وہ مقدار جو صحیحہ و معینہ میں قرار پائے، لازم ہوگی اور قول دل وایت متبرہ میں وارد ہوا ہو، نو ان مسئلہ اگر خیرہ مسلمہ پر کوئی شخص کسی کنیز سے بدوں اسکی اجادت کے نکاح کرے اور اوس دکنیز سے وطی کرے تو اوس پر حد زنا کے اٹھویں حصہ (ساتھ سے بارہ کوڑے) کا قائم کرنا لازم ہوگا و سوان مسئلہ اگر یاہ رمضان کے دن یا رات میں کوئی شخص زنا کرے تو حد زنا کے علاوہ اسی عقوبت کی زیادتی کیجائے جسکی مقدار قطر حاکم سے معین ہوگی اسلیئے کہ اوسنے ماہ رمضان کی حرمت ہتک کیا ہو اور اسی طرح اگر کوئی شخص مکان شریف میں زنا کرے جیسے مساجد، شہر، مشرق وغیرہ یا کسی زمان شریف میں زنا کرے جیسے روز جمعہ، یوم عید وغیرہ تب بھی حدیں علاوہ اوس پر عقوبت کی زیادتی کیجائیگی باب دوم لواط اور سحت اور قیادت کے بیان میں اور اس میں تین فصلیں ہیں پہلی فصل لواط کے بیان میں لواط سے مرد کا کسی دوسرے مرد کے ساتھ وطی کرنا مراد ہے خواہ بایقاب کل یا بعض حشفہ کا دبر مرد میں داخل کرنا، ہو یا بدون ایقاب جیسے بین الالیتین فعل کرنا اور لواط کی دونوں قسموں (بایقاب اور بدون ایقاب) کی ثابت ہونے میں چار مرتبہ اقرار کرنا یا چار مردوں کا اوسکے معائنہ پر شہادت دینا ضرور ہے اور مقررین چار شرطوں کا موجود ہونا شرط ہے اول دسکا بالغ ہونا دوم اوسکا کامل العقل ہونا سوم اوسکا صبر ہونا چہاں اوسکا صاحب اختیار ہونا خواہ وہ (مقر) فاعل ہو یا مفعول ہو اور اگر کوئی شخص چار مرتبہ سے کم اقرار کرے گا تو اوس حد پر لواط قائم نہیں جائیگی بلکہ اوسکو تعزیر و جائیگی اور اگر چاہے شخصوں سے کم لوگ اوسکی شہادت دیں تو ثابت نہوگا اور لو پھر حد قذف قائم ہوگی اسلیئے کہ اوصحون نے اقرار کیا ہے اور حاکم شرع کو اوسمیں اپنے علم پر مطلقاً عمل کرنا

عقوب وبناته
على الدار
الحق كذا
كان في مكان
شريف
الثاني
في القوط
المسجد
أما القوط
فهم و...

و لو ان كانوا
لا يأتونكم
مدا في شدة
اربع جال النما
وتيسر في الحفر
البوع وكال
العقل و
الحمد و
الاستبارة و
كان ومنعولا
ولو انهم
الاربع

[illegible]

في الحق كاشفة
جليلة حرة
كانت اواة
سلطنة كافق
محضنة اوغيا
محضنة لكاش
والمفولة
قال في النفا
توحيده لاخطا
والا
وان اكنو
المسما

سختی کے بیان میں محقق سے ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ وطی کرنا مرد و عورت کو اور اسکی حد
میں فاعل اور مفعول پر سو و زون کا لگانا لازم ہو کر ہو یا کینز مسلہ ہو یا کافرہ محصنہ ہو
یا غیر محصنہ اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ محصنہ کا رجسٹر کرنا اور غیر محصنہ پر حد کا قائم کرنا لازم ہو گا
اور قول اول ولی ہو اور جبکہ مساحت کسی عورت سے مکرر صادر ہو تو تین مرتبہ حد قائم ہو چکی
ہو تو چوتھی مرتبہ میں اسکا قتل کرنا واجب ہو گا اور اگر قیام بیتیہ کے قبل کوئی عورت توبہ کرے
تو حد موقوف ہوگی اور اگر قیام بیتیہ کے بعد توبہ کرے تو حد ساقط نہوگی اور صورت افراد و توبہ
میں امام کو اپنی عفو و استیفاء اختیار ہو گا اور جبکہ ایک ازار میں دو اجنبی عورتیں بجاالت
تجر و (بیمہ) موجود ہوں تو دونوں دونوں میں سے ہر ایک عورت کا اس مقدسہ کے ساتھ تعزیر
دینا لازم ہو گا جو مقدار حد (سو درے) سے کم ہو جیسے ننانوے درے ہیں اگر فعل ترکہ و اون دنوں سے
مکرر واقع ہو اور اوپر دو دفعہ تعزیر ہو چکی ہو تو تیسری دفعہ میں اوپر پوری حد (سو درے) کا
قائم کرنا لازم ہو گا پس اگر فعل مذکورہ کی طرف وہ دونوں پھر عود کیوں تو شیخ علیہ الرحمہ نے
کتاب نہایت میں ارشاد فرمایا ہو کہ اون دونوں کا قتل کرنا لازم ہو گا لیکن فقط تعزیر پر اقتصار
کرنا اولیٰ ہو تاکہ خون ریزی پر جرأت کرنے میں احتیاط رہے اور اس مقام پر دو مسئلے مذکور ہوئے
ہیں پہلا مسئلہ کسی حد شرعی میں کفالت نہیں ہو سکتی اسلیئے کہ رسالت کتاب سے منقول ہوا ہو
لا کفالت فی حد و رانی طرہ اقامت حد میں تاخیر کرنا بھی جائز نہیں ہو جبکہ اسکا قائم کرنا
مکن ہو تو توجہ ضرر سے اس حاصل ہو پس مرہض و حاملہ کی حد میں تاخیر کرنا جائز ہو گا اور
اسی طرح اسقاط حد میں شفاعت بھی ہو سکتی اسلیئے کہ ذاتی پر وافت کرنا ممنوع ہے
دوسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص اپنی عورت (زوجہ) سے وطی کرے بعد از ان وہ عورت کسی
زن پاکرہ سے مساحت کرے اور پاکرہ مذکورہ حاملہ ہو جائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب

المسألة
مع إقامة الحد
على ما هو الواقع
واللينة ولسقط
الحد لسقط
الينة وكذا تم
بيده أو مع
الأقارب والنسب
يؤيد الإمام
غيره ولا يخفى
هذا

من ريد
فان تكرر انسل
مهماك العير في
اقباله فان علك
قتل في الخراج
على التفرج والحق
في التفرج على الممر
مسكنات
الاولى

فصلت قال
لو طعن في
الثاني
استأنف
ولا تنقذ
من تقيض
الامكان
ولا في
الحال

وکیل راسخ فی الجرح والعدہ
 الکافضل فی الجرح والعدہ
 نینجی بول من قال فی المناہج
 نعم قال الفکیہ
 نینجی انثانیۃ
 واول حرم
 اما المراد فینجد
 وینجی علیہا
 جرح الب

بعض علمائے فرمایا ہو کہ حد مذکور کے علاوہ اس (قواد) کا خلق راس کے بعد تشہیر کرنا
 بھی لازم ہو گا اور حکم مذکور میں مراد عبد اور مسلم اور کافر مسادی ہیں اور آیا مرتبہ اولی
 ہی میں اس کا شہر بدر کرنا لازم ہو گا یا نہیں پس شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایت میں ارشاد
 فرمایا ہو کہ لازم ہو گا اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ مرتبہ ثانی میں اس کا
 شہر بدر کرنا لازم ہو گا اور روایت عبد اللہ بن سنان میں قول دل منقول ہو اہو اوزن
 قوادہ پر بھی درون کا لگا نا لازم ہو لیکن اس کے سر کا مونڈ وانا یا اس کا تشہیر کرنا اس کا
 شہر بدر کرنا صحیح نہیں ہو باب سوم حد قذف کے بیان میں اور اس میں چار امر قابل نظر
 ہیں احرا اول موجب حد کے بیان میں موجب حد سے کسی شخص کی طرف زنا یا لواط کا
 منسوب کرنا مراد ہو جیسے زینت (تو نے زنا کے ہو) یا الطیت (تو نے لواط کا ہو) یا لبطک تیکہ
 ساتھ لواط کیا گیا ہو) یا انت زان (تو زانی ہو) یا انت لائط (تو لواط کرنے والا ہو) یا انت
 منکوح فی دیرہ (تو وہ شخص ہو جس کے ساتھ ازراہ درو علی کی جاتی ہو) یا الفاظ مذکورہ کے
 علاوہ کسی ایسی عبارت کے ساتھ تلفظ کرنا جو ان کے معانی پر صراحت و لالت کرتی ہو مثلاً کہ
 قائل کو ہر لغت میں اس لفظ کے معنی موضوع معلوم ہوں جس کے ساتھ کہ اس نے تلفظ کیا ہو
 اگرچہ مخاطب اس کو نہ جانتا ہو اور اگر کوئی شخص اپنے اس مولود سے کہ جس کی نبوت کا کہ اس نے اقرار کیا ہو است و لدی
 (تو میرا فرزند نہیں ہو) تو شخص مذکور پر حد قذف واجب ہوگی اور اس طرح اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہ است
 لا بیک (تو اپنے باپ کا فرزند نہیں ہو) تب بھی اس پر حد قذف واجب ہوگی اور اگر کوئی شخص کسی سے کہ زینت ایک
 کہ دقیری مان نے تجھ کو بطور زنا ہم پہنچایا ہو یا کہ یابن الزانیہ (اسی زانیہ کے بیٹے) تو اس قول میں اور مخاطب
 کا قذف ہو گا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی سے کہ زنی بک ابوک (تیرے باپ نے تجھ کو بطور زنا
 زنا ہم پہنچایا ہو) یا کہ یابن الزانی (اسی زانی کے بیٹے) تو اس قول میں پدر مخاطب کا قذف ہو

بعض علمائے
 فی حد القذف
 و التوفیق
 اس میں
 اہو جیب ہو
 اس میں بالزنا
 او اللواط قذف
 زینت او لبطک
 او لواط کیا گیا ہو
 زان و زانیہ
 ما منکوح
 قذف و دقیری
 حد الزانیہ
 ہر جیب ہو
 قائل کو ہر لغت
 میں اس لفظ
 معنی موضوع
 معلوم ہوں
 جس کے ساتھ کہ
 اس نے تلفظ کیا ہو
 اگرچہ مخاطب
 اس کو نہ جانتا ہو
 اور اگر کوئی شخص
 اپنے اس مولود سے
 کہ جس کی نبوت کا کہ
 اس نے اقرار کیا ہو
 است و لدی
 (تو میرا فرزند نہیں ہو)
 تو شخص مذکور پر
 حد قذف واجب ہوگی
 اور اس طرح اگر کوئی
 شخص کسی دوسرے شخص سے
 کہ است لا بیک
 (تو اپنے باپ کا فرزند نہیں ہو)
 تب بھی اس پر حد قذف
 واجب ہوگی اور اگر کوئی
 شخص کسی سے کہ زینت ایک
 کہ دقیری مان نے تجھ کو
 بطور زنا ہم پہنچایا ہو
 یا کہ یابن الزانیہ (اسی
 زانیہ کے بیٹے) تو اس
 قول میں اور مخاطب کا
 قذف ہو گا اور اسی
 طرح اگر کوئی شخص کسی
 سے کہ زنی بک ابوک (تیرے
 باپ نے تجھ کو بطور زنا
 زنا ہم پہنچایا ہو) یا کہ
 یابن الزانی (اسی زانی کے
 بیٹے) تو اس قول میں پدر
 مخاطب کا قذف ہو

لینیم
 فہو قذف
 من الزانیہ
 ہر جیب ہو
 قائل کو ہر لغت
 میں اس لفظ
 معنی موضوع
 معلوم ہوں
 جس کے ساتھ کہ
 اس نے تلفظ کیا ہو
 اگرچہ مخاطب
 اس کو نہ جانتا ہو
 اور اگر کوئی شخص
 اپنے اس مولود سے
 کہ جس کی نبوت کا کہ
 اس نے اقرار کیا ہو
 است و لدی
 (تو میرا فرزند نہیں ہو)
 تو شخص مذکور پر
 حد قذف واجب ہوگی
 اور اس طرح اگر کوئی
 شخص کسی دوسرے شخص سے
 کہ است لا بیک
 (تو اپنے باپ کا فرزند نہیں ہو)
 تب بھی اس پر حد قذف
 واجب ہوگی اور اگر کوئی
 شخص کسی سے کہ زینت ایک
 کہ دقیری مان نے تجھ کو
 بطور زنا ہم پہنچایا ہو
 یا کہ یابن الزانیہ (اسی
 زانیہ کے بیٹے) تو اس
 قول میں پدر مخاطب کا
 قذف ہو

والله اعلم
الحد ان
الغفر
يغفر
الوجه القوي
كل يغفر
يكمل الوجه
افادت فائدة
حدود غفران
لغفر فلا
السلات مفيدة

المقل والمقلوب
الغريب والاشبه
القديم من استعملها
وجب نقد الحد
ومن نقد لها او
بعضها فالاحد
وفيها التفرين
قذف صديا او
مجنونا او ملوكا هيدنا
او كافرا او فظنا
بالقاساء كان
القاذف صديا او
كافرا او عبدا
ولو قال له
انذرو

عقل در حریت اور اسلام اور عفت مراد ہو پس جبکہ کسی شخص میں شرائط مذکورہ موجود ہوں تو اس کے قذف کرنے سے قاذف پر حد ثابت ہوگی اور اگر جس شخص میں کہ کل یا بعض شرائط مفقود ہو جائیں تو اس کے قذف کرنے سے قاذف پر حد ثابت نہ ہوگی بلکہ اس کا تعزیر دینا معین ہوگا جیسے کسی شخص کا کسی طفل نابالغ یا مجنون یا مملوک یا کافر یا متظاهر بنانا کو قذف کرنا خواہ شخص قاذف مسلم ہو یا کافر ہو یا غلام اور اگر کوئی شخص کسی مسلم کو کہے یا بنی الزانیۃ یا کہے ایک زانیۃ اور اس کی مان کافر یا کثیر ہو تو شیخ علیہ الرحمۃ نے کتاب نہایہ میں فرمایا ہے کہ قاذف پر حد تمام قائم کجا بیگی ایسے کہ اس عورت کے مولود کی حرمت ثابت ہو لیکن اس پر تعزیر کا قائم کرنا شبہ ہوا اور اگر کوئی شخص غیر مولود کا قذف کرے تو شخص مذکورہ پر حد قذف ثابت نہ ہوگی اور اس کا تعزیر دینا لازم ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی اوس زوجہ میتہ کا قذف کرے جبکہ بطن و شخص مذکور کے لیے کوئی مولود موجود ہو اور اس کی زوجہ مذکورہ کا مولود مذکور کے سوا کوئی دوسرا وارث نہ ہو تب بھی یہی حکم ہوگا بان اگر اس کی زوجہ مذکور کے بچے ایسی اولاد موجود ہو جو کسی دوسرے شخص کے صلب سے پیدا ہوئی ہو تو اس اولاد کے لیے شخص مذکور قاذف پر حد ثابت نہ ہوگی اور کوئی شخص اپنے باپ کا قذف کرے تو اس پر حد قذف قائم کجا بیگی اور اس طرح اگر کوئی عورت اپنے مولود کا قذف کرے تو اس پر بھی حد قذف ثابت ہوگی اور باقی اقارب کا بھی یہی حکم ہر چارم احکام قذف کے بیان میں درویش کی سند میں پہلا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی چارٹ کو بعد از قذف قذف کرے تو جماعت مذکورہ میں سے ہر ایک شخص کے لیے قاذف پر حد ثابت ہوگی اور اگر ایک ہی لفظ کے ساتھ اولاد سب کا قذف کرے مثلاً کہے خولاء سہ نفاقہ (یہ لوگ زانی ہیں) اور وہ لوگ اوس قاذف کو حالت اجتماع میں حاکم خراج کے پاس لے آئیں تو اولاد سب کے لیے اس پر ایک ہی حد ثابت ہوگی اور اگر مطالبہ کرنے میں وہ لوگ متفرق ہوں تو ہر ایک شخص کے لیے اس پر

فلكل واحد من
انقرضوا الى الله
حد واحد وان
محقق فلكل
فاحد ويا اياه
حد واحد فليحفظ
بمداد على واحد
تدق جماعة واحد
الاولى اذا
الحاكم في
الامر في

والمستحق للعدل
ان يعفوا عنه
ثم يوتى حقوه
بغير ريب
عليه ولا يقيم
الحاكم الا ما
الامر له
المستحق
ان يكون له
تجاوز الحق
من غير قتل
فان كانت
قيل في البر
الاول

کر دے تو قاذف سے حد ساقط ہو جائیگی اور مستحق حد کے اوسکا مطلقاً ساقط کر دینا جائز ہو خواہ
 اوسکا حق ثابت ہو چکا ہو یا ثابت نہ ہو اور حکم کو اوسپر اعتراض کرنا صحیح نہیں ہوا اور حد قذف
 اوسوقت تک قائم نہ کی جائیگی جب تک کہ مستحق اوسکا مطالبہ نہ کرے یا پانچوں مسئلہ جبکہ تکرر قذف
 کی وجہ سے قاذف پر دو مرتبہ حد قائم ہو چکی ہو تو تیسری مرتبہ میں اوسکا قتل کرنا معتین ہو گا اور
 بعض علمائے مرابا ہی کہ چوتھی مرتبہ میں اوسکا قتل کرنا معتین ہو گا اور یہ قول ولی جو اسلئے کہ
 خونریزی میں مرعات احتیاط لازم ہو اور اگر کسی شخص پر قذف کرے اور اوسپر حد قائم ہو
 بعد ازان کے کہ مین نے جو کچھ بیان کیا تھا وہ صحیح تھا تو قول دوم کی وجہ سے اوسکو تیسری دیگلی
 اسلئے کہ وہ صریح نہیں ہوا اور قذف متکرر میں قاذف پر ایک ہی حد ثابت ہوتی ہو اور ایک سے زائد
 ثابت نہیں ہونے چھٹا مسئلہ قاذف سے اوسوقت تک حد ساقط نہوگی جب تک کہ بتہ زنا
 اوسکی تصدیق نہ کرے یا مستحق حد اوسکی تصدیق نہ کرے یا مستحق حد اوسکو ساقط نہ کرے لیکن اگر
 کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرے تو زوجہ کے ساقط کر دینے یا قاذف کے لعان کرنے سے حد قذف
 ساقط ہوگی ساتھ ساتھ قاذف کی مقدار اسٹی دسے میں خواہ صر ہو یا غلام اور اوسپر
 حد قذف کا مع ثواب رکھو (قائم کرنا لازم ہو گا اور اوسکا برہنہ کرنا صحیح نہو گا اور ضربت وسط
 پر اقتصار کرنا واجب ہو گا اور اوسکی ضرب لگانے میں اوسقدر شدت کرنا صحیح نہو گا جسقدر کہ
 مرہنہ زنا میں شدت کیجاتی ہو بلکہ اوس سے کم پر اقتصار کرنا معتین ہو گا اسلئے کہ رسول خدا سے
 منقول ہوا ہر الزانی اسشد ضرباً من شارب الخمر وشارب الخمر اسشد ضرباً من القاذف
 والقاذف اسشد ضرباً من المتغیرو اور قاذف کا تشہیر کرنا اور لوگوں کا اوسکے احوال پر
 مطلع کرنا لازم ہو گا تاکہ اوسکی شہادت سے اجتناب کیا جاوے اور قذف کے ثابت ہونے میں
 دو عادلون کا شہادت دینا یا قاذف کا دو مرتبہ اقرار کرنا کافی ہو اور قرین کلیف (بلغ ما قلنا)

السكيف
ويشترط للمند
الاعلا فادريين
القاضيها مدين
في قوتها من
تجارة ورونت
القادي ليجب
فاننا والشهرا
ولا يلحق في القضاة
الفصل الثاني
ويقصر على
نظامه واجيد
اربعه اوجبل
المجلدات الممان

اور حریت اور اختیار کا تحقق ہونا شرط ہوگا۔ ان مسئلہ جبکہ درمیان میں سے ہر ایک شخص
دوسرے کا قذف کرے تو حد قذف ساقط ہوگی لیکن ان دونوں کا تعزیر و نیاز لازم ہوگا۔ ان مسئلہ
بعض علمائے فرمایا ہر کہ اگر کفار آپس میں ایسے القاب کے ساتھ خطاب برادر القاب مذمومہ و مکروہہ کا
ذکر کرنا کریں جو مذمت پر مشتمل ہوں یا ایسے امر اس کے ساتھ بغیر عیب لگانا سرزنش کرنا، کریں
جو باعث اہانت ہوں جیسے نامحرم یا سبوح کنا قنادون سے تعزیر ساقط ہوگی لیکن اگر ترک تعزیر
میں حدود فقہ کا خون ہو تو امام علیہ السلام کو اور کا تعزیر کے اس مقدار کے ساتھ فوکرنا صحیح
ہوگا جو ان کے نزدیک مصلحت ہو اور اس تمام سے چند مسئلے اور ثقیل کئے جاتے ہیں پہلا مسئلہ
اگر کوئی شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب و شتم کرے تو سب کو شخص مذکور کا
قتل کرنا جائز ہوگا تا وقتیکہ بچے یا کسی برادر میں سے نفس یا مال پر ضرر کا خون نہ نکلتا ہو اور اس طرح
اگر کوئی شخص نبی اکرم علیہ السلام کو کسی امام کا سب و شتم کرے تو اس کا بھی یہ حکم ہوگا و دوسرا مسئلہ جو
شخص کہ نبوت کا دعویٰ کرے اور کا قتل کرنا واجب ہو اور اسی طرح اگر صدق نبی میں کوئی
شخص شک کرے مثلاً کہ لا ادعی محمد بن عبد اللہ صاۃ صادق اولاد میں نہیں جانتا
کہ محمد بن عبد اللہ صادق بن یاقین (اور شخص مذکور بظاہر مسلم ہو تو اس کا قتل کرنا بھی
واجب ہوگا تیسرا مسئلہ جو شخص کہ سحر و جادو کرے اور مسلم ہو تو اس کا قتل کرنا واجب ہوگا اور
اگر وہ شخص کافر ہو تو اس کا تادیب کرنا لازم ہوگا چوتھا مسئلہ تادیب میں میں تادیب و تادیب
زیادتی کرنا مکروہہ ہے اور ملوک کا بھی یہی حکم ہے اور بعض علمائے فرمایا ہر کہ اگر کوئی شخص
اپنے غلام کو بغیر حد میں حد لگائے گا تو اس پر غلام مذکور کا آزاد کرنا لازم ہوگا لیکن ہمارے
نزدیک صورت مذکورہ میں غلام کا آزاد کرنا مستحب ہے یا پانچواں مسئلہ جس جن اللہ تعزیر
واجب ہوتی ہے وہ دو عادلون کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے اور اس طرح ایک قول کی بنا پر

فخر بن محمد

عبدالله بن عبدالمطلب

۱۸۸۸

سبب النقصان

تجربہ فی الواقع

أولها الوصف من

من نبيك

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

منه

ادعى النبوة وحبس
قال لا

فصل اول در بیان

ادبیات
عقبات کا کمانہ

علاء الدين

الحمد لله

ان کان

والفقار کالینید
السکر کالینید
ان لیکل کالینید
فی جیب کالینید
من لیکل کالینید
والفقار کالینید
السکر کالینید
ان لیکل کالینید
فی جیب کالینید
من لیکل کالینید
والفقار کالینید
السکر کالینید
ان لیکل کالینید
فی جیب کالینید
من لیکل کالینید

اور اسی طرح اگر عصیہ عینی کے علاوہ کسی اور شے میں شدت مسکرہ حاصل ہو جائے تو حکم مذکور اوس سے
بھی متعلق ہوگا اور جبکہ شیرہ خرمہ کو غلیان ہو اور حد اسکا تک نہ پہنچے تو یا وہ بھی حرام ہوگا
یا نہیں آہن تردد ہو لیکن اسکا تحلیل پر باقی رہنا شبہ ہر ناوقتیکہ حد اسکا تک نہ پہنچے اور اس طرح
اگر باقی میں متقی ترکہ دجائے بعد ازان اوسکو از خود یا بوجہ آتش غلیان ہو جائے تو اوس میں بھی یہی
بحث جاری ہوگی لیکن اوسکا بھی حرام نہ ہونا شبہ ہر ناوقتیکہ شدت مسکرہ کی حد کو نہ پہنچے اور حکم
محرک میں نقاع بھی بنید مسکرہ کے مثل ہو اگرچہ وہ (نقاع) مسکرہ نہ ہو اور اس طرح ہر آدمی کے عنوع چلو
اور اس طہاغ (نان خورش بنانا) کے حرام ہونے میں بھی نقاع پر بنید مسکرہ کا حکم جاری کیا جائیگا اور
ہم نے وجہ حد میں اختیار کو شرط کیا تاکہ شخص مکرہ (مجبور) خارج ہو جائے اسلئے کہ اوس مکرہ پر
حد ثابت نہیں ہوتی اور شراب مسکرہ سے حکم مذکور اوس وقت تک متعلق نہ ہوگا جب تک کہ وہ بالغ اور عاقل ہو
اور حسب طبع کہ مکرہ سے حد ساقط ہو جاتی ہو اس طبع اوس شخص سے بھی ساقط ہو جاتی ہو جو جاہل تجریم یا
جاہل شرع ہو اور وجہ حد دو عاقلوں کی شہادت سے ثابت ہوتا ہو اور اوس میں عذر تو نکی شہادت
مقبول نہیں ہو خواہ نا شہادت دین یا جاہل کر ساتھ اور اس طبع موجب حد کی ثبوت میں متنازل کا
دو مرتبہ قرار کرنا بھی کافی ہو اور ایک مرتبہ اقرار کرنا کافی نہیں ہو اور مقومین بلوغ اور کمال عقل اور
حریت اور اختیار شرط ہو محبت و موم کیفیت حد کے بیان میں اور حد کی مقدار انشی تا زبانہ شراب
مرد ہو یا عورت حرم ہو یا غلام اور ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ غلام پر فقط چالیس تازیانو تک
ساتھ حد جاری کی جائیگی اور وہ روایت متروک ہو اور اگر شراب مسکرہ کافر ہو اور اوس در شراب
مسکرہ کے ساتھ ظاہر اعلان کرتا ہو تو اُس پر حد جاری کی جائیگی اور اگر اس شراب مسکرہ کے ساتھ ترشہ فضا
کرتا ہو تو اُس پر حد نہ ہوگی اور شراب کی پشت اور دونوں شانوں پر حالت عریانی میں ضرب لگانا لازم
ہوگا اور اوس کے چہرہ اور فرج کا بچا نا واجب ہوگا اور شراب پر اوس وقت تک حد قائم کرنا صحیح نہ ہوگا

والفقار کالینید
السکر کالینید
ان لیکل کالینید
فی جیب کالینید
من لیکل کالینید
والفقار کالینید
السکر کالینید
ان لیکل کالینید
فی جیب کالینید
من لیکل کالینید
والفقار کالینید
السکر کالینید
ان لیکل کالینید
فی جیب کالینید
من لیکل کالینید

والفقار کالینید
السکر کالینید
ان لیکل کالینید
فی جیب کالینید
من لیکل کالینید
والفقار کالینید
السکر کالینید
ان لیکل کالینید
فی جیب کالینید
من لیکل کالینید
والفقار کالینید
السکر کالینید
ان لیکل کالینید
فی جیب کالینید
من لیکل کالینید

٣٤١
حتى ينفقوا
أما أحد من بني
قتل في الثالثة
وهو البرق
وقال في الخلا
تقبل في المائة
لورشعورا
كف في واحد
الثالث
في أحكامه
وفي مسائل
الأولى
لنقص

جب تک کہ وہ افادہ نہ پاس تاکہ اقامت حد کا فائدہ (اوس کا نام ہونا یا بازار ہونا) حاصل ہو اور جبکہ شراب پر دو مرتبہ حد قائم ہو چکی ہو تو مرتبہ ثالثہ میں اس کا قتل کرنا واجب ہو گا اور یہی قول روایت میں بھی منقول ہوا ہے اور شیخ الطائفہ نے کتاب اختلاف میں فرمایا ہو کہ مرتبہ رابع میں اس کا قتل کرنا واجب ہو گا اور اگر کوئی شخص سکر کو کسی مرتبہ تناول کرے اور دوسرے کوئی حد قائم نہ ہو تو ایک حد کا فی ہوگی مبحث سوم احکام کے بیان میں اور اوس میں کئی مسئلے ہیں پہلا مسئلہ اگر ایک شارب کسی شخص کے شراب پیئے پر اور دوسرا شارب اوس کے لئے کرنے پر شہادت دے تو یہ واجب ہوگی اسلئے کہ اس کا تو کرنا شراب کے پینے کو مستلزم ہے جیسا کہ روایت حسین ابن زید میں منقول ہوا ہے قاضی شافعی حتی شرابہا ببناء علیہ اگر دھون شارب کسی شخص کے لئے کر نیکی شہادت دین تب بھی شہادہ علیہ پر حد کا واجب ہونا لازم آتا ہے اسلئے کہ روایت مذکور میں جو تحلیل وار ہوئی ہے وہ یہاں بھی جاری ہو سکتی ہے اور اس میں تردد کیونکہ شراب کے پینے میں شخص مذکور کے مکروہ (مجبور) ہونیکا بھی احتمال ہے اگرچہ یہ احتمال بعید ہے لہذا حد کا بوجہ شہادہ ساقط ہونا چاہئے مگر احتمال مذکور کی دفع میں کہہ سکتے ہیں کہ اگر اگر وہ واقع ہوتا تو حد شراب کو شہادہ علیہ اسی عذر کی وجہ سے دفع کرتا پس اس کا عذر اگر کہہ بیان نہ کرنا اوس کے واقع ہونے پر دلالت کرتا ہے لیکن اگر مشہور علیہ اپنے مکروہ ہونے کا مدعی ہو تو اس سے حد ساقط ہوگی و دوسرا مسئلہ اگر کوئی شخص حلال جانکر مرتبہ پہلے تو حاکم کو اس کا توبہ پر مامور کرنا لگا ہو گا پس اگر دینے توبہ کا اظہار کیا تو دوسرے حد کا جاری کرنا واجب ہو گا اور اگر اوسنے توبہ سے امتناع (انکار) کیا تو اجرا وحد کے بعد اس کا قتل کرنا معین ہو گا خواہ شخص مذکور فطری ہو یا غیر فطری اور بعض علمائے فرمایا ہو کہ دوسرے حکم مرتبہ جاری کیا جائیگا اور فطری وغیر فطری میں تفرق کرنا لازم ہوگا اور بقول قوی ہر اسلئے کہ حرمت شراب میں جملہ روایات اسلام ہے جن کا منکر کا فرہونا ہے البتہ اگر کوئی شخص شراب کے علاوہ کسی دوسرے سکر کو حلال جانکر تناول کرے تو اس کا قتل کرنا مجمع ہو گا

کتابخانه

مستخلص السكون قوي لاسر المنيق وهو حكيم وقيل يكون اقنع على الحدادان اذ يعيد فان تاب مستحلا

ولوسق
 ابو الشجر
 علمونه
 باقر الى
 علمه
 محمد بن
 له ولا
 علي بن
 من ال
 موقوف
 من
 من
 من

بعضی نے کہا کہ اگر ساق کو قطع کرنا لازم ہوگا اور اگر وقت سرقہ اوسکے لئے ہاتھ پاؤں دونوں ہوں تو
اوسکا جس کرنا لازم ہوگا اور ان جملہ صورتوں میں اشکال ہر اسلئے کہ اس میں موضع قطع سے
تقدی لازم آتی ہو پس ان دن شارع پر موقوف ہوگا جو صورت مذکورہ میں موقوف ہو اور
اگر ثبوت سرقہ کے قبل اس (سارق) نے توبہ کی تو حد نہ فرما ساق قطع ہو جائیگی اور اگر قیام توبہ
کے بعد توبہ کی تو حد سرقہ منقطع ہو جائیگی اور اگر بعد اقرار توبہ کی تو بعض علمائے فرمایا ہر کہ حد سرقہ
منقطع ہو جائیگی اور بعض علمائے فرمایا ہر کہ امام کو حد کے قائم کرنے اور عفو کرنے میں
اختیار حاصل ہوگا اور یہ قول ایک روایت ضعیفہ پر مبنی ہے اور اگر حد ادا اوسکے دست چپ کو
بوجود علم قطع کر دے تو اوس (حد) پر قصاص لازم ہوگا اور سارق کے دین راست کا وجہ
سرقہ قطع کرنا ساق قطع ہوگا اور اگر حد ادا کو دست چپ کا دست راست ہونا منظور ہو اور اوسکو
قطع کر دے تو اوس (حد) پر حد لازم ہوگی اور آبا اس صورت میں سارق کو دست راست کا
قطع ہونا ساق قطع ہوگا یا نہیں پس شیخ علیہ الرحمہ فی کتاب بیوطہ میں فرمایا ہر کہ ساق قطع ہوگا اسلئے
کہ قطع کا اوسکے تلف ہونے سے تعلق ہو چکا ہے اور روایت محمد بن قیس بن حضرت ابو جعفر
سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین نے ارشاد فرمایا ہر کہ لا یقطع یسیر ساق وقت
قلعت شام یعنی حکم اوسکا دست چپ قطع ہو جائے تو اوسکے دین راست کا قطع کرنا
صحیح نہیں ہے اور جبکہ سارق کا ہاتھ قطع کر دیا جائے تو زیت جو شیدہ کے ساتھ اوسکا ختم
کرنا مستحب ہوگا تا کہ وہ (سارق) اوسکی شراعت سے محفوظ رہے اور اوسکا ختم کرنا لازم نہیں
ہے اور اگر شراعت حد مضمون نہیں ہوتی اگرچہ حرارت یا بردت کے زکون میں قائم کی جائے
اسکے کہ وہ استیفاء یا بیع ہو جو مستطاعان ہو نہ اسے یا پھر جوین فصل ہوا حق کے بیان میں
اور وہ کئی مسئلے میں پہلا مسئلہ سارق کو عین سرقہ کا مادہ واپس کرنا لازم ہے اور اگر

بعضی نے کہا کہ اگر ساق کو قطع کرنا لازم ہوگا اور اگر وقت سرقہ اوسکے لئے ہاتھ پاؤں دونوں ہوں تو
اوسکا جس کرنا لازم ہوگا اور ان جملہ صورتوں میں اشکال ہر اسلئے کہ اس میں موضع قطع سے
تقدی لازم آتی ہو پس ان دن شارع پر موقوف ہوگا جو صورت مذکورہ میں موقوف ہو اور
اگر ثبوت سرقہ کے قبل اس (سارق) نے توبہ کی تو حد نہ فرما ساق قطع ہو جائیگی اور اگر قیام توبہ
کے بعد توبہ کی تو حد سرقہ منقطع ہو جائیگی اور اگر بعد اقرار توبہ کی تو بعض علمائے فرمایا ہر کہ حد سرقہ
منقطع ہو جائیگی اور بعض علمائے فرمایا ہر کہ امام کو حد کے قائم کرنے اور عفو کرنے میں
اختیار حاصل ہوگا اور یہ قول ایک روایت ضعیفہ پر مبنی ہے اور اگر حد ادا اوسکے دست چپ کو
بوجود علم قطع کر دے تو اوس (حد) پر قصاص لازم ہوگا اور سارق کے دین راست کا وجہ
سرقہ قطع کرنا ساق قطع ہوگا اور اگر حد ادا کو دست چپ کا دست راست ہونا منظور ہو اور اوسکو
قطع کر دے تو اوس (حد) پر حد لازم ہوگی اور آبا اس صورت میں سارق کو دست راست کا
قطع ہونا ساق قطع ہوگا یا نہیں پس شیخ علیہ الرحمہ فی کتاب بیوطہ میں فرمایا ہر کہ ساق قطع ہوگا اسلئے
کہ قطع کا اوسکے تلف ہونے سے تعلق ہو چکا ہے اور روایت محمد بن قیس بن حضرت ابو جعفر
سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین نے ارشاد فرمایا ہر کہ لا یقطع یسیر ساق وقت
قلعت شام یعنی حکم اوسکا دست چپ قطع ہو جائے تو اوسکے دین راست کا قطع کرنا
صحیح نہیں ہے اور جبکہ سارق کا ہاتھ قطع کر دیا جائے تو زیت جو شیدہ کے ساتھ اوسکا ختم
کرنا مستحب ہوگا تا کہ وہ (سارق) اوسکی شراعت سے محفوظ رہے اور اوسکا ختم کرنا لازم نہیں
ہے اور اگر شراعت حد مضمون نہیں ہوتی اگرچہ حرارت یا بردت کے زکون میں قائم کی جائے
اسکے کہ وہ استیفاء یا بیع ہو جو مستطاعان ہو نہ اسے یا پھر جوین فصل ہوا حق کے بیان میں
اور وہ کئی مسئلے میں پہلا مسئلہ سارق کو عین سرقہ کا مادہ واپس کرنا لازم ہے اور اگر

والساق لازم
ساقہ الحدیست
مضمونہ وان
انما فی حرارت
لانہ استیفاء
اللائی وشیء
علی الشیء
العیال المسترق
وان

او القلم او الصليب القتل المحارب وهدى الشهادة تمم فقهة من ذلك لا ينشأ

مقبول نہوگی اسلئے کہ محلِ تہمت ہو کیونکہ باہم نفع رسانی کی غرض سے شہادت دینے کا بھی احتمال ہو
لیکن اگر شہادت دین کہ وہ ہمارے لئے ظاہر ہوئی اور ان کو گوونکا مال خذ کر لیا تو مقبول ہوگی اسلئے
کہ اس صورت میں وہ تہمت مرتفع ہو جاتی ہے جو مانع شہادت ہوتی ہے اور حدِ محارب سے قتل یا
صلب (سولی دینا) یا قطع مخالف (دست راست اور پائی چپ دست چپ و پائی راست کا بریدہ کرنا)
یا نفی (دیر و ن شکر کرنا) مراد ہے لیکن امور مذکورہ کے مرتب (دیکھ بعد دیگرے) ہونے اور نہ ہونے میں
اصحاب نے تردد اور اختلاف فرمایا ہے پس جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ تحریر کے اور جناب شیخ ابو جعفر طوسی
علیہ الرحمہ ترتیب کے قائل ہوئے ہیں پس اگر محارب نے کسی شخص کو قتل کر ڈالا ہو تو اسے محارب کا
ازدوی قصاص قتل کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ ولی دم نے قصاص کا مطالبہ کیا ہو اور اگر ولی دم غفور
کرے تو امام کو اسے محارب کا ازدوی حد قتل کرنا صحیح ہوگا اور اگر محارب نے کسی کو قتل کیا ہو اور
مال کو اخذ کیا ہو تو وہ مال دین سے واپس لیا جائیگا اور اس کا دست راست اور پائی چپ قطع کیا جائیگا
بعد ازان قتل کیا جائیگا اور دار (سولی) پر کھینچا جائیگا اور اگر اس (محارب) نے مال کو اخذ کیا ہو
اور قتل نہ کیا ہو تو اس کے دست و پا کا ازدوی خلاف (دست راست و پائی چپ) قطع کرنا بعد ازان
اس کا نفی بیرون شہر کرنا لازم ہوگا اور اگر اس (محارب) نے مجروح (زخمی) کیا ہو اور مال کو اخذ
نہ کیا ہو تو اس سے قصاص لیا جائیگا بعد ازان اس کی نفی کیا جائیگی اور اگر اس (محارب) نے سلیح کے
برہنہ کرنے اور لوگوں کے ڈرنے پر اقتضار کیا ہو تو فقط اس کی نفی پر اکتفا کیا جائیگی اور شیخ علیہ الرحمہ نے
تفصیل مذکور میں ان احادیث کی طرف استناد کی ہے جو اس پر دلالت کرتی ہیں اور یہ احادیث منصف نہ
یا مہذب میں یا تصور دلالت سے خالی نہیں ہیں پس قول دل و تخمیر پر عمل کرنا اولیٰ ہے اسلئے کہ تفسیر

انما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله ويسعون في الارض فسادا

ان يقتلوا او يصلبوا او يقطع ايديهم وارجلهم من خلاف او ينفوا من الارض

ملئ ثلاث الاحاديث
من فضلك من فضلك
افضل ارجو ان
او قصور في ذلك
العامل بالاول
تسلك

[illegible]

سید قبل بقی
او بعد مولود و کافر
امد مسلمانان
حکیم کا لوان
ان کا تہذیب
والعمل لوان
کان حکم کا لوان
المسلم قتل کا لوان
وہل جہاں شہاد
تو دلا شہاد
جہاں کا قتل
کان قتل کا لوان

ازراہ قصاص و سزائے قتل کرنا معین ہوگا خواہ بلی ہو نیکی قبل و سکو قتل کیا ہو یا باغ
ہو نیکی بعد اگر بعد روہ او سکے کوئی مولود پیدا ہو اور اسکی ماں مسلمان ہو تو او سپر بھی وہی حکم
جاری کیا جائیگا جو اول پر جاری کیا گیا تھا اور وہ بھی محکوم باسلام ہوگا اور اگر اسکی ماں بھی
مرتد ہو اور ادا یون (اوسکے ماں باپ) کے بعد اسکا انعقاد ہوا ہو تو حکم الیون او سپر بھی جاری
کیا جائیگا اور محکوم کفر ہوگا اور اوسکے قتل کی وجہ سے مسلم کا قتل کرنا جائز ہوگا اور یا مولود نہ کرنا
استرقاق (بندہ بنانا) بھی صحیح ہوگا یا نہیں شیخ الطائفہ رحمہ اللہ اس باب میں مضطرب و
مختلف ہوئے کبھی تو او بخون نے اوسکے استرقاق کی اجازت دی ہے ایسے کہ وہ دو کافر نکاح مولود
ہو لہذا جو استرقاق کے اولہ کا عموم محل فرض کو بھی شامل ہوگا اور کبھی او بخون نے اُسکے استرقاق
کی ممانعت فرمائی ہے ایسے کہ اوسکے باپ کا استرقاق صحیح نہیں ہے ایسے کہ اُسے بوجہ اسلام اوسکا
استرقاق حرام ہو گیا ہے لہذا مولود پر بھی اوسکے باپ کا حکم جاری کیا جائیگا اور یہ قول ولی و ارحام
شیخ کو مولود نہ کرنا اوسکے اموال پر مجبور کرنا اور ان (اموال) کا محفوظ رکھنا لازم ہوگا تاکہ وہ
اون اموال میں امان کے ساتھ تصرف کرے پس اگر اوسے اسلام کی طرف عود کیا تو وہ اپنے اموال کے
ساتھ اسحق ہوگا اور اگر دارالکفر سے ملحق ہوا تو حاکم شرع کی حراست میں وہ ہوال باقی رہیں گے اور
اموال مذکورہ میں سے ایسے مال کافر و خت کرنا جائز ہوگا جسکے فروخت کرنا نہیں اوسکے یہ مصلحت و
نفع ہو جیسے حیوان اور اس باب سے چند مسئلے ملحق کیے جاتے ہیں پہلا مسئلہ حکم مرتد بلی کا ارتداد
مکر واقع ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مرہ رابعہ دجوتھی دفعہ میں اوسکا قتل کرنا معین
ہوگا اور فرمایا ہے کہ ہمارے صحاب نے روایت کیا ہے کہ مرہ ثالثہ میں اوسکا قتل کرنا معین ہوگا
وہو مسر مسئلہ حکم کسی کافر کو قبول اسلام پر مجبور کیا ہو اور کافر نہ کرنا اور ان کفار میں داخل ہو چکا
اوسکے مذہب پر باقی رکھنا جائز ہے جیسے کفار ذمی تو ان پر اسلام کا حکم جاری کیا جائیگا ایسے کہ

لان اجاہ لا یس
لنصرہ لا یس
وکن الیہ صلا
اولی و غیرہ
علی علیہ السلام
یقتضی ما یلزم
فان عاندو لہ
یہا و ان لہ حق
الکفر و یس
الاحتفاظ و یس
سہما یس
لہ العین و یس
کالحواس
من ہذا الباب
الاولی
اداکر لہ و یس
قال الشیخ
قتل فی الرابعہ
قال درودی
اصحابنا یقتل
فی الثانیۃ
یقتل

باسلام
فوجہ علی جہنہ
من ہذا
فان کان
علیہ السلام
اداکر لہ
الکفر
فی الثانیۃ

وہذا شکل مع
الیقین زوال
نیز وقت و جہ
الحادث الخ
کلیات تلف الموت
علی المسلمون
فی دار الحرب و دار
الاسلام حال الذل
و بعد نقصان
بیس کذا الخ
و ربما یخطئ المؤمن
فی الموضعین
لنسا و یحیی بن
الغزالی علیہ السلام
و قد ورد فی حدیث
کثیر ان قتله
لیموت لان قتله
ممنوط لا یستاع
عن التوفیق و الکف
لا یستاع الجنون
البعث ازانج
المراد یصح سواء
تزوج بکافر یا کافر
تزوج بکافر
لحق بکافر
المانع من التمسک
نقدرا لکافر و اقصا
یا کفرا مانع من
تکاح

کفار ذمی کا اسلام پر مجبور کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ اگر وہ کافر پر کوئی حکم مرتب نہ ہوگا اور اگر کافر مذکور
اور ان کفار میں داخل ہو جنکا اونکے مذہب پر باقی رکھنا جائز نہیں ہے جیسے کفار حربے تو اس پر اسلام کا
حکم جاری کیا جائیگا ایسے کہ کفار ذمی کا اسلام پر مجبور کرنا صحیح ہے تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی
مرتد ہونے کے بعد نماز پڑھے تو اس پر اسلام کی طرف عود کر نیکا حکم کیا جائیگا خواہ اسے دار الحرب
میں نماز پڑھی ہو یا دار الاسلام میں چوتھا مسئلہ شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب بسوطین ارشاد فرمایا
ہو کہ سکران دست کی اسلام اور ارتداد کا حکم کیا جائیگا اور یہ حکم اس صورت میں خالی از اشکال
نہیں ہے جبکہ سکران کو تہنیکہ زائل ہو جائیگا یقین حاصل ہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے اپنے اس حکم
سے کتاب غلان میں رجوع فرمایا ہے یا پھر بخوان مسئلہ جبکہ مرتد کسی مسلم کے مال کو تلف کر دے تو
اوس کا ضامن ہوگا خواہ دار الحرب میں تلف کرے یا دار الاسلام میں اور حالت حرب میں تلف کرے
یا انقضائے حرب کے بعد تلف کرے اور اگر کافر حربے کسی مسلم کے مال کو تلف کر دے تو کافر مذکور ذمی
اپنے اسلام لانے کے بعد اس کا ضامن نہ ہوگا ایسے کہ بوجہ اسلام اوس کے معاصی گذشتہ محو ہو جاتے ہیں
اور بسا اوقات دونوں مقام پر مال مسلم کے تاوان کا لازم ہونا خطو کرتا ہے ایسے کہ سبب تاوان
را تمان مال میں نہ دونوں درمند و کافر حربی) مساوی ہیں چھٹا مسئلہ جبکہ کافر نے اپنے مرتد
ہو جانیکے بعد مجنون ہو جائے تو اوس کا قتل کرنا جائز نہ ہوگا ایسے کہ اوس (کافر نے) کے قتل کرنے میں
اوس کا توبہ سے انکار کرنا شرط ہو اور انکار مجنون پر کوئی حکم مرتب نہیں ہوتا سالتوا ان مسئلہ جبکہ مرتد
مکاح کرے تو مطلقاً صحیح نہ ہوگا خواہ زن مسلمہ کے ساتھ نکاح کرے یا زن کافرہ کے ساتھ ایسے کہ اسے
بوجہ اسلام حریت حاصل کی ہے جو زن کافرہ کے ساتھ عقد کرنے سے مانع ہو اور اس کا متصف بکفر ہونا
زن مسلمہ کے ساتھ نکاح کرنے سے مانع ہو اٹھواں مسئلہ اگر کوئی مرتد ملی بنی دختر مسلمہ کا عقد کرے
تو صحیح نہ ہوگا ایسے کہ مسلمہ تسلط کے حاصل ہونے سے اوسکی ولایت قاصر ہو اور اگر کوئی مرتد ملی بنی کثیر کا

الشرکۃ
لو تزوجت
الشرکۃ
لحق بکافر
المانع من التمسک
نقدرا لکافر و اقصا
یا کفرا مانع من
تکاح

وهو أيضا ما لا خلاف
الحمد لا يمكنه الا في
الواحد قد فلا يندم
لاننا نعلم ان الحياة
بعضها ليست لاجلنا
فلا اننا نعلم ان الحياة
على كل واحد
فلا اننا نعلم ان الحياة
فلا اننا نعلم ان الحياة
فلا اننا نعلم ان الحياة

اصحاب نے فرمایا کہ وہ دو عداووں کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے اس لیے کہ وہ فعل واحد کی شہادت ہو اور
 وزن زندہ کے ساتھ وحی کر کے قیاس اس فعل پر صحیح نہیں ہے اس لیے کہ وہ ان دو فعل پر شہادت
 ہوتی ہے اور بعض اصحاب نے فرمایا کہ فعل مذکور کے ثبوت میں شہود اور بہرہ سے کم کی شہادت کافی نہیں
 ہے اس لیے کہ وہ زنا ہے جو عین چار عداووں کا شہادت دینا مستحب ہے علاوہ برین ایک عادل کی شہادت
 داخل قذف ہے پس حد قذف اس وقت تک منفع نہوگی جب تک کہ شہود اور بہرہ کے ساتھ تکمیل
 نہ کی جائے اور یہ قول شہرہ اور اقرار بھی تابع شہادت ہے پس جن علمائے کثور میں چار عداووں کا
 اعتبار کیا ہے اور انھوں نے اقرار میں بھی چار مرتبہ کا اعتبار کیا ہے اور جن علمائے کثور ہدو پڑا قصار
 کیا ہے اور انھوں نے اقرار میں بھی دو ہی مرتبہ کا اعتبار کیا ہے اور اس مقام پر دو مسئلے قابل ذکر ہیں
 پہلا مسئلہ جو شخص کسی میت سے لواط کرے تو اس پر لواطی کا حکم جاری کیا جائے گا اور لواطی
 تعزیر وغیرہ وغیرہ کی جائیگی دوسرا مسئلہ جو شخص کہ اپنے ہاتھ سے استئذان منی کا خارج کرنا کرے
 اور اس کا تعزیر دینا عین ہو گا اور لواطی مقدار کا عین کرنا نظر امام پر منوط ہے اور ایک روایت میں
 وارد ہوا ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے ایسے شخص کے ہاتھ پر یہاں تک ضرب لگائی کہ وہ سرخ
 ہو گیا بعد از ان بہت المال سے اس کا نکاح کر دیا اور وہ دیت المال سے نکاح کر دینا، یہی نتیجہ
 جو حضرت کی نظر میں اس کے لئے مصلحت تھی لیکن وہ مجملہ لوازیم نہیں ہے اور فعل مذکور دو عداووں کی
 شہادت سے ثابت ہوتا ہے اور اسی طرح اقرار کرنے سے بھی ثابت ہوتا ہے اگرچہ ایک ہی دفعہ اقرار کرے
 اور بعض علمائے فرمایا ہے کہ ایک دفعہ اقرار کرنے سے ثابت نہیں ہوتا اور یہ قول وہم ہے بآب سوم
 دفعہ ظالم کا دفع کرنا، کے بیان میں انسان کے لئے اپنے نفس و رناموس و مال سے ظالم کا بقدر امکان
 دفع کرنا جائز ہے اور دفع کے لئے ہسل نالاسہل کا اختیار کرنا واجب ہو گا پس اگر محض صلیح (یعنی کو
 آواز دینا) سے خصم مقابل منفع ہو جائے تو واقع کو اس پر اقتصار کرنا لازم ہو گا بشرطیکہ وہ دفع

[illegible]

وَقَدْ وَهَبَ اللَّهُ لَنَا ذَلِكُمْ قَدْ كَانَتْ آيَةً لِلْعَالَمِينَ
فَالْفَيْحُ الْإِنْدَا انْ يَفِيحُ مِنْ شَرْبِهِ
وَحَرِّهِ وَمَوَارِثِهِ اسْتَعْلَامٌ وَعَيْبٌ غِلٌّ فِي الْحُلُمِ
اِقْنَسْ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ

ف موضع لبقہ
التعدوان لم
یذبح عول علی
البدن فان
لو کف بالراح
وین هب بدم
جج کان او
قتلا ویستو
فی ذلک الحد
والعبد و
قتل الدافع
کان کالتجید

ایسے مقام پر موجود ہو جہاں کسی مہین کا اس سے طبع ہونا ممکن ہو اور اگر صلیح سے مندرج ہو تو دافع کو
ہاتھ پر اعتماد کرنا لازم ہو گا پس اگر اسکی دفع میں ہاتھ بھی کافی ہو تو لاشی وغیرہ سے دفع کر مہین
ہو گا اور اگر لاشی وغیرہ بھی کافی ہو تو سلاخ (تھپکڑ) سے دفع کرنا معین ہو گا اور خصم بدفع کا
خون بدر باطل، وضایع ہو گا خواہ جرح ہو یا قتل ورا دہین حر و عبد و نون سادی ہیں و
اگر دافع قتل ہو جائے تو جرح و ثواب میں او سپر حکم شہید جاری ہو گا اور دافع کو خصم مقابل کے
حرب و ضرب میں مبتلا کرنا صحیح ہو گا تا وقتیکہ واقع نفس و آبرو کی طرف اس خصم کا قصد کرنا
متحقق نہ ہو اور تحقق قصد کی صورت میں دافع کو اسکا دفع کرنا جائز ہو گا تا وقتیکہ وہ قتل مقابل
دافع ہے اور او بار خصم کی صورت میں دافع کو اس سے باز رہنا معین ہو گا اور اگر دافع او بن کر
ضربت لگائے اور وہ معطل ہو جائے تو دافع کو او سپر تعدی کرنے میں سرعت کرنا صحیح ہو گا اسلئے کہ
تعطل خصم کی وجہ سے اسکا ضرر مندفع ہو جاتا ہے اور اگر اقبال خصم کی صورت میں دافع او سپر ضرب
لگائے اور اسکا ہاتھ قطع ہو جائے تو دافع ضارب پر جرح اور سرایت میں ضمانت لازم ہوگی و
اگر او بار خصم کی صورت میں دافع او سپر دوسری ضرب لگائے تو ضرب ثانیہ مضمون ہوگی اسلئے کہ اسکے
مركز پہلے ہی ضرب میں مندرج ہو جانا مفروض ہے پس اگر ضرب ثانیہ کا زخم مندمل ہو جائے تو دافع
سے اس زخم کا قصاص متعلق ہو گا اور اگر ضرب اولی کا زخم مندمل ہو جائے اور ضرب ثانیہ کا
زخم سرایت کر کے اس خصم کو ہلاک کرے تو دافع ضارب سے قصاص نفس متعلق ہو گا اور اگر
دونوں ضربتوں کا زخم سرایت کرے اور وہ خصم ہلاک ہو جائے پس مقتنای مذہب یہ ہے کہ ولی
مقتول کو دافع ضارب سے نصف دیت کے ادا کرنے کے بعد قصاص لینا صحیح ہو گا اور اگر اقبال خصم
کی صورت میں دافع اس خصم کے ایک ہاتھ کو قطع کر دے اور او بار خصم کی صورت میں اسکے
پاؤں کو قطع کر دے بعد ازان حالت اقبال میں اس کے دوسرے ہاتھ کو بھی قطع کر دے بعد ازان

و لا یبذل مالہ
بیتقی قصدہ
البدن لہ دفعہ
مادامہ قتلا
وتعدی النفس
اد بآثرہ ولو
ضرر منقطع
لعدیف علیہ
لانہ فاعلم
ولو منقطع
بید فلا ضمان
علی الضارب
ف ان یزید
و ان یقل
و ان یضرب
اخری فالضارب
مضمون فخان
انہ ملکت
فالقصاص
الثانیہ ولو
انہ ملکت لاولی
و سوا الثانیہ
ثبت القصاص
فی النفس و

مقتول
تقریر
بدنہ مقتول
البدن و لو قطع
القصاص بہر
البدن و لو قطع
فان یضرب
اخری فالضارب
مضمون فخان
انہ ملکت
فالقصاص
الثانیہ ولو
انہ ملکت لاولی
و سوا الثانیہ
ثبت القصاص
فی النفس و

السامع قال في
 وفي اخبار فقهاء
 علماء من الاحمال
 في قوله وعلى
 وكذا في الامتياز
 على ما ذكرنا
 فصاروا لا يفرقون
 بين القتل والقتل
 في قوله وعلى
 فصاروا لا يفرقون
 بين القتل والقتل

هو ما استقلوا به وتأخر اور شاید قبل شیخ فرب ہو لکن احتمال پر بنا کرنا اقرب ہی پس اگر کوئی شخص
 کسی انسان کو مسور کر دی اور مدد (انسان) ہلاک ہو جائے تو مختار شیخ کے باوجود جب قصاص
 و دیت نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے محرم سے کسی انسان کے ہلاک کر دینے کا اقرار کرے
 تب بھی مختار شیخ کی بنا پر یہی حکم ہوگا اور اس احتمال کی بنا پر جسکو بمنہ بیان کیا ہی سامع کا کہ
 اقرار کے موافق الزام دینا لازم ہوگا بعض اخبار میں قتل سامع کا حکم منقول ہوا ہی اور شیخ رحم
 لے کتاب خلاف میں فرمایا ہو کہ اس کا عید ضاد کے عوض قتل کرنے پر مجبور کرنا مستحب ہی
 اور اسکا حد قصاص پر مجبور کرنا صحیح نہیں ہی و در سر امر تہبہ تہب کے ساتھ مباشرت ہی
 منظم ہونا اور اس میں بھی کئی صورتیں ہیں پہلی صورت اگر کوئی شخص کسی انسان کیلئے طعام مسوم
 (غیر آلودہ) کو پیش کرے اور اس (انسان) کو مسموم ہوا وہ (انسان) مسموم ہو تو قصاص و
 دیت دونوں ساقط ہوں گے اور اگر اوس کو معلوم نہ ہو اور تناول کر لے اور ہلاک
 ہو جائے تو دلی کو قصاص لینے کا استحقاق حاصل ہوگا اس لئے کہ حکم مباشرت
 بوجہ غرور (قریب وینا) ساقط ہو جائے اور اگر صاحب منزل کے طعام میں کوئی شخص غیر کو
 شریک کرے اور صاحب منزل اسکو تناول کرے اور ہلاک ہو جائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے
 کتاب خلاف میں فرمایا کہ شخص مذکور پر قصاص لازم ہوگا اور لازم قصاص میں اشکال کم
 اسلئے کہ صاحب منزل نے مباشرت کے ہی لہذا شخص مذکور پر دیت لازم ہوگی دوسری
 صورت اگر کوئی شخص کسی رہتہ میں چاہ عمیق کا حفر دیکھو دنا کرے اور کسی ایسے شخصکو
 طلب کرے چاہ اس (چاہ) کو نہ جانتا ہو اور شخص مطلوب اس میں گر کر ہلاک ہو جائے تو حافر
 چاہ پر قصاص لازم ہوگا اسلئے کہ فعل مذکور ایسا امر ہے جس سے غالباً قتل کرنے کا
 قصد کیا جاتا ہی تیسری صورت اگر کوئی شخص کسی انسان کو محروح کر دے بعد ازاں

علی قصاص حد
 القتل والقتل
 فی قوله وعلى
 فصاروا لا يفرقون
 بين القتل والقتل
 فی قوله وعلى
 فصاروا لا يفرقون
 بين القتل والقتل
 فی قوله وعلى
 فصاروا لا يفرقون
 بين القتل والقتل

فقلت قال في
 في قوله وعلى
 فصاروا لا يفرقون
 بين القتل والقتل
 فی قوله وعلى
 فصاروا لا يفرقون
 بين القتل والقتل

[illegible]

اگر کوئی شخص کسی انسان کو مچھلی کی طرف گرا دیوے اور وہ مچھلی اسکو نگلی جائے تو شخص مذکور پر قصاص لازم ہوگا اسلئے کہ مچھلی بالطبع مضرب رسان ہی لہذا اس پر اگر قتل کیا حکم جاری کیا جائیگا دوسری صورت اگر کوئی شخص کسی انسان پر کلب عقور (سگ گردنہ) گرا دے (برائے نکتہ) کہ اسے اور کلب مذکور اسکو ہلاک کر دے تو قصاص کا ثابت ہونا شبہ ہی اسلئے کہ وہ از قبیل آدمی ہے اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی انسان کو شیر کے سامنے اس طرح ڈال دے کہ وہ انسان اپنی حفاظت پر قادر نہ ہو اور شبہ اسکو ہلاک کر دے تب بھی حکم ہوگا خواہ مکان تنگ میں ہو یا کشادہ میں تیسری صورت اگر کوئی شخص کسی انسان کو سانپ سے اس قدر کٹوائے جو باعتبار عادت قاتل ہو اور وہ ہلاک ہو جائے تو شخص مذکور قتل کرنا صحیح ہوگا اور اگر کسی انسان کے بدن پر ایسے سانپ کو چھوڑ دیوے جو باعتبار عادت قاتل ہو اور وہ (سانپ) کاٹ لیوے اور انسان مذکور ہلاک ہو جائے تو اس صورت میں بھی قصاص کا ثابت ہونا شبہ ہی اسلئے کہ فعل مذکور ایسا امر ہے جسکے ساتھ باعتبار عادت تلف ہو جائیگی عادت جاری ہی چوتھی صورت اگر کوئی شخص کسی انسان کو مرنے کے بعد زان اس (انسان) کو کوئی شیر کاٹ لیوے اور وہ دونوں (جراحات اور شیر کاٹنا) سرایت کریں تو قصاص ساقط نہ ہوگا اور آیا فاضل دیت نصف کا اور شہ جراح پر رد کرنا لازم ہوگا یا نہیں پس اسکا لازم ہونا شبہ ہی اور اسی طرح اگر قاتل جنبی کے ساتھ مقتول (جس سے قصاص لینا صحیح نہیں ہی بھی شریک ہو جائے یا کسی غلام کے قتل میں حرام غلام دونوں شریک ہوں تب بھی قاتل جنبی اور غلام سے قصاص ساقط نہ ہوگا البتہ مقتول اور حرام سے قصاص ساقط ہوگا اور اپنے نصف دیت یا نصف قیمت لازم ہوگی جو در نہ مفیض منہ (جس سے قصاص لیا جائے) کے حوالہ کی جائیگی یا پنجون صورت

[illegible]

قصاص لازم ہوگا اسلئے کہ وہ (غیر مبینہ) نسبت اُس (مکرہ) کے اگہ کا حکم رکھتا ہو اور حکم مذکور میں مسرور عبد مساوی بن اور اگر وہ (مکرہ شہر) جہیز عارف غیر بالغ اور حر ہو تو قصاص نہ ہوگا اور عاقلہ مباشرت ویت لازم ہوگی اور بعض اصحاب نے فرمایا کہ اس سے قصاص لیا جائیگا بشرطیکہ دس برس لئے اسکا سن کم نہ ہو اور یہ قول مترکب ہے اور ملوک میر میں اس کے رقبہ سے جنایت متعلق ہوگی اور قصاص نہ ہوگا اور شیخ علیہ السلام نے کتاب خلاف میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر ملوک صغیر یا مجنون ہوگا تو قصاص نہ ہوگا اور دین سے ہوگی اور قول اول (قصاص کا اگر اہل کفہہ سے متعلق ہونا) اظہر ہو اور اس مقام پر کہی فرمیں مذکور ہوتی ہیں اول اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے گھٹائی والا قتلک (تو محکو قتل کر ڈال دے) میں نہ ہو قتل کر دینا جائز نہ ہوگا اسلئے اجازت سے قتل منع نہیں ہو سکتی اور اگر مباشر قتل ہو تو قصاص واجب نہ ہوگا اسلئے کہ اس نے اپنے حق کو بوجہ اجازت ساقط کر دیا ہو پس وارث مقتول کو مباشرت نہ ہوگا و دوم اگر کوئی شخص کسی سے قتل نفسک (تو اپنے نفس کو قتل کرے) اور شخص مامور میر ہو تو ملزم (امر) پر کچھ نہ ہوگا اسلئے کہ مباشر قوی ہو اور اگر شخص مامور میر نہ ہو تو ملزم (امر) پر قصاص لازم ہوگا اسلئے کہ سبب قوی ہو اور اس مقام پر اگر اہل قاتل کے متحقق ہونے میں اشکال ہو اسلئے کہ قتل ہو کی وجہ سے انسان کسی فعل کے صادر کرنے میں مضطرب ہوتا ہو اور جبکہ وہ خود اپنے قتل پر مامور ہو تو خوف مذکور ہے معنی ہو سو ہم ماعدائے نفس میں اگر اہل قاتل ہو تا ہی پس اگر کوئی شخص کسی سے قتل ید نہ والا قتلک (اسکا ہاتھ قطع کر دے) والا میں محکو قتل کر دینا تو مامور پر قصاص نہ ہوگا بلکہ امر مکرہ (مجبور کرنا والا) پر لازم ہوگا اور اگر قتل ید نہ والا قتلک (تو اس شخص کا یا اس شخص کا ہاتھ قطع کر دی والا محکو قتل کر دینا اور مامور مکرہ مجبور ان دونوں میں

عشر اوهو
مطرد
الملايين
تعلق الجنانية
برقية هارون
وفرا لا
ان كان الملايكة
في الجحيم
سقط النفوس
والهوان

الاحزاب
وقال اتقوا
والأعداء
بسم الله
الاحزاب
الحزب ولو
الحزب

استطاع تحقيقه في الوقت الذي قال
 انفسك فلو لم تكن على الملأ ولا في
 الملأ لم تكن في الملأ ولا في الملأ
 فلو لم تكن في الملأ ولا في الملأ
 فلو لم تكن في الملأ ولا في الملأ

محمد بن فاضل
 ربيع الثاني
 ان كرم منسوخا
 في الدرية ولا
 اكمل لكل ما
 يتبعه بعد ذلك
 ان من جانيها
 ولما اشترك
 رجل ولباسه
 فكل واحد
 منهما انصرفت
 الى طريقه
 المستور والواحد
 في السجود
 والآخر بالسر

مقتول ہوگا اور اختیار قتل کی صورت میں اس (ولی مقتول) کو اذیت دینا اور شہر فاضل دین کا بالتسلیم دیکر استیجاب ہوگا
بشرطیکہ دیت میں ہر ایک عورتیں سادی ہوں چھوٹے بچے اور ایک عورت کا عروہ اور مسلہ ہونا اور اگر وہ بچہ یا عورت ہوں جسے
انہیں سے بعضی عورتوں کا کینہ یا فہم ہونا تو ولی مقتول کو اس جنایت کی وضع دینا ہوتی ہے
بعد انہیں سے ہر ایک عورت کیلئے اسکی دیت کا کامل کرنا لازم ہوگا اور اگر کسی مرد کے قتل کی صورت میں
مرد اور عورت شریک ہوں تو ان دونوں میں سے ہر ایک پر نصف دیت لازم ہوگی اور ولی
مقتول کو ان دونوں کا قتل کرنا بھی صحیح ہوگا لیکن اس صورت میں روئے کے ساتھ مرد و قاتل
ہوگا احد اس کی دیت کے نصف کا افسر رو کر نا واجب ہوگا اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے
کتاب مقبضہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ مقدار مرد (مرد کی دیت کا نصف) کا ان دونوں پر ملنا
تقسیم کرنا لازم ہوگا اور یہ قول معتمد نہیں ہے اور اگر عورت کے قتل کی صورت میں مقتول اختیار کرے
تو روئے ہوگا اور مرد و قاتل پر نصف دیت لازم ہوگی اور اگر مرد کے قتل کی صورت میں مقتول اختیار کرے تو عورت کو
دیت مرد کے نصف کا ولی مرد پر رو کرنا لازم ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ عورت کو اپنی دیت
کے نصف کا اس (ولی مرد) پر رو کرنا لازم ہوگا اور جس مقام میں کہ رو واجب ہوتا ہے وہاں
اس (مرد) کا قصاص پر مقدم کرنا لازم ہوتا ہے جو تھا مسئلہ کسی حکم کے عروہ مثل شریکین
غلام و مرد و نون شریک ہوں تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایت میں فرمایا ہے کہ اولیا مقتول
ان دونوں کا قتل کرنا صحیح ہوگا اور اس صورت میں اولیا مقتول کو آقا سے غلام پس
(غلام) کے قیمت کا رو کرنا لازم ہوگا اور اسی طرح اولیا مقتول کو فقط مرد کا قتل کرنا بھی صحیح ہوگا
اور اس صورت میں آقا سے غلام کو پانچ ہزار روئے ہوں کا ورثہ مقتول پر رو کرنا غلام کا ان
ورثہ مقتول کے حوالہ کر دینا لازم ہوگا اور اسی طرح اولیا مقتول کو فقط غلام کا قتل کرنا بھی
صحیح ہوگا اور اس صورت میں آقا سے غلام کو حریہ کوئی سبیل نہ ہوگی اور شبہ یہ ہے کہ ان دونوں

محمد إسماعيل
 وزير العدل
 السيد عبد الله
 السيد عبد الله
 السيد عبد الله

قتل کی صورت میں اولیاء مقتول کو دیت کی نصف کا اُس (جرم کے) ورثہ پر رد کرنا لازم
 ہوگا اور آقا سے غلام پر کسی شی کا رد کرنا اُس وقت تک لازم نہ ہوگا جب تک کہ دیت کی نصف کا
 غلام کی قیمت زائد نہ ہو اور در صورت زیادت اُس (آقا سے غلام) پر مقدار زائد رد کی جائیگی اور
 فقط غلام کے قتل کی صورت میں اگر دیت مقتول کے نصف (یا پنج ہزار دہم) سے اُس (غلام)
 کی قیمت زیادہ ہو تو اولیاء مقتول کو مقدار زائد کا آقا سے غلام کے حوالہ کرنا لازم ہوگا پس اگر غلام
 کی قیمت نے دیت حرکت کا استیعاب کیا ہو تو اولیاء مقتول کا حق ادا ہو جائیگا اور آقا سے غلام کو دینا
 جسے غلام کی قیمت کے نصف کا مطالبہ صحیح ہوگا اور اگر قیمت غلام نے دیت حرکت کا استیعاب نہ کیا
 بلکہ وہ مجموع دیت سے کم اور نصف دیت سے زائد ہو تو اولیاء جرم کو اُسکی دیت میں سے قدر فاضل کا
 آقا و غلام پر رد کرنا لازم ہوگا اور باقی ماندہ جو مہتمم دیت ہی کا استحقاق مقتول اول (اولیاء کو)
 حاصل ہوگا اور اس مسئلہ میں صحاب کیلئے اختلاف ہے اور جو کہ کہنے اختیار کیا ہو وہ قواعد مذکور کے
 مناسب ہو یا پھر ان مسئلہ اگر کسی حرکت کے قتل کو نہیں غلام اور عورت شریک ہوں تو اولیاء مقتول کو
 اُن دونوں کا قتل کرنا صحیح ہوگا اور عورت پر رد نہ ہوگا اور یہی طرح غلام پر بھی رد نہ ہوگا ہاں اگر
 دیت سے غلام کی قیمت زیادہ ہو تو قدر زائد کا اُسکے آقا پر رد کرنا لازم ہوگا اور اگر اولیاء مقتول
 اُس (مقتول) کے عوض میں عورت کے قتل کو اختیار کیا تو اُن کیلئے غلام کا استحقاق جائز
 ہوگا تا وقتیکہ دیت مقتول کے نصف سے اُس (غلام) کی قیمت زیادہ نہ ہو والا آقا سے غلام
 پر قدر فاضل کا رد کرنا لازم ہوگا اور اگر اولیاء مقتول نے غلام کے قتل کو اختیار کیا اور
 اُسکی قیمت اُسکے جنایت کے مساوی یا کم ہوئی تو آقا پر رد نہ ہوگا اور عورت پر اپنی جنایت کی
 دیت لازم ہوگی اور اگر نصف دیت سے اُسکی قیمت زیادہ ہو تو عورت کو آقا سے غلام پر اُس
 مقدار کا رد کرنا لازم ہوگا جو اُسکی قیمت سے فاضل رہے پس اگر قیمت غلام نے دیت مقتول کا

اولیاء مقتول کا حق ادا ہو جائیگا اور اگر اولیاء مقتول نے غلام کے قتل کو اختیار کیا اور اُسکی قیمت اُسکے جنایت کے مساوی یا کم ہوئی تو آقا پر رد نہ ہوگا اور عورت پر اپنی جنایت کی دیت لازم ہوگی اور اگر نصف دیت سے اُسکی قیمت زیادہ ہو تو عورت کو آقا سے غلام پر اُس مقدار کا رد کرنا لازم ہوگا جو اُسکی قیمت سے فاضل رہے پس اگر قیمت غلام نے دیت مقتول کا

قتل کی صورت میں اولیاء مقتول کو دیت کی نصف کا اُس (جرم کے) ورثہ پر رد کرنا لازم ہوگا اور آقا سے غلام پر کسی شی کا رد کرنا اُس وقت تک لازم نہ ہوگا جب تک کہ دیت کی نصف کا غلام کی قیمت زائد نہ ہو اور در صورت زیادت اُس (آقا سے غلام) پر مقدار زائد رد کی جائیگی اور فقط غلام کے قتل کی صورت میں اگر دیت مقتول کے نصف (یا پنج ہزار دہم) سے اُس (غلام) کی قیمت زیادہ ہو تو اولیاء مقتول کو مقدار زائد کا آقا سے غلام کے حوالہ کرنا لازم ہوگا پس اگر غلام کی قیمت نے دیت حرکت کا استیعاب کیا ہو تو اولیاء مقتول کا حق ادا ہو جائیگا اور آقا سے غلام کو دینا جسے غلام کی قیمت کے نصف کا مطالبہ صحیح ہوگا اور اگر قیمت غلام نے دیت حرکت کا استیعاب نہ کیا بلکہ وہ مجموع دیت سے کم اور نصف دیت سے زائد ہو تو اولیاء جرم کو اُسکی دیت میں سے قدر فاضل کا آقا و غلام پر رد کرنا لازم ہوگا اور باقی ماندہ جو مہتمم دیت ہی کا استحقاق مقتول اول (اولیاء کو) حاصل ہوگا اور اس مسئلہ میں صحاب کیلئے اختلاف ہے اور جو کہ کہنے اختیار کیا ہو وہ قواعد مذکور کے مناسب ہو یا پھر ان مسئلہ اگر کسی حرکت کے قتل کو نہیں غلام اور عورت شریک ہوں تو اولیاء مقتول کو اُن دونوں کا قتل کرنا صحیح ہوگا اور عورت پر رد نہ ہوگا اور یہی طرح غلام پر بھی رد نہ ہوگا ہاں اگر دیت سے غلام کی قیمت زیادہ ہو تو قدر زائد کا اُسکے آقا پر رد کرنا لازم ہوگا اور اگر اولیاء مقتول اُس (مقتول) کے عوض میں عورت کے قتل کو اختیار کیا تو اُن کیلئے غلام کا استحقاق جائز ہوگا تا وقتیکہ دیت مقتول کے نصف سے اُس (غلام) کی قیمت زیادہ نہ ہو والا آقا سے غلام پر قدر فاضل کا رد کرنا لازم ہوگا اور اگر اولیاء مقتول نے غلام کے قتل کو اختیار کیا اور اُسکی قیمت اُسکے جنایت کے مساوی یا کم ہوئی تو آقا پر رد نہ ہوگا اور عورت پر اپنی جنایت کی دیت لازم ہوگی اور اگر نصف دیت سے اُسکی قیمت زیادہ ہو تو عورت کو آقا سے غلام پر اُس مقدار کا رد کرنا لازم ہوگا جو اُسکی قیمت سے فاضل رہے پس اگر قیمت غلام نے دیت مقتول کا

فقيمتها نصف واحد وقيل فقيمتها اثنان ومائة والذئبة كاللش فقيمتها كالحمار فقيمتها اربعة

ایک ہوتا ہے اس میں غلام کی پوری قیمت کی جائیگی جیسے زبان، عضو تناسل، ناک اور جگر، خضار
کہ انسان میں دو ہوتے ہیں اُن دو لونین جالی (جہانت کریموالا) ہی غلام کی پوری قیمت اور ہر احد
میں آدھی قیمت لی جائیگی جیسے ہاتھ، آنکھیں، کان وغیرہ اور جو اعضا کہ انسان میں دس ہوتے
ہیں اُن میں سے ہر ایک عضو میں قیمت کا دسواں حصہ لیا جائیگا جیسے انگلیاں اور بال جلد پس
غلام کیلئے اُس جنایت میں حاصل ہوتا ہو چکی کہ دیت مقدر (مقرر) ہوتی ہو اور جس جنایت
کیلئے کہ تقدیر نہیں ہو بلکہ جالی سوارش لی جاتی ہو اُن میں ہر کیلئے غلام اصل ہوتا ہو کیونکہ جب
کوئی کرسی پر ایسی جنایت کرے جسکی دیت باعتبار شرع مقدر نہ ہو تو اس میں حکومت ثابت ہوتی
ہو اور حکومت سے وہ تفاوت مراد ہو جو حر کے غلام جانے اور جنایت اور متصف بجریت فیض
کرنیکے دو وزن قیمتوں میں متحقق ہوتا ہو اور جالی اُس کا ضامن ہوتا ہو اور چونکہ صورت مذکورہ
دیت جنایت کا مقدر نہ ہوتا (میں حر کا غلام فرض کرنا لازم ہوتا ہو لہذا ہر کیلئے وہ (غلام)
اصل قرار دیا گیا پس جبکہ کوئی حر کسی غلام پر ایسی جنایت کرے جو اسکی دیت (مجموع قیمت)
کے مساوی ہو جیسے اُسکی ناک یا زبان کا قطع کر دینا تو آقا سے غلام کو اُسکے امسال کرنے
اور اُسکی قیمت کے اخذ کر نہیں اختیار ہوگا لکن در صورت اولی (غلام کا امسال کرنا) اُس
آقا سے غلام کو جو جانے سے کسی شے (دیت) کا مطالبہ کرنا صحیح نہ ہوگا اور در صورت ثانیہ قیمت
غلام کا اخذ کرنا اُسکو غلام کا حوالہ جالی کر دینا لازم ہوگا تاکہ مجمع بین العوض والمعتوض (غلام اور
مادہ نہ آئے اور اسی طرح اگر کوئی کسی غلام کے ہاتھ اور پاؤں کو ایک ہی دفعہ قطع کر دے تب بھی
آقا سے غلام کیلئے جالی کو اُس (غلام) کی قیمت کا الزام دینا یا بدو ن عوض اُس (غلام) کا امسال
کرنا صحیح ہوگا لکن اگر کوئی حر کسی غلام کے فقط ایک ہاتھ کو قطع کر دے تو آقا سے غلام کو جائینکا
نصف قیمت کے ساتھ الزام دینا صحیح ہوگا اور اسی طرح جو جنایت کہ قیمت غلام کا استیعاب نہ کرے

[illegible]

ایک فیلسفہ الزامہ نصف قبیحتہ وکلہ کل جنہ لا یستغفر قبیحتہ

ولو قطع يده فامنع من جلبه
الا حجاب يجره اليها ومن حجبها
الدينه او يمسكها كما لو كانتا
من واحد في كل واحد من الزواجر
فما يتبع ولا يجب دفعه اليها
الثالثه

اُن کا بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کسی غلام کے ہاتھ کو ایک شخص قطع کرے اور اُس کے پاؤں کو دوسرا شخص قطع کرے تو بعض اصحاب نے فرمایا ہے کہ آقاے غلام کو اُس غلام کا اون دونوں کے حوالہ کر دینا اور اُن دونوں کو قیمت کا الزام دینا یا بدوین عوض اُس غلام کا اساک کرنا صحیح ہوگا جیسا کہ شخص واحد سے جنایات متعددہ کے واقع ہونے کی صورت میں مقرر ہو لیکن آقاے غلام کیلئے ہر ایک جائیداد قیمت کا الزام دینا اولیٰ ہو جو اُسی کی جنایت سے متعلق ہو اور اُس غلام کا اُن دونوں کے حوالہ دینا واجب نہ ہوگا تاہم مسئلہ جس مقام پر کہ آقا کو اپنے غلام کے فائدہ کا اختیار ہو اُس سے ارش جنایت کے ساتھ فائدہ کرنا مراد ہو خواہ مالک جائیداد کی قیمت سے مراد ہو یا ناقص اور شیخ علیہ الرحمہ کیلئے ایک قول اور جو جس سے اقل الامین (ارش قیمت میں جو ہر کم ہو) کے ساتھ فائدہ کرنا مراد ہو لیکن قول اول مروی ہو چو تھا مسئلہ اگر کوئی غلام دو مالکوں دو غلاموں کو یکے بعد دیگرے قتل کر ڈالے اور ہر ایک مالک قصاص لینے کو اختیار کرے تو بعض علمائے فرمایا ہے کہ مالک اول کو ترجیح دے جائیداد اسلئے کا حق کا سابق ہو اور اُس کے قتل کے بعد دوم سا قاض ہو جائیگا اسلئے کہ محل تحقیق مفقود ہو جاتا ہے اور بعض علمائے فرمایا ہے کہ احمین دونوں مالک شریک ہونگے تاوقتیکہ جنایت ثانیہ کے قبل اُس کے استرقاق کو مالک اول نے اختیار نہ کیا ہو اور اگر اختیار استرقاق کے بعد اُس نے مالک دوم کے غلام کو قتل کیا ہو تو اُس سے مالک دوم کا حق متعلق ہو جائیگا اور یہ قول اشعہ ہو اور اگر غلام اول کو آقا نے مال (دیت) کو اختیار کیا ہو اور غلام جائیداد آقا نے اُسکی ضمانت کی ہو تو مالک دوم کا حق اُس (غلام جانے) کے رقبہ سے متعلق ہوگا اور اُس (مالک دوم) کیلئے قصاص لینا صحیح ہوگا کیا اگر اُس (مالک دوم) نے غلام جائیداد کو قتل کیا تو غلام جائیداد آقا پر مالک اول کا مال باقی ہوگا اور اگر غلام جائیداد کے آقا نے ضمانت نہ کی ہو اور مالک اول اُس کے استرقاق پر راضی ہو ہو تو

باسم الله
والله اعلم
مولى الجاني
فان قلته في
حق العبد
المولى تعلق
المال وعين
فان اخار اول
القدر هو اشبه
بالنبي

17

الشافعي من القول وله قيمة حصه من ملك منه فبقدر احد هما القيمة لاثني عشر قتل عبد عبد الوكيلان ولو استقر اشرك الاول وان قتل استقطي الثاني فان قتل به حتى

مالک دوم کا حق اُس سے متعلق ہوگا پس مالک دوم نے اُسکو قتل کیا تو وفات محل کی وجہ سے مالک اول کا حق ساقط ہو جائیگا اور اگر مالک دوم نے بھی اُسکے استرقاق کو اختیار کیا تو دونوں مالک اُسین شریک ہو جائینگے اور اگر کوئی غلام مخصوص کے غلام کو قتل کر ڈالے پس اگر وہ مومن ہو تو اسے ایک مالک اپنے غلام مقتول کی قیمت کا مطالبہ کرے اور غلام قاتل کا آقا انکار کرے تو وہ غلام قاتل کی قیمت کی اُس حصہ کا مالک ہو جائیگا جو اُسکے غلام مقتول کی قیمت مقابل قرار پائے اور مالک دوم کا حق قصاص ساقط نہ ہوگا بشرطیکہ وہ (مالک دوم) اپنے شریک کے حصہ کی قیمت کو کھٹکے حوالہ کرے یا چھوٹا کر دے اگر دس شخصوں کے دس غلام کسی عبد کو قتل کر ڈالیں تو انہیں سے ہر ایک غلام پر عبد مقتول کی قیمت کا دسواں حصہ لازم ہوگا پس اگر آقا سے مقتول اُن دسوں کو قتل کر نیکو اختیار کرے تو اُس (آقا سے مقتول) کو ہر ایک غلام کے آقا پر اُس مقدار کا رد کرنا لازم ہوگا جو اُسکی جنایت سے فاضل رہے اور اگر ہر ایک کی قیمت اُسکی جنایت سے زائد نہ ہو تو رد نہ ہوگا اور اگر آقا سے مقتول اُسکی قیمت کا مطالبہ کرے تو ہر ایک غلام کے آقا کو ارش جنایت کے عوض اُسکے نک کرنے اور آقا سے مقتول کے حوالہ دینے میں اختیار حاصل ہوگا لکن دو صورت ثانیہ (غلام قاتل کا آقا سے مقتول کے حوالہ نہ دینا) آقا سے مقتول کو اُس (غلام قاتل) کا استرقاق صحیح ہوگا بشرطیکہ اُسکی جنایت نے اُسکی قیمت کا استیعاب کر لیا ہو اور اگر جنایت سے اُسکی قیمت زائد نہ ہو تو آقا سے مقتول کو ہر ایک غلام میں سے اُس مقدار کا استحقاق حاصل ہوگا جو ارش جنایت کے مقابل قرار پائے اور اگر آقا سے مقتول اُس مقدار کو ہر ایک غلام کے آقا پر بشرط تراضی رد کر دے جو اُسکے حق سے فاضل ہو تو ہر ایک غلام کا اجماع استرقاق کرنا بھی صحیح ہوگا اور اگر آقا سے مقتول اُنہیں سے بعض کے قتل کر نیکو اختیار کرے تو جائز ہوگا لکن اس صورت میں باقی غلاموں کے آقاؤں کو عشر جنایت کا بعض مذکور کے آقا پر رد کرنا لازم

وَأَكْلَانِ الْبَوْلِ
الْتَقُولِ مِنْ
كُلِّ وَاحِدٍ بَقْدِ
أَرْبَعِ خَنَائِرٍ
أَوْ بِرَبِّهِ عَمَلًا
خَيْرٌ مِنْ بَيْضَلٍ عَنْ
لَهُ وَلَوْ قَتَلَ
الْمَرْءُ لِي بَعْضًا
حَازَ وَبِرَّ كُلِّ
وَاحِدٍ عَشْرَ
الْجَنَائِدِ

جواز و برود كل واحد عشر
الجنازة

نفس فی ذیہ
 النفس مثل ان
 قطع و احاطہ
 و نفس فی ذیہ
 نفس فی ذیہ
 کان الفاعل
 علی الفاعل
 فاعل و فاعل
 فاعل و فاعل
 فاعل و فاعل
 فاعل و فاعل
 فاعل و فاعل
 فاعل و فاعل

دیت طرف داخل ہوتی ہو مثلاً کوئی شخص کسی ملک کے ہاتھ کو اس کے رقبہ کی حالت میں قطع کرے تو جانی پر ملک معنی علیہ (جس پر جنایت ہوئی ہو) کی قیمت کا نصف لازم ہوگا پس اگر ملک کو کسی کی قیمت ایک ہزار درہم فرض کی جائے تو جانی پر پانچ سو درہم لازم ہوں گے اور اگر ملک مذکور آزاد ہو جائے اور بعد حریت کوئی دوسرا شخص اس کے دوسرے ہاتھ کو قطع کر دے اور کوئی تیسرا شخص اس کے ایک پاؤں کو قطع کر دے بعد ازاں تینوں جنایتیں سرایت کرین تو دیت طرف قسط ہو جائیگی اور دیت نفس ثابت ہوگی جسکی مقدار کا ایک ہزار درہم ہونا مفروض ہو پس جانی اول پر ثلث قیمت (۳۳۳ درہم) لازم ہوگی حالانکہ قبل سرایت اس پر نصف قیمت (۲۰۰ درہم) لازم تھی پس آقائے مقتول کو ثلث دیت کا استحقاق حاصل ہوگا اور دیت کے باقی دو ثلث کا ورثہ مقتول پر روزنامہ میں ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ آقائے مقتول کو اس مقام پر دیت اور ثلث قیمت میں سے اقل امرین کا استحقاق حاصل ہوگا اور قول اول شبہ ہو دوسرا مسئلہ اگر کوئی حر کسی ملک کے ہاتھ کو قطع کر دے بعد ازاں وہ آزاد ہو جائے اور جنایت مذکورہ سرایت کرے تو قصاص نہ ہوگا اس لئے کہ تساوی مقصود ہو اور جانی پر بر مسلم کی دیت لازم ہوگی کیونکہ وہ تیسرا مضمون ہے جس کا اعتبار وقت استقرار ثابت ہوتا ہے اور آقا کو اس قیمت کے نصف کا استحقاق حاصل ہوگا جو وقت جنایت قرار پائیگی اور ورثہ معنی علیہ کو قدر زائد کا استحقاق ہوگا پس اگر بعد عتق کوئی دوسرا شخص اس کے پاؤں کو قطع کر دے اور دونوں زخم سرایت کرین تو جانی او سے قصاص طرف یا قصاص نفس متعلق نہ ہوگا اس لئے کہ اس پر اصل جنایت میں قصاص لازم نہیں تھا لہذا اس کے سرایت میں بھی لازم نہ ہوگا اور جانی دوم پر نصف دیت کر رہو قصاص لازم ہوگا اور دوسرے شخص کے مشارک سرایت ہونے سے قصاص ساقط نہ ہوگا بطرح کہ قتل سپر میں پدر کشاکش اجنبی ہونے یا قتل ذمی میں مسلم کی مشارک ذمی ہونے کی صورت

اول الفاعل
 ان کان بالظن
 فیکون علی الفاعل
 والذی یتبع الفاعل
 من اللذیہ وقول
 لہ اول الامور
 من ثلث الدیۃ
 ثلث الدیۃ
 اول الشبہ
 ان کان بالظن
 فیکون علی الفاعل
 والذی یتبع الفاعل
 من اللذیہ وقول
 لہ اول الامور
 من ثلث الدیۃ
 ثلث الدیۃ
 اول الشبہ

فی الذیہ
 النفس مثل ان
 قطع و احاطہ
 و نفس فی ذیہ
 نفس فی ذیہ
 کان الفاعل
 علی الفاعل
 فاعل و فاعل
 فاعل و فاعل
 فاعل و فاعل
 فاعل و فاعل
 فاعل و فاعل
 فاعل و فاعل

فان قيل لا بد من قتل الكافر ولو كان مسلماً
والجواب انما هو في حق الكافر لا في حق المسلم
فان قيل لا بد من قتل الكافر ولو كان مسلماً
والجواب انما هو في حق الكافر لا في حق المسلم

اسپر لازم ہوگا اور بعض علماء فرمایا ہرگز کہ اگر اہل ذمہ کے قتل کرنے کا کوئی مسلم عادی ہو جائے تو
ذبحی کو فاضل ذہیت کی رو کے بعد اس (مسلم) سے قصاص لینا صحیح ہوگا اور وہ ذمی کا مرد ذمی کی شخصیت
قتل کرنا بھی صحیح ہوگا اور اسی طرح اس (مرد ذمی) کا زن ذمیہ کے عوض قتل کرنا بھی صحیح ہوگا لیکن
ہولی ذمیہ کو اخذ قصاص کے قبل اس (مرد ذمی) کی ذہیت کی فاضل کا رو کرنا لازم ہوگا اور زن
ذمیہ کا زن ذمیہ اور مرد ذمی کے عوض قتل کرنا بھی صحیح ہے اور اس (ذمیہ قاتلہ) قدر فاضل کے
ساتھ رجوع کرنا صحیح ہوگا اس لیے کہ کوئی شخص اپنے نفس سے لڑنے کے ساتھ جنابت نہیں کر سکتا اور
اگر کوئی کافر ذمی کسی مسلم کو ازراہ عمد قتل کر دے تو ذمی مذکور اور اسکے مال کا اولیاء مقتول کے
حوالہ کر دینا لازم ہوگا اور ان (اولیاء مقتول) کو اس (ذمی) کے قتل کرنے اور استرقاق کر لینے
اختیار حاصل ہوگا اور آیا اسکو اسکے اطفال صغار کا استرقاق بھی صحیح ہوگا یا نہیں اس میں تردد
لیکن ان (اطفال) کا حریت پر باقی رہنا شبہ ہوا اور اگر قبل استرقاق وہ (ذمی) مسلمان ہو
تو ان (اولیاء) کو اس (ذمی) کے فقط قتل کرنا اختیار اسی طرح حاصل ہوگا جس طرح کہ بحالت اسلام
قتل کرنا کی صورت میں حاصل ہوتا اور اگر کوئی کافر کسی کافر کو قتل کر دے بعد ازان قاتل مسلمان
ہو جائے تو بعض کافروں کا قتل کرنا صحیح ہوگا اور اسپر ذہیت لازم کی جائیگی اگر مقتول مسلمان
ذہیت ہوا اور ولد رشد و حلال زادہ کا ولد و ملا حرام زادہ کے عوض قتل کرنا صحیح ہوگا اس لیے کہ
کہ وہ دونوں اسلام میں مساوی ہیں اور اس باب سے کئی مسئلے ملحق ہیں پہلا مسئلہ
اگر کوئی مسلم کسی کافر ذمی کے ہاتھ کو ازراہ عمد قطع کر دے بعد ازان وہ ذمی مسلمان ہو جائے
اور جنابت مذکورہ اسکے نفس کی طرف سرایت کرے تو مسلم قاتل بقصاص فی الطرف اور
قصاص فی النفس میں سے کچھ بھی لازم ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی کافر کسی غلام کے ہاتھ کو قطع کرے
بعد ازان وہ (غلام) آزاد ہو جائے اور جنابت مذکورہ سرایت کرے تب بھی یہی حکم ہوگا اس لیے

فان قيل لا بد من قتل الكافر ولو كان مسلماً
والجواب انما هو في حق الكافر لا في حق المسلم
فان قيل لا بد من قتل الكافر ولو كان مسلماً
والجواب انما هو في حق الكافر لا في حق المسلم
فان قيل لا بد من قتل الكافر ولو كان مسلماً
والجواب انما هو في حق الكافر لا في حق المسلم

فان قيل لا بد من قتل الكافر ولو كان مسلماً
والجواب انما هو في حق الكافر لا في حق المسلم
فان قيل لا بد من قتل الكافر ولو كان مسلماً
والجواب انما هو في حق الكافر لا في حق المسلم

فصل في احوال القديس
المجاور وسرته
الجوارح والافعال
لعمادتنا
الحال الجوارح والافعال
عليه قديسنا
السنة
لو قيل في حياها
يقول كبريائيل
الذي بالانجيل
الذي اما قوله
مسلم فلا يقوم
قطعا وفي الدنيا
تزداد الاختلافات

کسی نصرانی کو مجروح کر دے بعد از ان باج مرتد ہو جائے اور جراحت مذکورہ سرایت کرے تو قود نہ ہوگا اسلئے کہ وقت جنایت اُن دونوں میں تساوی مفقود ہو اور اُس (حاج) پر دیت ذمی لازم ہوگی چھٹا مسئلہ اگر کوئی ذمی کسی مرتد کو قتل کر ڈالے تو اُس (ذمی) کا بعض مرتد قتل کرنا صحیح ہوگا اسلئے کہ وہ (مرتد) بہ نسبت ذمی کے محقون الدم ہوتا ہے اور ذمی کو اُس کا قتل کرنا جائز نہیں ہوتا لکن اگر کسی مرتد کو کوئی مسلم قتل کر ڈالے تو قود حتمائیت ہوگا اور ثبوت دیت میں تردید اور دیت کا ثبوت نہ ہونا اقرب ہے اور اگر کسی مسلم پر قصاص واجب ہو اور اُس کو دلی مقتول کے سوا کوئی دوسرا شخص قتل کر ڈالے تو شخص مذکور پر قود لازم ہوگا اور اگر کسی شخص کا بوجہ زنا یا بوجہ لواط قتل کرنا واجب ہو اور اُس کو امام کے سوا کوئی دوسرا شخص قتل کر ڈالے تو اُس پر قود اور دیت ثابت نہ ہوگی اسلئے کہ جناب امیر نے اُس شخص سے جس نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا تھا اور کسی عورت کے ساتھ اُسکے موجود ہوئے کا دعویٰ کیا تھا ارشاد فرمایا تھا علیک القود الا ان تاتنی بینہ (تجھ پر قصاص لازم ہو تا وقتیکہ تو بینہ قائم نہ کرے) تیسری شرط قاتل کا بد مقتول نہ ہونا ہے اگر کوئی شخص اپنے مولود کو قتل کر ڈالے تو بعض مولود اُس کا قتل کرنا صحیح نہ ہوگا اور اُس (پدر) پر کفارہ اور دیت اور تعزیر لازم ہوگی اور اسی طرح اگر کسی شخص کو اُس کا جد پدری (دادا) قتل کر ڈالے تب بھی یہی حکم ہوگا اگرچہ وہ جدی (عالی ہو جیسے جد پدری کا باپ یا اُس کا دادا اور اگر کوئی شخص اپنے والد کو قتل کر ڈالے تو اُس (شخص) کا قتل کرنا صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی عورت اپنے مولود کو قتل کر ڈالے تو اُس (عورت) کا قتل کرنا بھی صحیح ہوگا اور یہی طرح اگر کوئی شخص اپنے مان کو قتل کر ڈالے تو اُس (شخص) کا قتل کرنا بھی صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر کسی شخص کو اُس کی اقارب میں سے کوئی شخص قتل کر ڈالے تو اُس کا قتل کرنا بھی صحیح ہوگا جیسے اجداد مادری جدات مادری اخوة خواہ عیال

لا بد من
 على سائر قصص
 فقتله غير الوفا
 كان عليه القود
 قتل
 ولو لم يبق
 فزنا واولوا
 غير ذلك
 عليه قود
 لان عليه عليه
 السكوت
 قتل
 ان وجوده
 امره عليه
 القود
 فان بينه
 الشرط
 الثالث
 ان لا يكون القتل
 باطلا
 ليعقل
 القتل
 ان لا يكون القتل
 باطلا
 ليعقل
 القتل

والأخوة من قبيلها والجدات من الأقارب والجداد وقبيلها وأولادها والأمم قتل به الولد بإبيه وكانوا قتلوا ابنه

قيل لا لانه
لا يجلل ان يقص
عن والده ولو
قبل يهلك
هنا كما في النسخ
بالمنع على ما هو
النسخ كما في النسخ
لوقتها في النسخ
ولا وارث الا
وارثها اما
لو كان لها ولد
من غيره فلا
القص من يد
الوارث واره

یہ نہیں ہیں بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ثابت نہ ہوگا اس لئے کہ مولود مذکور اپنے والد سے قصاص لے کر مالک نہیں ہے لیکن اس مقام پر اگر مولود مذکور کے مالک قصاص ہو نہ کیا اختیار کریں تو ممکن تاکہ منع قصاص میں مورد نفس پتھمارہ یا دیر ہی بحث اس صورت میں بھی جاری ہوگی جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرے اور زوجہ مذکور کیلئے کوئی وارث اس مولود کے سوا موجود نہ ہو چنانچہ شخص مذکور کے صلب سے پیدا ہوا ہو لیکن اگر زوجہ کیلئے زوج مذکور کے سوا کسی دوسرے شخص سے بھی کوئی مولود موجود ہو تو اسکو قصاص لینا صحیح ہوگا لیکن اخذ قصاص کے قبل اسکو دیت میں سے دوسرے مولود کے حصہ کا اُسپر رد کرنا لازم ہوگا اور اس کیلئے زوج ماوردان کا شوہر ہے جو کامل کے استیفا کرنا اختیار حاصل ہوگا اگر احد الولدین اپنے باپ کو قتل کر ڈالے بعد از ان ولد آخر اپنی ماں کو قتل کر ڈالے تو ان دونوں سے ہر ایک کیلئے دوسرے پر خود (قصاص نفس) ثابت ہوگا اور اگر اخذ قصاص میں وہ دونوں تزع کرین تو ان دونوں میں قرضہ والا جائیگا اور استیفا، قصاص میں وہ مواد مقدم کیا جائیگا جسکو کہ قرضہ خانی کرے اور اگر اخذ قصاص میں احد باقی قرضہ بابت کو تو ورنہ دوم کیلئے اس سے قصاص لینا صحیح ہوگا چوتھی شرط قاتل کا کامل ہونا پس اگر کوئی مجنون کسی کو عمدہ قتل کر ڈالے تو اس (مجنون) کا قتل کرنا صحیح نہ ہوگا خواہ کسی مجنون کو قتل یا عاقل کو اور اس کے عاقل پر دیت ثابت ہوگی اور اسی طرح اگر طفل نابالغ کسی بالغ یا غیر بالغ کو عمدہ قتل کر ڈالے تو اسکا قتل کرنا بھی صحیح نہ ہوگا لیکن اگر کوئی عاقل کسی شخص کو ازراہ عمدہ قتل کر ڈالے بعد از ان مجنون ہو جائے تو اس سے خود (قصاص نفس) ساقط نہ ہوگا اور ایک روایت میں طفل وہ سالہ سے قصاص کے اخذ کو کفایت دیتا ہے اور دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ اگر طفل قاتل پانچ شہر کے حد پر پوچھا ہو تو اس سے قصاص لینا جائیگا اور

الشيء الذي
أدركه خمسة
سنوات في
البحر في
رواية فيكت
عند التورون
جن لم يبق
قل الما قلم
لما لا ما
نقل يبي
وكما الصي
التي على
أدركه
الشيء الذي

کتاب فی الدعا فی القصاص والحدود الفصل الثانی

وَالْمَنُ مِّنْ سَلَمٍ بِرُقُودٍ ثَابِتٍ هُوَ كَأَنَّهُ خُونٌ كَوْنُهُ مَقْدُوسٌ نَّجَاحٌ فَرِيَا بِهِيَ زَانِي -
 لَا يُطَوِّغُهُ وَاسِي طَرَحٌ أَكْرَفَصَاصٍ يَأْخُذُ كِي سَرَايَتِ كَيْ سَبَبٍ سَعَى كَوْنِي تَخْضُ بِلَاكٍ هُوَ كَأَنَّهُ
 تَوَاسُكَ خُونٌ بَعْدُ هُوَ كَأَنَّهُ قَصَاصٌ ثَابِتٌ هُوَ كَأَنَّهُ تَقْسِيرِي فَضْلٌ دَعْوَايَ قَتْلٍ أَوْ أُنْ
 أَمْرٍ كَيْ بَيَانٍ مِّنْ جَنٍّ سَعَى كَيْ وَهْ (قَتْلٍ) ثَابِتٌ هُوَ تَأْخُذُ أَوْ دَعْوَايَ بَالِغٍ أَوْ شَرِيحٍ
 هُوَ نَاشِطٌ بِرُطُوبٍ وَاقْتِضَايَتِ كَيْ بَالِغٍ وَشَرِيحَةٍ أَعْتَابُ نَعِيمٍ هُوَ بِسَاسٍ أَلَّا كَوْنِي تَخْضُ وَاقْتِضَايَتِ
 بِرُقُودٍ بَالِغٍ وَشَرِيحَةٍ أَسْكَوْهُ دَعْوَايَ صَحِيحٍ هُوَ كَأَنَّهُ كَيْ صَحَّتْ دَعْوَايَ كَبِيْرٍ سَمْعٍ مَتَوَاتِرٍ كَيْ وَجْهٍ سَعَى
 بَعْدُ تَحْقِيقٌ هُوَ تَعَى هُوَ وَاسِي طَرَحٌ صَحَّتْ دَعْوَايَ مِّنْ دَعْوَايَ كَالِشَيْخِ تَخْضُ بِرُقُودٍ كَرَنَاجِي شَرِيحَةٍ
 جَسَّ سَعَى مَبَاشَرَتِ جَنَابِيَّتِ مَكْنٍ هُوَ بِسَاسٍ أَلَّا كَوْنِي تَخْضُ بِرُقُودٍ كَيْ جَايَ وَاقْتِضَايَتِ
 غَائِبٌ هُوَ تَوَاسُكَ دَعْوَايَ مَقْبُولٌ هُوَ كَأَنَّهُ وَاسِي طَرَحٌ أَلَّا كَوْنِي تَخْضُ بِرُقُودٍ كَيْ جَايَ وَاقْتِضَايَتِ
 وَاحِدٍ كَيْ قَتْلٍ بِرُقُودٍ هُوَ تَعَذُّرٌ دَعْوَايَ هُوَ جَسَّ اِئْتِ بَلَدٌ تَوَاسُكَ دَعْوَايَ بَعْدُ مَقْبُولٌ هُوَ كَأَنَّهُ
 أَوْ أَلَّا دَعْوَايَ دَعْوَايَ كَيْ أَلَّا كَوْنِي تَخْضُ بِرُقُودٍ كَيْ جَايَ وَاقْتِضَايَتِ
 دَعْوَايَ مِّنْ أَسَالِ سَمْعٍ كَابِيْسَاسٍ كَرَنَ تَوَاسُكَ دَعْوَايَ مَقْبُولٌ هُوَ كَأَنَّهُ وَاسِي طَرَحٌ أَلَّا كَوْنِي تَخْضُ بِرُقُودٍ
 قَاتِلٍ كَيْ تَقْسِيمٍ أَوْ قَتْلٍ كَيْ صَفَتِ (جَسَّ مَبَاشَرَتِ بِالسَّبَبِ) أَوْ نَوْعٍ قَتْلٍ كَيْ تَقْرِجِ (جَسَّ)
 عَمَلِيَّاشِيْبِيْعٍ بِهِيَ أَوْ خَطَايَا كَيْ سَامِعٌ خَرَرٌ كَيْ تَوَاسُكَ دَعْوَايَ مَسْمُوعٌ هُوَ كَأَنَّهُ وَاسِي طَرَحٌ أَلَّا كَوْنِي تَخْضُ بِرُقُودٍ
 مِّنْ مَّطْلُوقٍ قَتْلٍ بِرُقُودٍ أَوْ كَيْ صَفَتِ بِرُقُودٍ كَوْنِي تَخْضُ بِرُقُودٍ كَيْ تَوَاسُكَ دَعْوَايَ مَسْمُوعٌ هُوَ كَأَنَّهُ
 يَأْمِينٍ أَمِينٍ تَرُدُّهُ لَكِنْ أَسْكَوْهُ مَقْبُولٌ هُوَ نَاشِطٌ بِرُقُودٍ كَوْنِي تَخْضُ بِرُقُودٍ كَيْ قَتْلٍ أَحَدٍ نَعِيمٍ دَعْوَايَ
 اِنْ دَعْوَايَ مِّنْ سَعَى كَيْ تَخْضُ بِرُقُودٍ كَيْ تَوَاسُكَ دَعْوَايَ مَسْمُوعٌ هُوَ كَأَنَّهُ وَاسِي طَرَحٌ أَلَّا كَوْنِي تَخْضُ بِرُقُودٍ
 قَتْلٍ وَنَعِيمٍ كَوْنِي ضَرْبٍ نَعِيمٍ هُوَ وَاسِي طَرَحٌ أَحَدٌ هُوَ كَيْ قَاتِلٍ هُوَ نَعِيمٍ بِرُقُودٍ كَيْ قَاتِلٍ هُوَ نَعِيمٍ
 بَعْدُ اِنْ اِنْ دَعْوَايَ مِّنْ سَعَى كَيْ تَخْضُ بِرُقُودٍ كَيْ تَوَاسُكَ دَعْوَايَ مَسْمُوعٌ هُوَ كَأَنَّهُ وَاسِي طَرَحٌ أَلَّا كَوْنِي تَخْضُ بِرُقُودٍ

في دعوى القتل والحدود
 ثبت بدو شريط
 في الدعوى بالحدود
 والحدود دون
 الدعوى دون
 وقت البناء
 قد تحقق صحة
 الدعوى والحدود
 المتواتر وان كان
 الى من يجر منه
 مباشرة البناء
 فلا داعي على
 فانه لا يثبت
 وكذا لو ادعى
 على جانيه بقتل
 اجماعا لم يثبت
 الواحد على قتل
 البالد فيقتل
 دعواه في حد
 الى المسكن ولو
 حرر الدعوى
 بغيره في القاتل
 وصحة القاتل
 نوه سمعت

دعواه وحل
 بغيره سمعت
 على اطلاق الدعوى
 فيه تردد ولا
 القبول ولو قاتل
 قتله احد هذين
 دعواه لا ضرر
 في احادها
 ولو اثاره بغيره

وكذا لو قال قطع برء ووجد قطعاً في رواية لا يثبت قوله فإو يضمن ولا يثبت حتى يقول هذا الموصحة وهذه الشجة لاحتمال غيرها أكبر وأصغر وشيئاً فيهما التواتر على الوصف أو على التواتر على الحال فلو شق كل حال فغدوة

اور اسی طرح اگر شاہد کہے قطع پندہ و وجہ قطع الیدین (فلان شخص نے اُسکے ایک ہاتھ کو قطع کیا اور اُسکو قطع الیدین پایا) تب بھی یہی بحث جاری ہوگی اور قول شاہد ضربہ فاوضہ (فلان نے اُسکو ضرب لگائی پس جراحات موضعہ کے ساتھ مجروح کیا) یا ضربہ شجرہ (اُسے فلان کو ضرب لگائی پس اُسکے سر کو شکستہ کیا) کافی نہوگا تا وقتیکہ موضعہ یا شجرہ کی تعیین نہ کرے مثلاً عبارت مذکورہ کے بعد کہ یہ موضعہ یا ہذہ الشجرہ اسلئے کہ عدم تعیین کے صورت میں اُن دونوں کے سوا کسی دوسرے زخم کا احتمال بھی باقی رہتا ہے جو بہ نسبت اُن دونوں کے بڑا یا چھوٹا ہو اور شاہدین میں اُن دونوں کا وصف واحد پر متوار و ہونا شرط ہے پس اگر ایک شاہد اُسکے بوقت صبح قتل کر نیکیے اور دوسرا شاہد بوقت شام قتل کرنے کی شہادت دے یا ایک شاہد کارو کے ساتھ قتل کر نیکیے اور دوسرا شاہد تلوار کے ساتھ قتل کر نیکی شہادت دے یا ایک شاہد کسی مکان میں قتل کر نیکیے اور دوسرا شاہد کسی دوسرے مکان میں قتل کر نیکی شہادت دے تو اُن کا قول مقبول نہوگا اور آیا صورت مذکورہ میں حکم لوٹ جاری ہوگا یا نہیں پس شیخ علیہ الرحمۃ نے کتاب مبسوط میں فرمایا ہے کہ حکم لوٹ جاری کیا جائیگا اور اُس میں شکال ہو اسلئے کہ اُن دونوں میں سے ہر ایک شاہد نے دوسرا شاہد کی تکذیب کی ہے لہذا اُنکی شہادت کوئی ثبوت ثابت نہوگی لکن اگر ایک شاہد اقرار کے شہادت اور دوسرا شاہد شاہد کی شہادت دے تو قتل ثابت نہوگا اور لوٹ متحقق نہوگا اسلئے کہ اس صورت میں تکاذب (یا ہم تکذیب کرنا) نہیں ہوا اور میں مقام پر کہی مسئلے مذکورہ میں یہ مسئلہ کہ اگر ایک شاہد مطلق قتل کے ساتھ اقرار کر نیکیے اور دوسرا شاہد قتل عہد کے ساتھ اقرار کر نیکی شہادت دے تو قتل ثابت ہوگا اور معنی علیہ کو بیان کی تکلیف دی جائیگی پس اگر اُس نے قتل کا انکار کیا تو مقبول نہوگا اسلئے کہ اُسکے انکار سے یتیم کی تکذیب لازم آتی ہے اور اگر اُس نے قتل خطا کا اقرار کیا اور ولی مقبول نے اُسکی تصدیق کی تو اس میں کوئی بحث نہیں ہے

القول بالاجتهاد خطأ وصدرتم
 عليه وإن قال
 لأنه الكذب
 فيقول منه
 أنك القتل لم
 البيان فإن
 الحكم عليه
 القتل وكلف
 عصا يثبت
 المظن بالأقرار
 مطعون شهد
 به الأقر بالقتل

استحقاق کا احتمال حاصل ہوتا ہے میں جلب نفع کا احتمال ضعیف ہو کیونکہ سیت کا حالت بیجا میں
 مقدار دیت کو کسی شخص غیر کی طرف منتقل کر دینا بھی محتمل ہو چو تھا مسئلہ اگر عاقلہ میں سے وہ شخص
 کسی شاہ قتل کی فسق کی شہادت دین پس اگر وہ قتل از قتل عمر یا شیعہ بعد ہو یا وہ دونوں ایسے
 عاقلہ ہوں کہ بار دیت اُن سے متعلق نہ ہو جیسے اُن کا فقیر ہونا تو اُن کے موافق حکم کیا جائیگا اور شہادت
 قتل طرح کیائیگی اور اگر وہ دونوں ایسے عاقلہ ہوں کہ بار دیت اُن سے متعلق ہوتا ہو جیسے ان کا غنی
 ہونا تو اُن کا قول مقبول نہ ہوگا اسلئے کہ وہ اپنے نفسوں سے غرامت (تاوان) کو دفع کرتے ہیں
 پانچواں مسئلہ اگر دو عادل شہادت دین کہ مقتول کو فلان شخص (ذریعہ) نے ازراہ عمد قتل کیا
 اور دوسرے دو عادل شہادت دین کہ اُس (مقتول) کو فلان شخص (دعویٰ) نے قتل کیا ہو
 تو قصاص ساقط ہو جائیگا اور اُن دونوں (ذریعہ و دعویٰ) میں سے ہر ایک قاتل پر نصف دیت
 لازم ہوگی اور اگر قتل مذکور از قبیل خطا ہو تو دیت اُن دونوں کے عاقلہ پر لازم ہوگی اور شاید
 کہ یہ قول اُس احتیاط پر مبنی ہو جو جمعیت دم میں واجب الحرامات ہر اسلئے کہ تصادم بینین کی
 وجہ سے شبہ متحقق ہو اور اس مسئلہ میں دوسرے وجہ بھی محتمل ہو جس سے دلی مقتول کا من جملہ دونوں
 بینوں کے ایک بنیہ کے تصدیق میں مخیر ہونا مراد ہو جو طرح کہ دو شخصوں میں سے ہر ایک شخص کسی
 انسان کی بانفردہ قتل کر نہ کیا اقرار کرے تو دلی مقتول کو اُن دونوں میں سے ایک مقرر کی تصدق
 کا اختیار حاصل ہوتا ہے لیکن قول اول اولیٰ ہو چھٹا مسئلہ اگر دو عادل شہادت دین کہ
 فلان شخص (دعویٰ) نے زید کو ازراہ عمد قتل کیا ہے بعد ازاں دوسرے شخص (بکر) اپنے قاتل ہونیکا
 اقرار کرے اور شہدو علیہ (دعویٰ) کو برمی الذمہ کرے تو دلی مقتول کیلئے مشہو علیہ (دعویٰ) کا
 قتل کرنا صحیح ہوگا اور اس صورت میں مقرر بکر کو دیت مقتول کے نصف کا اولیاء مشہو علیہ
 (دعویٰ) پر رد کرنا لازم ہوگا اور اسی طرح دلی مقتول کیلئے مقرر بکر کا قتل کرنا بھی صحیح ہوگا

استحقاق کا احتمال حاصل ہوتا ہے میں جلب نفع کا احتمال ضعیف ہو کیونکہ سیت کا حالت بیجا میں
 مقدار دیت کو کسی شخص غیر کی طرف منتقل کر دینا بھی محتمل ہو چو تھا مسئلہ اگر عاقلہ میں سے وہ شخص
 کسی شاہ قتل کی فسق کی شہادت دین پس اگر وہ قتل از قتل عمر یا شیعہ بعد ہو یا وہ دونوں ایسے
 عاقلہ ہوں کہ بار دیت اُن سے متعلق نہ ہو جیسے اُن کا فقیر ہونا تو اُن کے موافق حکم کیا جائیگا اور شہادت
 قتل طرح کیائیگی اور اگر وہ دونوں ایسے عاقلہ ہوں کہ بار دیت اُن سے متعلق ہوتا ہو جیسے ان کا غنی
 ہونا تو اُن کا قول مقبول نہ ہوگا اسلئے کہ وہ اپنے نفسوں سے غرامت (تاوان) کو دفع کرتے ہیں
 پانچواں مسئلہ اگر دو عادل شہادت دین کہ مقتول کو فلان شخص (ذریعہ) نے ازراہ عمد قتل کیا
 اور دوسرے دو عادل شہادت دین کہ اُس (مقتول) کو فلان شخص (دعویٰ) نے قتل کیا ہو
 تو قصاص ساقط ہو جائیگا اور اُن دونوں (ذریعہ و دعویٰ) میں سے ہر ایک قاتل پر نصف دیت
 لازم ہوگی اور اگر قتل مذکور از قبیل خطا ہو تو دیت اُن دونوں کے عاقلہ پر لازم ہوگی اور شاید
 کہ یہ قول اُس احتیاط پر مبنی ہو جو جمعیت دم میں واجب الحرامات ہر اسلئے کہ تصادم بینین کی
 وجہ سے شبہ متحقق ہو اور اس مسئلہ میں دوسرے وجہ بھی محتمل ہو جس سے دلی مقتول کا من جملہ دونوں
 بینوں کے ایک بنیہ کے تصدیق میں مخیر ہونا مراد ہو جو طرح کہ دو شخصوں میں سے ہر ایک شخص کسی
 انسان کی بانفردہ قتل کر نہ کیا اقرار کرے تو دلی مقتول کو اُن دونوں میں سے ایک مقرر کی تصدق
 کا اختیار حاصل ہوتا ہے لیکن قول اول اولیٰ ہو چھٹا مسئلہ اگر دو عادل شہادت دین کہ
 فلان شخص (دعویٰ) نے زید کو ازراہ عمد قتل کیا ہے بعد ازاں دوسرے شخص (بکر) اپنے قاتل ہونیکا
 اقرار کرے اور شہدو علیہ (دعویٰ) کو برمی الذمہ کرے تو دلی مقتول کیلئے مشہو علیہ (دعویٰ) کا
 قتل کرنا صحیح ہوگا اور اس صورت میں مقرر بکر کو دیت مقتول کے نصف کا اولیاء مشہو علیہ
 (دعویٰ) پر رد کرنا لازم ہوگا اور اسی طرح دلی مقتول کیلئے مقرر بکر کا قتل کرنا بھی صحیح ہوگا

دلی مقتول کیلئے مشہو علیہ (دعویٰ) کا قتل کرنا بھی صحیح ہوگا
 دلی مقتول کیلئے مشہو علیہ (دعویٰ) کا قتل کرنا بھی صحیح ہوگا
 دلی مقتول کیلئے مشہو علیہ (دعویٰ) کا قتل کرنا بھی صحیح ہوگا
 دلی مقتول کیلئے مشہو علیہ (دعویٰ) کا قتل کرنا بھی صحیح ہوگا

فیصل
صدق اللہ
کا شہادہ
واحد اور
لو جو جہاد
بدر و عنده
ذو سلاح علیہ
الدمار و فی دار
توہ و اوفی علیہ
منفردہ عن
البلد کا بیخود
توہ و اوفی علیہ

صف مقابل
لغضہ و ببا
المرامۃ و لو
و جد فی قریع
مکرو قذ او
سلاتہ من خلال
العرب اوفی
مکرو منفردہ
مکرو قذ و ان
انفردت فان
کان فہا ک عدو
توہ و اوفی علیہ
لو جو جہاد
لای الا احوال
تعلق ہنا و
لو جو جہاد
قریبین فالو
لا قریعہ الیہ
دمع التصادی
فی القرب البعد
نہما سوا فی
اللوٹ مامن

صحیح ہوتا ہے کہ بنا پر قسم کا مدعی کی طرف راجع کرنا اور اُسکے موافق حکم کرنا مبین ہوگا اور لوٹ سے وہ امارت مراد ہے جسکے ساتھ حاکم کو صدق مدعی کا ظن غالب حاصل ہو جائے شام و احدا و اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے خون میں مضطرب (لوٹنے والا) ہو اور قریب ایسا شخص ایسا وہ ہو جسکی سلاح (تیار) پر خون موجود ہو تب بھی لوٹ متحقق ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی مقتول کسی قوم کے مکان یا ایسے محلہ میں موجود ہو جو شہر سے منفرد علیحدہ ہو اور اُس میں اہل شہر کے سوا کوئی شخص داخل نہ ہوتا ہو تب بھی لوٹ متحقق ہوگا اور اسی طرح اگر مقتول کسی دشمن کے مقابل کی صف میں بدرامات افتادہ ہو تب بھی لوٹ متحقق ہوگا اور اگر وہ مقتول کسی قریہ طور قد (جس میں آمدورفت ہوتی ہے) میں افتادہ ہو یا منجملہ عرب و عربوں کے اور تریکی جگہ کسی منزل یا کسی محلہ منفردہ (دور از شہر) و مطروقتہ (جس میں آمدورفت ہوتی ہے) میں موجود ہو اگرچہ اُس میں ایک ہی شخص آمدورفت کرتا ہو پس اگر اس مقام پر یا ہم عداوت ہو تو لوٹ متحقق ہوگا اور اگر عداوت نہ ہو تو لوٹ متحقق نہ ہوگا اسلئے کہ اس صورت میں صدق مدعی کا ظن غالب حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ خلاف کا محال غالب یا مساوی حاصل ہے اور اگر وہ مقتول مابین قریتین افتادہ ہو تو قریہ قریہ کی نسبت لوٹ متحقق ہوگا اور اگر قریب و بعد میں وہ دونوں قریہ مساوی ہوں تو تعلق لوٹ میں بھی وہ دونوں قریہ مساوی ہونگے لکن جو مقتول کہ کسی پل یا کنوین یا جو وغیرہ کے از دھام میں افتادہ ہو تو اُسکی دیت کا میت المال سے تعلق ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی مقتول کسی جامع عظیم یا شارع عام میں افتادہ ہو تو اُسکی دیت بھی بیت المال سے متعلق ہوگی اور اسی طرح اگر کوئی مقتول کسی جنگل میں افتادہ ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اور ثبوت لوٹ میں صبی اور فاسق کی شہادت کافی نہیں ہے اور اسی طرح کافر کی شہادت بھی

الکافر
الفاہق و لا
الہی و لا
اللون بشہادۃ
لو جو جہاد
او شاع و کو
و فیہ عظیم
و کذا و وجہ
ذمہ علی شہادۃ
او صواب و سبہ
علی قتلہ و اوفی

انسانی قتل کی صورت میں قتل عمد کی صورت میں مقدار قسامت چاس قسم
ہوگی اگر قتل کیلئے نخلہ اقارب ایک قوم موجود ہو تو انہیں سے ہر ایک شخص کو ایک مرتبہ
حلف کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ اس قوم کا عدد و حد قسامت کے مساوی ہو اور اگر اس قوم کا عدد
حد قسامت سے ناقص ہو تو ان پر ایمان کا ذکر کرنا معین ہوگا تا انیکہ عدد قسامت تک
ہو اور قتل خطایا شبہ ایچ کی صورت میں مقدار قسامت پچاس قسم ہو بعض صحابہ ان دونوں
کو قتل عمد اور قتل خطا وغیرہ میں تسمیہ کیا ہو اور ہر ایک میں چاس قسم کو اختیار فرمایا ہو یہ
قول اگرچہ حکم قصاص میں اوشن ہو لیکن تفصیل کا قائل ہونا مذہب میں اظہر ہو اور اگر قتل
جماعت ہو تو قتل عمد میں چاس قسموں کا اور قتل خطا میں پچاس قسموں کا جملہ معین تفسیر بنا
معین ہوگا اور اگر مدعی علیہم جن پر دعویٰ کیا گیا ہو ایک سے زائد ہوں اور مدعی نے قسم
کو مدعی علیہم پر رو کیا ہو تو آپ جمع مدعی علیہم کا چاس مرتبہ حلف کرنا کافی ہوگا یا نہیں اس میں دو
لکھن ہر ایک مدعی علیہ کا صورت انفرادی طرح چاس مرتبہ حلف کرنا اظہر ہو اس لئے کہ ہر ایک مدعی علیہ
پر بافراہ دعویٰ مستوجب ہوتا ہو اور اگر مدعی علیہ واحد ہو اور اپنی قوم میں سے چاس آدمی
ایسے فراہم کرے جو اس کی برائت پر شہادت دیں تو ہر ایک آدمی کو ایک مرتبہ حلف کرنا کافی ہوگا
اور اگر چاس سے اس قوم کا عدد کم ہو تو ان پر ایمان کا ذکر کرنا صحیح ہوگا تا انیکہ عدد قسامت
کامل ہو اور اگر ولی مقتول کے پاس قسامت کیلئے کوئی شخص موجود نہ ہو اور وہ ولی مقتول
خود بھی حلف نہ کرے تو اس (ولی مقتول) کیلئے منکر کا چاس مرتبہ حلف دینا صحیح ہوگا اگر اس
منکر کے پاس قسامت کیلئے اس کی قوم میں سے کوئی شخص موجود نہ ہو اور اگر اس (منکر) کیلئے
قوم موجود ہو تو وہ (منکر) بھی نخلہ اس (قوم) کے ایک شخص قرار دیا جائیگا اور اگر قسامت سے
منکر انکار کرے اور اسکے لئے کوئی دوسرا شخص بھی ایسا موجود نہ ہو جو حلف کرے تو اس (منکر) کو

مقتول کی قوم میں سے چاس آدمی فراہم کرے جو اس کی برائت پر شہادت دیں تو ہر ایک آدمی کو ایک مرتبہ حلف کرنا کافی ہوگا
اور اگر چاس سے اس قوم کا عدد کم ہو تو ان پر ایمان کا ذکر کرنا صحیح ہوگا تا انیکہ عدد قسامت تک
ہو اور اگر قتل خطا یا شبہ ایچ کی صورت میں مقدار قسامت پچاس قسم ہو بعض صحابہ ان دونوں کو قتل عمد اور قتل خطا وغیرہ میں تسمیہ کیا ہو اور ہر ایک میں چاس قسم کو اختیار فرمایا ہو یہ قول اگرچہ حکم قصاص میں اوشن ہو لیکن تفصیل کا قائل ہونا مذہب میں اظہر ہو اور اگر قتل جماعت ہو تو قتل عمد میں چاس قسموں کا اور قتل خطا میں پچاس قسموں کا جملہ معین تفسیر بنا معین ہوگا اور اگر مدعی علیہم جن پر دعویٰ کیا گیا ہو ایک سے زائد ہوں اور مدعی نے قسم کو مدعی علیہم پر رو کیا ہو تو آپ جمع مدعی علیہم کا چاس مرتبہ حلف کرنا کافی ہوگا یا نہیں اس میں دو لکھن ہر ایک مدعی علیہ کا صورت انفرادی طرح چاس مرتبہ حلف کرنا اظہر ہو اس لئے کہ ہر ایک مدعی علیہ پر بافراہ دعویٰ مستوجب ہوتا ہو اور اگر مدعی علیہ واحد ہو اور اپنی قوم میں سے چاس آدمی ایسے فراہم کرے جو اس کی برائت پر شہادت دیں تو ہر ایک آدمی کو ایک مرتبہ حلف کرنا کافی ہوگا اور اگر چاس سے اس قوم کا عدد کم ہو تو ان پر ایمان کا ذکر کرنا صحیح ہوگا تا انیکہ عدد قسامت تک کامل ہو اور اگر ولی مقتول کے پاس قسامت کیلئے کوئی شخص موجود نہ ہو اور وہ ولی مقتول خود بھی حلف نہ کرے تو اس (ولی مقتول) کیلئے منکر کا چاس مرتبہ حلف دینا صحیح ہوگا اگر اس منکر کے پاس قسامت کیلئے اس کی قوم میں سے کوئی شخص موجود نہ ہو اور اگر اس (منکر) کیلئے قوم موجود ہو تو وہ (منکر) بھی نخلہ اس (قوم) کے ایک شخص قرار دیا جائیگا اور اگر قسامت سے منکر انکار کرے اور اسکے لئے کوئی دوسرا شخص بھی ایسا موجود نہ ہو جو حلف کرے تو اس (منکر) کو

انسانی قتل کی صورت میں قتل عمد کی صورت میں مقدار قسامت چاس قسم ہوگی اگر قتل کیلئے نخلہ اقارب ایک قوم موجود ہو تو انہیں سے ہر ایک شخص کو ایک مرتبہ حلف کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ اس قوم کا عدد و حد قسامت کے مساوی ہو اور اگر اس قوم کا عدد حد قسامت سے ناقص ہو تو ان پر ایمان کا ذکر کرنا معین ہوگا تا انیکہ عدد قسامت تک ہو اور قتل خطایا شبہ ایچ کی صورت میں مقدار قسامت پچاس قسم ہو بعض صحابہ ان دونوں کو قتل عمد اور قتل خطا وغیرہ میں تسمیہ کیا ہو اور ہر ایک میں چاس قسم کو اختیار فرمایا ہو یہ قول اگرچہ حکم قصاص میں اوشن ہو لیکن تفصیل کا قائل ہونا مذہب میں اظہر ہو اور اگر قتل جماعت ہو تو قتل عمد میں چاس قسموں کا اور قتل خطا میں پچاس قسموں کا جملہ معین تفسیر بنا معین ہوگا اور اگر مدعی علیہم جن پر دعویٰ کیا گیا ہو ایک سے زائد ہوں اور مدعی نے قسم کو مدعی علیہم پر رو کیا ہو تو آپ جمع مدعی علیہم کا چاس مرتبہ حلف کرنا کافی ہوگا یا نہیں اس میں دو لکھن ہر ایک مدعی علیہ کا صورت انفرادی طرح چاس مرتبہ حلف کرنا اظہر ہو اس لئے کہ ہر ایک مدعی علیہ پر بافراہ دعویٰ مستوجب ہوتا ہو اور اگر مدعی علیہ واحد ہو اور اپنی قوم میں سے چاس آدمی ایسے فراہم کرے جو اس کی برائت پر شہادت دیں تو ہر ایک آدمی کو ایک مرتبہ حلف کرنا کافی ہوگا اور اگر چاس سے اس قوم کا عدد کم ہو تو ان پر ایمان کا ذکر کرنا صحیح ہوگا تا انیکہ عدد قسامت تک کامل ہو اور اگر ولی مقتول کے پاس قسامت کیلئے کوئی شخص موجود نہ ہو اور وہ ولی مقتول خود بھی حلف نہ کرے تو اس (ولی مقتول) کیلئے منکر کا چاس مرتبہ حلف دینا صحیح ہوگا اگر اس منکر کے پاس قسامت کیلئے اس کی قوم میں سے کوئی شخص موجود نہ ہو اور اگر اس (منکر) کیلئے قوم موجود ہو تو وہ (منکر) بھی نخلہ اس (قوم) کے ایک شخص قرار دیا جائیگا اور اگر قسامت سے منکر انکار کرے اور اسکے لئے کوئی دوسرا شخص بھی ایسا موجود نہ ہو جو حلف کرے تو اس (منکر) کو

وكان على
الآخرين
واحد من الدودة
في افواههم
ذئب اللون
عليه نصف نية
ولكان احد
الولين غائبا
وهذا لوت

سماں کان
قصص من
النفس وال
القدر في
الجمال وال
عليه القائل
عليه القائل
الحقون وهو
اشد شكلا
من الاول
الثاني
الاول والثاني
فلا تفرق بين
الاول والثاني
الاول والثاني

مستحق

19/10/1971

القضاة

مجلس العلماء

10/11/19

1/2/1970

فصل اول

فان

50

11/11/11

5

Dec 18, 1911

100

بعد از ان جراحت جانی اُسکے نفس کی طرف سرایت کرے تب بھی جو قصاص کو جانی سے لیا گیا تھا وہ اپنے موقع پر واقع ہو گا لکن اگر جراحت جانی اولاً سرایت کرے بعد از ان جراحت مجنی علیہ سزا کرے تو سرایت جانی اس صورت میں بعض قصاص واقع ہوگی اسلئے کہ سرایت مجنی علیہ کے قبل اُس (جانی) کی سرایت کا حاصل ہونا مفروض ہو لہذا اُس (جانی) کی سرایت ہر در داخل ہوگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی شخص کسی انسان کے ہاتھ کو قطع کرے اور شخص مقطوع (مجنی علیہ) عفو کر دے بعد از ان قاطع مذکور اوس (مقطوع) کو قتل کر ڈالے تو دلی مقطوع کو قاطع سے قصاص نفس کا مطالبہ کرنا صحیح ہو گا لیکن اس صورت میں قبل قتل اوس (جانی) کو قتل کر دینا کو دست قاطع کی دیت کا اوس (قاطع) کے اوایا پر رد کرنا لازم ہو گا بشرطیکہ مجنی علیہ (مقطوع الید) نے اپنے ہاتھ کی دیت کو جانی (قاطع) سے اخذ کر لیا ہو یا اوس کا ہاتھ بعض قصاص قطع کیا گیا ہو اور اگر اوس کا ہاتھ بدون جنایت قطع کیا گیا ہو اور اوس نے اپنے ہاتھ کی دیت کو بھی اخذ نہ کیا ہو تو قاتل کا بدون رد قتل کرنا صحیح ہو گا اور اس حکم کا مستند وہ روایت ہے جس کو سورہ بن کلیب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی انسان کے اوس کف دست کو قطع کرے جو اوٹکلیان نہ رکھتا ہو تو قاطع کے کف دست کا قطع کرنا صحیح ہو گا لکن اُنکلیونکی دیت کا قبل قطع اُس (قاطع) پر رد کرنا لازم ہو گا اور اگر دلی دم (در ثخون) نے جانی (قاتل) پر استیفاء قصاص کی غرض سے ضرب لگائی ہو اور اُس (جانی) کو مقتول سمجھ کر زد کیا ہو اور دراصل اُسین رِق جان باقی ہو بعد از ان وہ اپنا علاج کرے اور صحیح و سالم ہو جا تو دلی دم کیلئے قصاص نفس کا اختیار اسوقت تک حاصل نہ ہو گا جب تک کہ جانی کیلئے اُس (دلی دم) سے جراحت کے عوض میں قصاص کا استیفاء

[illegible]

ادب و تہذیب کے مطالعہ کے لیے ایک نیا دور کا آغاز ہو رہا ہے۔ اس کے لیے ہمیں اپنی تعلیم اور تہذیب کو سمجھنا پڑے گا۔

1

الدم واللبا والبرق
قصاصا ونزك
فلا تترك
وكان يروق
صالح ففكر
برأيه
القصاص
القصص
تفصيل
منه
اللبا
اول

اور اس پر طرح اگر کوئی شخص کے متعلق یہ لکھ دیا کہ وہ محمد قسطنطین کے قتل کے لئے تیار تھا

1

عبدیہ سوسہ جہہ
الانسان علیہ سوسہ
لہ قلم عین
اشم فہر
لوقلم عین
عبدیہ
ولا یقتضی
اعتدال البصر
والیہ دالی
شدہ لہ
الاصطاف من
القصاص من
وہو

۱۲ اگر کسی ہونے ہو تو اس کے قاصص کے

طرائف کاشت حرارت و برووت کی زمانہ سی اعتدال نہارتک مؤخر کرنا لازم ہوگا اسلئے کہ شدت
حرارت و برووت میں سہایت کا خوف ہوتا ہی اور آگہ آہنی کے سوا کسی دوسرے آگہ قصاص
کینا صحیح نہیں ہی اور اگر کوئی شخص کسی انسان کی آنکھ کو اٹھا ڈالے تو یا مجنی علیہ کو جانی کی
آنکھ کا پتہ ماتھ سی اٹھا ڈالنا جائز ہوگا یا نہیں اس میں اشکال ہی لکن حدیدہ موجود کر ساتھ
اس کا اشتراع کرنا اعلیٰ ہی اسلئے کہ اس میں سہولت زیادہ ہوتی ہی اور اگر جراحت نے عضو جانی کا
استیعاب کیا ہو اور اس (عضو جانی) سے زائد ہو تو قصاص میں دوسرے عضو کی طرف
خروج کرنا جائز ہوگا اور اسی مقدار پر اقتصار کرنا لازم ہوگا جسکی کہ عضو جانی پر دشت کر سکنا
اور مقدار زائد میں اس نسبت کے ساتھ دیت کا اخذ کرنا صحیح ہوگا جو نسبت کہ باقی ماندہ کی اصل
جس کے ساتھ حاصل ہوگی اور اگر مقدار میں مجنی علیہ کا عضو مجروح صغیر ہو اور جنایت نے
اس کا استیعاب کیا ہو تو مقتض مندہ جانی جس سی قصاص لیا جاتا ہے عضو کا استیعاب
کرنا جائز ہوگا اور مساحت جنایت کی مقدار پر اقتصار کرنا لازم ہوگا اور اگر کسی انسان کا کان
قطع کیا جاو جانی سی قصاص کا استیفا کر لیا جاو بعد از ان مجنی علیہ اس (کان) کو ملحق
کرے تو جانی کیلئے اس (کان) کا زائل کر دینا جائز ہوگا تاکہ مائت تحقق ہوو اور عطا فرمایا و
کہ جانی من حیث ہو جانی کیلئے اس (کان) کے زائل کر دینا اختیار حاصل ہوگا اسلئے کہ وہ کان
میتہ ہو جبکا زائل کر دینا خود مجنی پر واجب ہو اور اگر مجنی علیہ اس (کان) کو زائل کرے تو حاکم شرع
وغیرہ (خواہ جانی ہو یا اور کوئی) پر اس (کان) کا قریۃ الی اللہ زائل کرنا لازم ہوگا کیونکہ وہ جس ہو
اور اس میں نماز صحیح نہیں ہی اور اسی طرح اگر کسی انسان کے کان کا کوئی جز قطع کیا جاو تب بھی
یہی حکم ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی انسان کے کان کو قطع کر دے اور بعد قطع وہ (کان) اس
مجنی علیہ کی جلد پر ملحق ہو جا بعد از ان اس کو ملحق کرے تو قصاص ثابت ہوگا اسلئے کہ

لو کان الجانی
تستوی عن قاص
الجانی و زید
عندہ عن جرح
القصاص من
العضو المقتض
و القصاص علی
جرح العضو
و فی الزانی
القصاص علی
الجانی و الجانی
العضو المقتض
الجانی و الجانی
العضو المقتض
فی القصاص
اقصر علی قاص
حق الجنایت
ولو قطعت
اذن انسان
فانتصت
المقتض

علیکان الجانی
اذا تحقق الجنایت
فی الجانی
قلم بضم
ولو قطعها
تعلق علی
القصاص

ولو قال لقطا
بقوله عضوا
في الباقى له
بالحاكم و
بقوله لقطا
بالحاكم و
بقوله لقطا
بالحاكم و

هو كذا و اگر ده خوشی) ایک عضو کی دیت کا مطالبہ کرے اور باقی اعضائیں قصاص کی شرط کرے کہ طلب بدیہ عضو
بقا القصاص فی الباقی (من ایک عضو کی دیت کا مطالبہ کرے تا سون شرطیکہ باقی میں قصاص باقی ہے) تو اس کا یہ
مطالبہ صحیح ہوگا لیکن اگر اعضائے ثلثہ شرفین اور ذکر اور خصیتین میں سے ایک عضو کیلئے تہادیت اور قصاص نہیں دی
پس اس کے لیے دیت اور قصاص کی اعضائے ثلثہ میں جمع کرنا صحیح ہوگا ہاں اگر ایک عضو کی حکومت کا مطالبہ کرے اور باقی
اعضائیں قصاص کی شرط کرے صحیح ہوگا لیکن اگر کسی کے لیے باعتبار وقوع ان دونوں حکومت و قصاص کا اعضائے ثلثہ جمع
کرنا صحیح ہوگا جس طرح حکومتیں شرفین اور ذکر اور خصیتین میں سے ایک کی حکومت کم ہوگا اس کے حال اگرنا صحیح ہوگا اس کے لئے اس اقل
حکومتوں کا استحقاق بہر حال ثابت ہوگا و عضو مجرم کو قصاص میں جمع کرنا جائز ہوگا لیکن عضو مجرم کا کوئی
جزو جو جہاد ساقط ہو اور اس طرح الف شام جزو کیلئے حکومت شامہ وجود ہوگا ہاں اگرنا صحیح ہوگا اس کے لئے اس اقل
جس طرح اگرنا صحیح ہوگا اس لئے والا کان کا ذوق چار کرے کہ قصاص میں قطع کرنا جائز ہو اور اگر کوئی شخص کسی انسان کی ناک کے
کسی جزو کو قطع کرے تو قدر قطع کا اس کے اصل کی طرف نسبت دینا اور جانی سے اسی حساب کے ساتھ
قصاص کا اخذ کرنا معین ہوگا تاکہ جانی کی ناک کے صغیر ہونے کی صورت میں قصاص سے اس کا استیجاب
ہو جائے اور اس طرح انظرین (ناک ایک سوراخ) میں بھی قصاص ثابت ہوتا ہے اور قطع اذن و کان کا
کاٹ ڈالنا) میں بھی یہی بحث جاری ہوگی اور اذان مشقوبہ (جر کان میں سوراخ ہو) کے قصاص میں
اذن صحیح کا قطع کرنا صحیح ہے اور آیا اذن مجرمہ (جاک اذان) کے قصاص میں بھی اذن صحیح کا قطع کرنا صحیح
ہوگا یا نہیں پس بعض علمائے فرمایا ہے کہ صحیح ہوگا اور حد حرم (جاک) تک قصاص لیا جائے گا اور باقی
حکومت (ارش) ثابت ہوگی اور اگر قصاص کو جائز ہونے اور جانی پر دیت خرم (جاک) کی رو کر نہ کرے
اختیار کریں تو خوب ہو اور قطع سن (دانت کا اٹھا ڈالنا) میں بھی قصاص ہوتا ہے پس اگر کوئی شخص
سن متعز اس شخص کا دانت جو قطع ہونے کے بعد نکلا ہو جو باعتبار عادت عود نہیں کرتا کا قطع دیکھا
ڈالنا کرے بعد از ان وہ عود کرے اور سن اول (پہلا دانت) کی نسبت ناقص یا متغیر ہو تو نہیں

ان شاء اللہ
لہ کا قطع کرنا
الصحة والبصا
ولو قطع بعض
الاقط نسبنا
المقطوع الى
اصد واخذنا
من الجاهل
و لا بد من
انف الحیاة
تعد بان يكون
صغیرا و لا بد
فاحد القصص
و كذا الحیة
الاذن و فخذ
الصحة
بالتقوية
هل یؤخذ
بالاذن و فخذ
لا و یقتضی
حد الحرم و

كان فيهم
نافقة او معتبرة
معترة او عادية
كانت سن
في السن
حسنا او يذو
جذبة الخرم كان
معترة او عادية
في ولو قرا

انما هو
 ثلاث يا اصبع
 واحد لا يملك
 العليان من
 الوسطى فان
 سبقي صاحب
 العليان انما
 وكان لا انما
 الوسطى وان
 سبقي انما
 انما انما
 انما انما

انچ سرنگشت کو عثمان دیت کے اخذ کرنا احتیاق ہوگا جس سے دیت انگشت کا ٹکڑا مراد ہو
اور اگر کوئی شخص کسی انسان کی انگشت کو بند اعلیٰ (اُپر کا پور) کو قطع کرے بعد ازان دوسرے
انسان کے اُس انگشت کو بند وسط (بیچ کا پور) کو قطع کرے جس کا بند اعلیٰ کسی وجہ سے ساقط ہو گیا
ہو پھر اگر مطالبہ قصاص میں پہلا معنی علیہ سبقت کرے تو اُس کے لئے قصاص کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اور
دوسرے معنی علیہ کو بند وسط کے قطع کرنا اختیار حاصل ہوگا اور اگر مطالبہ قصاص میں دوسرا
معنی علیہ سبقت کرے تو اُس کے حق کا مؤخر کرنا صحیح ہوگا پس اگر پہلے معنی علیہ نے قصاص کو اخذ
کیا تو بعد ازان دوسرے معنی علیہ کیلئے بھی قصاص کا اخذ کرنا صحیح ہوگا اور اگر پہلے معنی علیہ نے اپنے
حق کو غفرو کر دیا تو دوسرے معنی علیہ کو قصاص لینا صحیح ہوگا لکن اُس پر بند اعلیٰ کی دیت کا جانی پرورد
کرنا لازم ہوگا اور اگر دوسرے معنی علیہ نے سبادت کی اور انگشت جانی کو بند وسط سے قطع کر دیا
تو چونکہ اُسے اپنے حق کے ساتھ زبانی بند اعلیٰ کا قطع) کا بھی استیفاء کیا ہے لہذا اُس پر قدر زائد
دینا اعلیٰ کی دیت ثابت ہوگی اور پہلے معنی علیہ کیلئے جانی پر بند اعلیٰ کی دیت ثابت ہوگی
تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی انسان کے دست راست کو قطع کرے اور اُس کے چوتھے
کو بند کرے اور معنی علیہ کو اُس کا دست چپ ہونا معلوم نہ ہو اور معنی علیہ اُس کو قطع کر دے تو شیخ علیہ
الرحمۃ نے کتاب مبوط میں فرمایا ہے کہ ہمارا مذہب سقوط خود (قصاص) کو مقتضی ہے اور اس میں دوسرے
اُس کے صورت مفروضہ میں معنی علیہ کیلئے دست راست کا قطع کرنا متعین ہے لہذا اُس (دست)
کی موجودگی میں دست چپ کا قطع کرنا کافی نہ ہوگا بناء علیہ دست راست کا قصاص باقی رہے گا اور
دست چپ کے مندرج ہونے تک تاخیر کرنا لازم ہوگا تاکہ اگر دست چپ محفوظ رہے تو اُس کے تعجیل قصاص
میں تعدا قطع میں (دو روز خون کا وارو ہونا) کی وجہ سے سرایت کو حاصل ہو نہ خوف ہو اور آج جانی
کیلئے دیت کا احتیاق ہوگا یا نہیں پس اگر اُس (جانی) نے اخراج میں (دست راست کا خراج کرنا)

قلم البشير
 فلا يجرى قلم
 مع
 الجرح
 ويجودها وظ
 في هذا
 القصافي الخ
 بيند البسار
 فقام من السراية
 بقارة القطعين
 واما المدينة
 فان كان الجلالة
 مع الامم خارج
 الجرحين

فقد لهما اللغة
التي كانا
سقطوا في
المسوط
وقال في
من العلم
والعلم
ويقال
أما هذا
فقد إلى
العلماء
العلماء
فانهم

کے اور کو سنا ہوا دمع فلک دست یسار (چپ) کو خارج کیا ہوا اور اسکو قطع یسار کا کافی ہونا معلوم ہوا اور اس کے خارج کر نیکا قصد کیا ہو تو دیت بھی ثابت نہوگی اور اگر مجنی علیہ کو اسکا دست چپ ہونا معلوم ہوا دمع فلک اسکو قطع کر دی تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مسوطین فرمایا ہے کہ مجنی علیہ سی قود ساقط ہوگا اور اسکی مقام پر دیت ثابت ہوگی اسلئے کہ جانی نے اپنے دست یسار (چپ) کو قطع کر نیکنے لئے بذل کیا تھا امذا شہمہ تحقیق ہوگا حسین قصاص ساقط ہو جاتا ہے اور اس میں اشکال ہے اسلئے کہ مجنی علیہ نے اس عضو کو قطع کیا ہے جسکے قطع کرنا وہ مالک نہ تھا پس صورت مذکورہ میں دست چپ کے قطع کرنے پر وہی حکم جاری ہونا چاہیے جو ہاتھ کے سوا کسی دوسرے عضو کے قطع کرنے پر جاری ہوتا اور جس مقام میں کہ قاطع پر دست یسار (چپ) کی قطع کر نیکی دیت لازم ہوتی ہے اسی مقام میں وہ (قاطع) اس قطع یسار کے سرایت کا بھی ضامن ہوتا ہے اسلئے کہ سرایت تابع جنایت ہوتی ہے اور اگر جنایت کا وہ قاطع ضامن نہ ہو تو سرایت کا بھی ضامن نہ ہوگا اسلئے کہ جسکے اصل مضمون نہیں ہوتی اسکی سرایت بھی مضمون نہیں ہوتی اور اگر جانی اور مجنی علیہ میں اختلاف واقع ہو پس جانی سبھی علیہ ہے کہ تو نے اپنے دست چپ کو دست چپ جانکر بدون عوض بذل کیا تھا اور اسکو دست راست کے قطع کا عوض قرار نہیں دیا تھا اور باذل (جانی) اسکا انکار کرے تو قول باذل مقبول ہوگا اسلئے کہ وہ اپنی نیت کے ساتھ زیادہ بصیر (دانا) ہے اور اگر وہ دونوں (جانی و مجنی علیہ) اس (دست چپ) کی ازراہ عوض بذل کرنے پر متفق ہوں تو عوض واقع نہوگا اسلئے کہ شائع فی اسکی اجازت نہی تھی اور قاطع مجنی علیہ پر اس (دست چپ) کی دیت لازم ہوگی اور اس قاطع کیلئے دست راست میں قصاص ثابت ہوگا اسلئے کہ وہ موجود ہے اور اس میں تردید اسلئے کہ اتفاق مذکور مجنی علیہ کا دست راست کے قصاص کے عفو کر دینا مستفاد تھا بلکہ اگر قصاص مجنون ہو

من أجلها القطع
 فكانت شبهة
 في سقوط
 القود وفيه
 اشكال لانه
 اقتضى قطع
 ما لا يمكن
 فيكون كما
 لو قطع عضو
 غير اليد وكل
 موضع (فمنه)
 في اليد
 يضمن الشخص
 ولا يضمنها الو
 لم يضمن في الغاية
 ولو اختلفا فافقا
 بذلها ص
 الم لا يبدل
 فانكرا البازل
 فالقول قول
 البازل لانه
 يصح نيته

کہ وہ اپنی بیعت کو بدستور جاری رکھے

ولو اتفقا على بدل لها لم ينعيم كان على القاطع ولا بينهما ولا قصاص في الإيمن لأنها موجودة في هذا تردد ولو كان القصاص جنونا فبذلك

ولو شئ الى نفسك ان المثل
 القصاص بالنفس
 عند ولو صرح
 بالعمو صرح
 كان تابا وقت
 لا بد من عدو
 الجرح اما القصاص
 في النفس والثلث
 فغيره من كل
 ابراء ما العيب
 في الخلاف يعبر
 المقو عنهما

الكن في معنى عليه كوقبل فاصل اس جنات (انكي كاطلع كرتا) الى ديت كاحوال جاني كرتا لازم هو كاجسكو
 كمنجني عليه عفو كجكي اور كمنجني عليه ن دونون (جنات اور سرایت) كعفو كقصر كقصر كقصر كقصر كقصر
 جنات مين صحيح هو كاجو كوقت ابراثبات تخی جس دیت جرح مراد هو ایا قصاص نفس یا دیت مين بھی
 عفو صحیح هو كایا نمین اسین تردد هو اسلی كده ایسے ق قتل منجني عليه اسقاطا كا ابراء هو جو هنوز واجب
 نمین هو اشیخ علیه الرتبه ككتاب غلات مين فرایا كمنجني عليه كسلی جنات اور یا بحث عنلاوه سرایت جو
 بوجه جنات حاصل هو سو عفو كمنجني هو پس كقصر جنات سرایت كرسے تو اس (منجني عليه) كا عفو فقط ثلث مين نافذ
 هو كاسلی كده (عفو) بمنزله دیت هو جزا از ثلث مين نافذ نمین هو تی ساتوان سله اگر كونی غلام كسی بر
 ایسی جنات كرسو كرسو رقبه متعلق هو پس اگر كمنجني علیه اس (غلام جانی) هو كیو ابرائیک من كیو كیو كجكو
 اس بری الذمه كرسا) تو اسكایه بر صحیح نهو كاسلی كمنجني علیه كونی حق اس (غلام) كده سر دقت ابراثبات نمین
 كیو كده مال غیر هو اور اگر آقا و غلام كا ابراء كرسو تو صحیح هو كاسلی كجنات مذكوره اگر چه رقبه غلام متعلق نهو تی بر
 كنن ده غلام ملك آقا هو اور اسین اشكال هو اسلی كی ابراء اس حق كیو ساظا كرسو كیو كیو كیو كیو كیو كیو
 ثابت هو اور ذمه آقا بر كونی حق ثابت نمین هو اور اگر كمنجني علیه كعفو عن ارش نهو كجنات دین اس جنات كیو
 عفو كرسا) تو اسكایه عفو صحیح هو كاسلی كعفو كرتا اسی حق كسے ساظا شخص نمین هو كیو كیو كیو كیو كیو كیو
 اگر كمنجني علیه نه قاتل خطا شخص كا ابراء كیو عاقله بری الذمه نهو كاسلی كقتل خطا كیو دیت كا عاقله
 سے تعلق هو تا هو اور قاتل سے نمین هو تا هو اور اگر عاقله كا ابراء كرسے یا كسے عفو عن ارش نهو
 البتة (بیشاس جنات كسے ارش كعفو كرسا) تو ابراء یا عفو صحیح هو كاسلی كقتل خطا
 شبیه بعد هو اور كمنجني علیه نه قاتل كا ابراء كیو كیو اس جنات كسے ارش كعفو كیو
 تو صحیح هو كاسلی كقتل عاقله كا ابراء كرسے تو قاتل بری الذمه نهو كاسلی كشبیه
 بعد كیو دیت كا قاتل سے تعلق هو تا هو اور عاقله سے نمین هو تا

عما جرت عنها
 فلو من كان
 عفو ما صير
 الثلث لانه
 بمنزلة العصبية
 السابعة
 وحقه عندك
 من جانيه متعلق
 بوقته فان قال
 ابرائیک كرسو
 ان ابراء اس كرسو
 كمن كمن
 فقلت وقلت لعل
 فانه ملك للسيد
 وانه اشكال من
 ان كرسو اس
 لما في الذمه
 ولو قال عفو
 عن ارش هده
 البتة صحیح هو
 ابراء قاتل الخطا
 الحق لو براء
 العاقله ولو براء
 العاقله وقاتل
 عفو عن ارش
 هده البتة صحیح
 ولو كان القاتل
 من العمد فان
 شبیه القاتل او
 ابراء القاتل او
 قال عفو من
 هده البتة صحیح
 ولو ابراء القاتل
 كرسو البتة صحیح

عفو عن ارش
 هده البتة صحیح
 ولو كان القاتل
 من العمد فان
 شبیه القاتل او
 ابراء القاتل او
 قال عفو من
 هده البتة صحیح
 ولو ابراء القاتل
 كرسو البتة صحیح

من منزله فھو لہ ضمان
 لکن یا آخرن مذکور است انسان مذکور کی بقول ہونے
 کی صورت میں ضمانت متعلق ہوگی یا فقط اوس کے
 نفقہ و اخراج ہوگی صورت میں متعلق ہوگی ایمن بین
 العلماء اختلاف ہے شیخ شہید ثانی علیہ الرحمہ نے اول کو
 اختیار فرمایا ہے اسلئے کہ آخرن کا انسان مذکور کو
 بقول ٹھونسنے کی صورت میں ضمان ہو یا شمول ہے
 اور اصالت برات عدم ضمانت کو مقتضی ہے اور
 بغض اعلام نے دوم کو اختیار کیا ہے اسلئے کہ
 نقص عام ہے اور صورت قتل کے ساتھ تخصیص
 کرنا بموجب ہے اور ہ
 اننا والیل فانحج
 باللیل فھو ضامن لہ حتی ینصیح الی بیتہ
 اور امیر عبد اللہ بن قحطام نے حدیث طویل کی
 قول میں حضرت امام جعفر صادق سے نقل کیا ہے
 قال یسعی الی اللہ کل من طلع فی رجلا
 ص
 اگر کوئی شخص کسی انسان کو وقت شب
 اوسکے مکان سے بدون درخواست خارج کرے
 تو مخرج (خارج کرنے والا) کو فی الجملہ ضامن
 ہونے پر علیا نے اتفاق فرمایا ہے اور عبد اللہ
 بن سہیون نے حضرت امام جعفر صادق سے
 روایت کیا ہے اذا ادعی الرجل اصباہ
 باللیل فھو ضامن لہ حتی ینصیح الی بیتہ
 اور امیر عبد اللہ بن قحطام نے حدیث طویل کی
 قول میں حضرت امام جعفر صادق سے نقل کیا ہے
 قال یسعی الی اللہ کل من طلع فی رجلا
 ص
 اگر کوئی شخص کسی انسان کو وقت شب
 اوسکے مکان سے بدون درخواست خارج کرے
 تو مخرج (خارج کرنے والا) کو فی الجملہ ضامن
 ہونے پر علیا نے اتفاق فرمایا ہے اور عبد اللہ
 بن سہیون نے حضرت امام جعفر صادق سے
 روایت کیا ہے اذا ادعی الرجل اصباہ
 باللیل فھو ضامن لہ حتی ینصیح الی بیتہ
 اور امیر عبد اللہ بن قحطام نے حدیث طویل کی
 قول میں حضرت امام جعفر صادق سے نقل کیا ہے
 قال یسعی الی اللہ کل من طلع فی رجلا

علی کلا
 بالتقریرین
 آیا مخرج سے
 ضمانت دیت
 متعلق ہوگی
 باخلاف قصاص
 ایمن بھی
 بین الطب
 اختلاف ہے
 پس شہید ثانی
 نے اول کو
 اختیار فرمایا

ہے اسلئے کہ
 وجہ قصاص شکی
 ہے اور ضمانت کی
 دیت کافی ہے
 اور شیخ الطائفہ نے
 کو اختیار فرمایا ہے
 کہ قصاص کی دیت کافی ہے
 اور شیخ الطائفہ نے
 کو اختیار فرمایا ہے

کتاب التبیات

والنفس باق
والنفس باق

الاول

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

کتاب التبیات دیت سے وہ مال مراد ہو جو ایسی جنایت کے عوض واجب ہوتا ہے جو کسی چیز کے نفس یا طوف (عضو) پر واقع ہو اس تعریف کی بنا پر اثر و حکومت بھی داخل دیت ہوگی اور اگر دیت سے وہ مال مراد لیا جائے جسکے لیے کوئی مقدار بھی معین ہو تو وہ دونوں خارج ہو جائینگے اور اس کتاب میں چار امر قابل بحث ہیں امر اول اقسام قتل اور مقادیر ویات کے بیان میں اور دومین دو مطلب میں پہلا مطلب اقسام قتل کے بیان میں پس قتل کی تین قسمیں ہیں قسم اول قتل عمد ہے اور کتاب القصاص میں اسکی مثال مذکور ہو چکی قسم دوم شبیہ بعد ہو مثلاً کوئی شخص کسی انسان پر بغرض تادیب ضرب لگائے اور وہ مر جائے قسم سوم خطا و محض ہو مثلاً کوئی شخص کسی پر نہ پر اپنے تیر کو رہا کرے اور وہ کسی انسان پر ہو نہ چ جائے اور اسکو ہلاک کر دے اور قتل عمد کا ضابطہ یہ ہے کہ انسان اپنے فعل اور قتل میں تعدد کرے جس سے سزا راہ عدوان ایسے فعل کے ساتھ کسی شخص معین کے قتل کا قصد کرنا مراد ہو جو باعتبار عادت موجب ہلاک اور اگر ایسے فعل کا قصد کرے جو غالباً (باعتبار عادت) موجب قتل ہوتا ہو تب بھی قتل عمد متحقق ہوگا اگرچہ ہلاک کرنیکا قصد نہ کیا ہو اور شبہ عمد کا ضابطہ یہ ہے کہ انسان اپنے فعل (جیسے بعض دیت ضرب لگانا) میں تعدد و قتل میں خطا کرے جس سے ایسے فعل کا کسی شخص معین پر بدون ارادہ قتل صادر کرنا مراد ہو جو غالباً موجب ہلاک ہوتا ہو اور اگر ایسے فعل کو بقصد قتل صادر کرے جو باعتبار عادت موجب ہلاک نہ ہو تب بھی شبہ عمد متحقق ہوگا اور خطا و محض کا ضابطہ یہ ہے کہ انسان اپنے قصد و فعل دونوں میں محض ہو جس سے فعل کا بدون قصد یا بقصد غیر مقتول صادر کرنا مراد ہو خواہ وہ فعل باعتبار عادت موجب ہلاک ہو یا نہ ہو جیسے کسی کا تیر کو سزا راہ عت یا بقصد پر نہ ہا کرنا اور اسکا کسی انسان پر ہو نہ چ جانا اور اسیطع جنایت اطراف بھی اقسام مذکورہ کی طرف منقسم ہوتی ہو دو مطلب

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

الفسل

قال بنی النجا ویدیه المراء علی النصف من جمیع الاناذا اظهر ولا اذین المسلمه وقیل فی الذی وفی مستند و صفت دینا ان ثمان مائتہ و یهود یکان او نصرانی او مجوسی ویدیه المراء علی النصف من جمیع

پس شیخ علیہ الرحمہ کتاب نہایہ میں اسکے قائل ہوئے ہیں اور جمیع اجناس میں عورت کی دیت نصف (دیت مرد کی آدھی) ہوتی ہے اور جبکہ ولد لڑنا اپنے اسلام کا اظہار کرے تو اس کے لیے بھی دیت مسلم ثابت ہوگی اور بعض علمائے فرمایا ہوں کہ اس کے لیے دیت ذمی (یہودی یا نصرانی) ثابت ہوگی اور اس قول کے مستند میں ضعف ہے اور مرد ذمی کی دیت آٹھ سو درہم خواہ یہودی ہو یا نصرانی ہو یا مجوسی اور زن ذمیہ کی دیت اس (مرد ذمی) کی دیت کا نصف ہوتی ہے اور بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ دیت یہودی و نصرانی و مجوسی دیت مسلم ہے اور بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ دیت یہودی و نصرانی چار ہزار درہم میں اور شیخ علیہ الرحمہ نے ان دونوں روایتوں کی اس شخص پر تزیل کی کہ جو اہل ذمہ کے قتل کرنے کا عادی ہو پس صورت میں امام علیہ السلام کے لیے دیت کا اس مقدار کے ساتھ مغفل کرنا صحیح ہوگا جو ان کے نزدیک مصلحت ہو تاکہ قاتل کا مادہ جثہ منقطع ہو جائے اور اہل ذمہ کے سوا باقی کفار کے لیے دیت ثابت نہیں ہوتی خواہ صاحبان عہد ہوں یا اہل حرب خواہ دعوت اسلام اون تک پہنچی ہو یا نہ پہنچی ہو اور دیت غلام اس کی قیمت ہوتی ہے بشرطیکہ دیت حر سے تجاوز نہ کرے اور صورت تجاوز میں اس (قیمت غلام) کا دیت حر کی طرف نہ کرنا لازم ہوگا اور دیت کا جانے حر کے مال سے اخذ کرنا معتبر ہوگا بشرطیکہ اس نے ازراہ عمد یا شبہہ عی جنایت کی ہو اور اس (دیت) کا عاقلہ جانے کے مال سے اخذ کرنا معتبر ہوگا بشرطیکہ اس نے ازراہ خطا جنایت کے ہو اور غلام کے اعضاء اور جراحات کا دیت حر سے کیا جائیگا پس جس جنایت میں کہ دیت حر ثابت ہوگی غلام میں اس کی قیمت ثابت ہوگی جیسے زبان یا عضو ناسل کا قطع کرنا اور جس جنایت میں کہ دیت حر کا نصف ثابت ہوگا وہ غلام میں اس کی قیمت کا نصف ثابت ہوگا

ویدیه المراء علی النصف من جمیع الاناذا اظهر ولا اذین المسلمه وقیل فی الذی وفی مستند و صفت دینا ان ثمان مائتہ و یهود یکان او نصرانی او مجوسی ویدیه المراء علی النصف من جمیع

ویدیه المراء علی النصف من جمیع الاناذا اظهر ولا اذین المسلمه وقیل فی الذی وفی مستند و صفت دینا ان ثمان مائتہ و یهود یکان او نصرانی او مجوسی ویدیه المراء علی النصف من جمیع

فرامیٹن لجا (مضطر) کیا تھا اور کنوین میں گرنے کی طرف لجا نہیں کیا تھا پس صورت
 مذکورہ میں وہ (انسان) اپنے نفس کے ہلاکت کا مباشر ہوگا اور حکم تسیب اس مقام پر
 ہو جائیگا اور اس طرح اگر وہ (انسان) فرار کرے اور اثناء فرار میں اسکو کوئی درندہ
 ہلاک کر دے تب بھی یہی بحث جاری ہوگی اور اگر شخص مطلوب عامی (نایبنا) ہوا اور وہ
 کسی کنوین میں گر پڑے تو طالب اس (اعمی) کے دیت کا ضامن ہوگا اسلیے کہ مباشرت
 پر سبب کے لیے قوت حاصل ہو اور اس طرح اگر مطلوب مبصر (بینا) ہوا اور ایسے کنوین
 میں گر پڑے جسکو وہ نہ جانتا ہو یا ایسے مکان میں داخل ہو جسکی جت اوپر گر جائے تب بھی
 طالب اسکی دیت کا ضامن ہوگا اور اس طرح اگر طالب اسکو کسی مقام تنگ کی طرف
 مضطر کرے اور کوئی درندہ اسکو ہلاک کرے تب بھی اسکی دیت کا ضامن ہوگا
 اسلیے کہ مقام تنگ میں درندہ غالباً ہلاک کر دیتا ہے چھٹا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی انسان
 کو صدمہ (جسم کا دوسرے جسم پر مارنا) دے اور صدمہ ہلاک ہو جائے تو مال صادم سے
 اس (صدمہ) کی دیت متعلق ہوگی بشرطیکہ صادم نے قتل صدمہ کا قصد نہ کیا ہو
 اور وہ صدمہ باعتبار عادت متلف نہ ہو والا قصاص ثابت ہوگا لیکن اگر صادم ہلاک
 ہو جائے تو اسکا خون ہر (ضائع) ہوگا بشرطیکہ صدمہ اپنے ملک یا موضع مباح یا
 طریق واسع میں مقیم ہوا اور اگر وہ (صدمہ) منجملہ طرق سلیمین کسی راہ تنگ میں کھڑا ہو
 اور صادم نے بدون قصد اسکو صدمہ دیا ہو تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ صدمہ اس
 (صادم) کے دیت کا ضامن ہوگا اسلیے کہ اسنے ایسے مقام میں وقوف کرنے کے ساتھ
 تفریط کی ہے جس میں وقوف کرنا اسکے لیے جائز نہ تھا جس طرح کہ کوئی شخص کسی راہ تنگ میں
 جلوس کرے اور کوئی دوسرا شخص اسکے ساتھ ٹھوکر کھائے اور گر کر ہلاک ہو جائے اور

دیت کا ضامن ہوگا اسلیے کہ اسنے ایسے مقام میں وقوف کرنے کے ساتھ تفریط کی ہے جس میں وقوف کرنا اسکے لیے جائز نہ تھا جس طرح کہ کوئی شخص کسی راہ تنگ میں جلوس کرے اور کوئی دوسرا شخص اسکے ساتھ ٹھوکر کھائے اور گر کر ہلاک ہو جائے اور

هذا اذا كان
ولو كان فاصلا
فلا بد من فاصلة
فلا بد من فاصلة
فلا بد من فاصلة
فلا بد من فاصلة
فلا بد من فاصلة
فلا بد من فاصلة

یہ حکم اور صورت میں جاری ہوگا جبکہ صادم نے قصد صدمہ نہ کیا ہو اور اگر اس نے قصد کیا ہو
اور اس کے لیے وسعت راہ کی وجہ سے مندرجہ (چارہ) ہو تو اس (صادم) کا خون
ہر ہوگا اور ضمان مصدر و اس (صادم) پر لازم ہوگی سا تو ان مسئلہ جبکہ دوسرے
آپس میں مصادمت (ہر ایک کا اپنے جسم کو دوسرے کے جسم پر مارنا کرین اور
وہ دونوں ہلاک ہو جائیں تو وہیں سے ہر ایک شخص کے ورثہ کو اس کی دیت کی نصف کا
استحقاق حاصل ہوگا اور نصف باقی ساقط ہوگا جس سے خود شخص کے نصیب کی مقدار
مراد ہے اس لیے کہ وہیں سے ہر ایک شخص اپنے اور دوسرے کے فعل سے تلف ہوا ہو
اور حکم مذکور میں ان دونوں کا سوار یا پیادہ ہونا یا ایک کا سوار اور دوسرے کا
پیادہ ہونا مساوی ہے اور وہیں سے ہر ایک شخص پر دوسرے شخص کے گھوڑے کے
آدمی قیمت لازم ہوگی اگر وہ (گھوڑا) بوجہ تصادم ہلاک ہو جائے اور دیت میں مقررہ
کرنا اور ہر ایک کو اپنے مافی الذمہ کا دوسرے کے مافی الذمہ عوض میں محسوب کرنا
صحیح ہوگا اور اگر ایک کی مقدار فاضل ہو تو اس کو دوسرے کے ترکہ کا وصول
کرنا جائز ہوگا اور ان دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کے قتل کرنا قصد
کیا ہو تو اوپر قتل عمد کے احکام جاری کیے جائیں گے اور اگر وہ دونوں سبھی ہوں اور
دونوں نے رکوب (سوار ہونا) کو اختیار کیا ہو تو ہر ایک کی دیت کا نصف دوسرے
کے عاقلہ پر ثابت ہوگی اور اگر ان دونوں کو ان کے ولی نے کسی مصلحت سے
سوار کیا ہو تو عاقلہ بیسین پر پوری دیت کے ضمانت لازم ہوگی اس لیے کہ ولی کو
ان کا سوار کرنا جائز تھا لہذا وہ (ولی) ضامن ہوگا اور اگر ان دونوں کو کسی
اجنبی نے سوار کیا ہو تو ہر ایک کی پوری دیت کا اس اجنبی سے تعلق ہوگا جس نے

على المركب
منها بمقتضى
دفعه كل واحد
اجنبى ضمان
ولو كان كسرا
لان له ذللك
عائنة المبيوع
فالضمان على
ولو كان كسرا
عائنة المبيوع

ولو كان مع
من طريق
لاقتضانا
الضمان على من
قوله لا على الكا
لانه من التلف
وفيه تردد
التاسعة
على السكون
ان عليا عليه السلام
ضمن ثمانا قطع
من ثمانا قطع
الاشية على الارب
العاشرة

جسے تحریف کی اسنے اپنے نفس کو معذور کر دیا اور اگر مرور کنندہ کی معیت میں کوئی
طفل غیر متمیز موجود ہوا اور مرور کنندہ اوس (طفل) کو طریق تیر سے بدون قصد قریب
کر دے اور اوس (طفل) پر تیر ہو بیچ جائے تو ضمانت اوس شخص پر لازم ہوگی جس نے
کہ اوسکو طریق تیر سے قریب کیا تھا اور رامی پر اوسکی ضمانت لازم نہ ہوگی اسلیے کہ اوس
(مرور کنندہ) کا طفل مذکور کو معرض تلف میں لانا مفروض ہے جو شمل مباشرت ہے اور ہمیں
تردد ہے اسلیے کہ صورت مذکورہ میں مباشرت تلف رامی ہے لہذا ضمانت بھی وی پر پڑتا
ہوگی تو ان مسئلہ سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے
کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اوس خٹان پر ضمانت کو لازم فرمایا تھا جس نے
کہ ایک غلام کے حشفہ کو قطع کر ڈالا تھا اور روایت مذکورہ بوجہ سکونی ضعیف ہے لیکن
تواعد مذہب کے مناسب ہر دو سوال مسئلہ اگر کوئی شخص مقام بلند سے کسی انسان پر واقع ہوا اور
اوس (انسان) کو ہلاک کر دے پس اگر اوس (واقع) نے قصد کیا تھا اور وقوع مذکور اوس
افعال کے قبیل سے ہو جو غالباً موجب ہلاک ہوتے ہیں تو اوس (واقع) پر قاتل عمد کا حکم
جاری کیا جائیگا اور اگر وقوع مذکور باعتبار عادت موجب ہلاک نہ ہوتا ہو قتل مذکور اربع قبیل
عمد ہوگا اور واقع پر اوسکے مال میں دیت لازم ہوگی اور اگر وہ بحالت اضطرار واقع ہو
یا کسی دوسرے امر کے غرض سے وقوع کا قصد کیا ہو تو قتل مذکور خطا محض ہوگا اور عاقلہ
واقع پر دیت لازم ہوگی لیکن اگر اوسکو ہوانے گرا دیا ہو یا اوسکے پانوں نے فرش کی ہمو
توضانت کسی پر بھی ثابت نہ ہوگی اور واقع کا خون بہر تقدیر ہموگا اور اگر اوسکو کسی شخص نے
دفع کیا ہوا اور مدفع ہلاک ہو جائے تو واقع پر اوس (مدفع) کے دیت لازم ہوگی اور
آبادیت اسفل (جو صدر مدفع سے ہلاک ہوا ہی) بھی واقع سے متعلق ہوگی یا نہیں پس

الاشية على الارب
العاشرة
لو وقع من علو
على غيره قتل
فان قصدوا
وكان الوقوع
غالباً
يقتل غالباً
فهو قاتل عمد
وان كان قاتل
غالباً فهو
تيسر بالمعد
ثلاثة الدية
في ماله وان
وقع مخطئ
الى الوقوع
قصد الوقوع
لغير ذلك
فهو خطا محض
والدية فيه خطا
الماتة ماله
او زلق فملا

المسئل
امامية
على الدافع
لومان
المدفع
دافع ضحية
ولو دفعه
علا القدر
الواقع
ضمان و

اور اس سے پہلے کہ وہ کسی دیت بھی دفع ہی پر لازم ہوگی اس لیے کہ سبب ہلاک وہی ہے
 اور مباحث اس مقام پر ضعیف ہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ میں فرمایا ہے کہ واقع
 (مرفوع) پر دیت اسفل لازم ہوگی اور واقع کو اس دیت کے ساتھ واقع پر رجوع کرنا
 صحیح ہوگا اور اس قول کا مستند وہ روایت ہے جسکو عبد اللہ بن سنان نے حضرت
 امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے گیارہ ہونے سے قبل ابو جہیلہ نے سعد اسکاٹ
 اور اسے اصح ابن نباتہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ حضرت امیر المؤمنین
 علیہ السلام نے اس کیز کے بارہ میں جو دوسری کیز پر سوار ہوئی تھی اور اس (مرکوبہ)
 کے پشت پر کئی کیز تھیں نہایت بگانی تھی اور کیز مرکوبہ نے ضرب چوب کی وجہ سے اپنے ہاتھ
 پانوں کو حرکت دی تھی اور راکبہ کو گرا دیا تھا اور وہ (راکبہ) ہلاک ہو گئی تھی یہ حکم فرمایا کہ
 دیت راکبہ میں سے ناخسہ (پشت پر چوب لگانے والی ہر ایک نصف) اور نحوہ (جسکے
 پشت پر چوب لگانی جائے) پر دوسرا نصف لازم ہوگا اور ابو جہیلہ ضعیف ہے لہذا اسکی
 نقل پر اعتماد نہیں ہو سکتا اور جناب شیخ مفید رحمہ نے کتاب مقنعہ میں ارشاد فرمایا کہ ناخسہ
 (کیز سوم) اور قاصصہ (ہاتھ پاؤں کو حرکت دینے والے) پر دیت راکبہ کے دو ثلث لازم
 ہونگے اور ایک ثلث ساقط ہوگا اس لیے کہ اس (راکبہ) نے رکوب کو ازراہ عبت اختیار
 کیا تھا اور اپنے قتل میں وہ خود بھی شریک تھے لہذا اسکی جنایت کا ثلث ہر دو ہوگا اور
 یہ وجہ خوب ہے اور بعض متأخرین (ابن ادریس) نے وجہ ثالث کی تخریج فرمائی ہے اور
 مجموع دیت کو ناخسہ پر لازم کیا ہے در صورتیکہ اسنے قاصصہ (مرکوبہ) کو لمبا (مضطرب)
 کیا ہو اور در صورتیکہ اس (ناخسہ) نے لمبا نہ کیا ہو تو مجموع دیت کو قاصصہ پر واجب
 کیا ہے اور یہ تخریج بھی بے وجہ نہیں ہے لیکن وجہ اول در میان علما مشہور ہے اور اس مقام پر

اور اس سے پہلے کہ وہ کسی دیت بھی دفع ہی پر لازم ہوگی اس لیے کہ سبب ہلاک وہی ہے
 اور مباحث اس مقام پر ضعیف ہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ میں فرمایا ہے کہ واقع
 (مرفوع) پر دیت اسفل لازم ہوگی اور واقع کو اس دیت کے ساتھ واقع پر رجوع کرنا
 صحیح ہوگا اور اس قول کا مستند وہ روایت ہے جسکو عبد اللہ بن سنان نے حضرت
 امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے گیارہ ہونے سے قبل ابو جہیلہ نے سعد اسکاٹ
 اور اسے اصح ابن نباتہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ حضرت امیر المؤمنین
 علیہ السلام نے اس کیز کے بارہ میں جو دوسری کیز پر سوار ہوئی تھی اور اس (مرکوبہ)
 کے پشت پر کئی کیز تھیں نہایت بگانی تھی اور کیز مرکوبہ نے ضرب چوب کی وجہ سے اپنے ہاتھ
 پانوں کو حرکت دی تھی اور راکبہ کو گرا دیا تھا اور وہ (راکبہ) ہلاک ہو گئی تھی یہ حکم فرمایا کہ
 دیت راکبہ میں سے ناخسہ (پشت پر چوب لگانے والی ہر ایک نصف) اور نحوہ (جسکے
 پشت پر چوب لگانی جائے) پر دوسرا نصف لازم ہوگا اور ابو جہیلہ ضعیف ہے لہذا اسکی
 نقل پر اعتماد نہیں ہو سکتا اور جناب شیخ مفید رحمہ نے کتاب مقنعہ میں ارشاد فرمایا کہ ناخسہ
 (کیز سوم) اور قاصصہ (ہاتھ پاؤں کو حرکت دینے والے) پر دیت راکبہ کے دو ثلث لازم
 ہونگے اور ایک ثلث ساقط ہوگا اس لیے کہ اس (راکبہ) نے رکوب کو ازراہ عبت اختیار
 کیا تھا اور اپنے قتل میں وہ خود بھی شریک تھے لہذا اسکی جنایت کا ثلث ہر دو ہوگا اور
 یہ وجہ خوب ہے اور بعض متأخرین (ابن ادریس) نے وجہ ثالث کی تخریج فرمائی ہے اور
 مجموع دیت کو ناخسہ پر لازم کیا ہے در صورتیکہ اسنے قاصصہ (مرکوبہ) کو لمبا (مضطرب)
 کیا ہو اور در صورتیکہ اس (ناخسہ) نے لمبا نہ کیا ہو تو مجموع دیت کو قاصصہ پر واجب
 کیا ہے اور یہ تخریج بھی بے وجہ نہیں ہے لیکن وجہ اول در میان علما مشہور ہے اور اس مقام پر

اور اس سے پہلے کہ وہ کسی دیت بھی دفع ہی پر لازم ہوگی اس لیے کہ سبب ہلاک وہی ہے
 اور مباحث اس مقام پر ضعیف ہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ میں فرمایا ہے کہ واقع
 (مرفوع) پر دیت اسفل لازم ہوگی اور واقع کو اس دیت کے ساتھ واقع پر رجوع کرنا
 صحیح ہوگا اور اس قول کا مستند وہ روایت ہے جسکو عبد اللہ بن سنان نے حضرت
 امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے گیارہ ہونے سے قبل ابو جہیلہ نے سعد اسکاٹ
 اور اسے اصح ابن نباتہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ حضرت امیر المؤمنین
 علیہ السلام نے اس کیز کے بارہ میں جو دوسری کیز پر سوار ہوئی تھی اور اس (مرکوبہ)
 کے پشت پر کئی کیز تھیں نہایت بگانی تھی اور کیز مرکوبہ نے ضرب چوب کی وجہ سے اپنے ہاتھ
 پانوں کو حرکت دی تھی اور راکبہ کو گرا دیا تھا اور وہ (راکبہ) ہلاک ہو گئی تھی یہ حکم فرمایا کہ
 دیت راکبہ میں سے ناخسہ (پشت پر چوب لگانے والی ہر ایک نصف) اور نحوہ (جسکے
 پشت پر چوب لگانی جائے) پر دوسرا نصف لازم ہوگا اور ابو جہیلہ ضعیف ہے لہذا اسکی
 نقل پر اعتماد نہیں ہو سکتا اور جناب شیخ مفید رحمہ نے کتاب مقنعہ میں ارشاد فرمایا کہ ناخسہ
 (کیز سوم) اور قاصصہ (ہاتھ پاؤں کو حرکت دینے والے) پر دیت راکبہ کے دو ثلث لازم
 ہونگے اور ایک ثلث ساقط ہوگا اس لیے کہ اس (راکبہ) نے رکوب کو ازراہ عبت اختیار
 کیا تھا اور اپنے قتل میں وہ خود بھی شریک تھے لہذا اسکی جنایت کا ثلث ہر دو ہوگا اور
 یہ وجہ خوب ہے اور بعض متأخرین (ابن ادریس) نے وجہ ثالث کی تخریج فرمائی ہے اور
 مجموع دیت کو ناخسہ پر لازم کیا ہے در صورتیکہ اسنے قاصصہ (مرکوبہ) کو لمبا (مضطرب)
 کیا ہو اور در صورتیکہ اس (ناخسہ) نے لمبا نہ کیا ہو تو مجموع دیت کو قاصصہ پر واجب
 کیا ہے اور یہ تخریج بھی بے وجہ نہیں ہے لیکن وجہ اول در میان علما مشہور ہے اور اس مقام پر

وضع حجرانی
ملک اور مکان
بیاض کو بیض
دینہ المازنی
کان فی ملو
غیرہ ارض ملو
مسکود ارض
فی مالہ وکما
توضیح میں
فما شاعرا
بھا وکما
خفیہ وکما
حکامہ وکما
را وکما
فی ملک غیرہ
فرض المالک
سقط الضمان
عن العاقد
لو خفی الطریق
السقط لصلحت
السلطان قبل
لا یضمن
لأن الخسر
لأن سائر

تسبیب کے بیان میں اور ضابطہ اسباب یہ ہے کہ اگر وہ شے نہوتی تو تلف متحقق نہوتا لیکن علت تلف اس شے کے سوا کوئی دوسرا امر ہو جیسے حفیر (کنوین کا کھودنا) اور نصب سنگین (چھوری کا رکھ دینا) اور القاء حجر (پتھر کا ڈال دینا) ایسے کہ تلف اور ان شیا کے ساتھ ٹھوکر کھانے کی وجہ سے متحقق ہوتا ہو اور فقط ان کے موجود ہونیکے وجہ سے متحقق نہیں ہوتا اور صور اسباب کے لئے ہم کئی مسئلوں کو فرض کرتے ہیں پہلا مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی ملک یا کسی مکان بھاج میں کوئی پتھر ڈالے تو دیت عاثر (پہسلنے والا) کا ضامن ہوگا اور اگر ملک غیر یا کسی طریق مسلوک میں ڈالے تو دیت عاثر کا اپنے مال میں ضامن ہوگا اور اسی طرح اگر کسی کار کو منسوب کر دے اور کوئی شخص اس کے ساتھ ٹھوکر کھائے اور ہلاک ہو جائے تب بھی حکم ہوگا اور اسی طرح اگر کنوان کھو دے یا کسی مقام بلند سے پتھر پھینک دے اور کوئی شخص اس سے ہلاک تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر ملک غیر میں کنوان کھو دے اور مالک ماضی ہو جائے تو حاف کو کھو دینا اس سے ضمان ساقط ہوگی اور اگر کوئی شخص کسی طریق مسلوک میں مصلحت مسلمین کے لئے کنوان کھو دے تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ضامن ہوگا ایسے کہ کنوین کا مصلحت مسلمین کے لئے کندہ کرانا جائز ہے اور یہ قول خوب ہے دوسرا مسئلہ اگر کوئی شخص کسی طریق میں مسجد بنائے تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اگر اس نے مسجد کو باجارت امام بنایا ہو تو اس نفس یا عضو یا مال کا ضامن ہوگا جو اس کے سبب سے تلف ہو جائے لیکن فرض مذکور کا مستعد ہونا اقرب ہے ایسے کہ امام ایسے طریق میں مسجد بنا کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے جو کسی کے لیے مضر ہو تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص اپنے مولود کو معلم سباحت (شناوری) کے سپرد کر دے اور مولود مذکور

وہو حسن
الشافعی
مجدد فی الحق
ذیل ان کان
یضمن
بسیب
استیفاء الغرض
الشافعی
ملوہ لملک
السباحة

فان الحارث بن عازب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اصاب من الناس من لم يصب منه شئ من ذلك فليفرط به

اساک اور مشارک جذب کے مشاکلت کے قابل ہون تو اول پردوم کی تمام دیت لازم ہوگی اسلیے کہ اول کا دوم کے اتلاف میں مستقل ہونا مفروض ہے اور دیت سوم کا نصف لازم ہوگا اسلیے کہ سوم کے قتل میں اول کا دوم کے ساتھ شریک ہونا مفروض ہے اور دیت چہارم کا ثلث لازم ہوگا اسلیے کہ چہارم کے قتل میں باقی تینوں شخصوں کا شریک ہونا مفروض ہے اور دوم پردیت سوم کا نصف لازم ہوگا اسلیے کہ قتل سوم میں دوم کا اول کے ساتھ شریک ہونا مفروض ہے اور دیت چہارم کا ثلث لازم ہوگا اور سوم پردیت چہارم کا ثلث لازم ہوگا اسلیے کہ قتل چہارم میں سوم کا دوم و اول کے ساتھ شریک ہونا مفروض ہے اور اگر کوئی انسان و سر شخص کو کسی کنوین کے طرف جذب کرے اور نجد آدھین گرجا اور اسکے گرنیکے وجہ سے مجذب ہلاک ہو جائے تو خون جاذب ہر ہوگا اور اگر مجذب ہلاک ہو جائے تو جاذب اسکا ضامن ہوگا اسلیے کہ اوس (جاذب) کا اتلاف مجذب میں مستقل ہونا مفروض ہے اور اگر وہ دونوں (جاذب و مجذب) مر جائیں تو خون اول ہر ہوگا اور اوس (اول) کے مال میں دیت دوم لازم ہوگی اور اگر دوم کسی سوم کو جذب کرے اور وہ تینوں شخص ضامن سے ہر ایک کے گرنے کی وجہ سے مر جائیں تو اول کی موت اوس (اول) کے فصل ۱ و دوم کے فصل سے حاصل ہوگی پس اوسکی دیت کا نصف مانت ہو جائیگا اور دوم پر نصف آخر لازم ہوگا اور دوم کے موت اوس (دوم) کے سوم کو جذب کرنے اور اول کے اوس (دوم) کو جذب کرنے کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے پس اول پردیت دوم کا نصف لازم ہوگا اور سوم پر ضمانت ثابت نہوگی اور سوم کے لیے پوری دیت ثابت نہوگی پس اگر ترجیح مباشرة کے قابل ہون تو دوم پر اوس (سوم)

على الثالث
للثالث
الدينية
فانما
الباشم
فدينيه
على الثاني

الكعبة
 مكة
 المدينة
 البصرة
 الكوفة
 السمرقند
 بخارى
 طبرستان
 الهند
 الصين
 اليابان
 كوريا
 اليابان
 الصين
 الهند
 طبرستان
 بخارى
 السمرقند
 الكوفة
 البصرة
 المدينة
 مكة
 الكعبة

جبکہ اوسکا مرض عور ازراہ خلقت ہو یا منجانب اللہ حادث ہو اسیلے کہ وہ عین (صحیحہ) دونوں کے قائم مقام ہے اور اگر کوئی عور کسی عور اور اگر کوئی شخص عین واحدہ کے جنایت کے عوض اس کے دیت کا سختی ہو چکا ہو تو عین صحیحہ کی جنایت میں نصف دیت ثابت ہوگی جسکی مقدار پانچ سو دینار ہے خواہ اس نے دیت کو زندہ کیا ہو یا کیا ہو ۱۲ اور عین عوراء کی خسف (بیٹھ جانا) کی دیت میں دو روایتیں ہیں ایک روایت یہ ہے کہ ربع دیت ثابت ہوگا اور وہ متروک ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ ثلث دیت ثابت ہوگئی اور وہ مشہور ہے خواہ اوس (عین عوراء) کا نور ازراہ خلقت مفقود ہو یا کسی شخص کے جنایت کرنے سے بے نور ہوگئی ہو اور اس مقام پر بعض علمائے فہم کیا ہیں اسکی نفی سے اجتناب کرو سوّم انف (ناک) ہے اور قطع انف میں دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے جبکہ اوسکا استیصال (اصل سے قطع کرنا) کیا جائے اور اسیطرح مارن انف (سزنی) کے قطع کرنے میں بھی دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے جس سے ناک کیطرت نرم مراد ہے اور اسی طرح اگر کوئی شخص اوسکو شکستہ کرے اور مجموع انف فاسد ہو جائے تب بھی دیت کاملہ ثابت ہوگی اور اگر انف کسور کا برون عیب جبر ہو جائے تو اوسکی دیت میں سو دینار ثابت ہونگے اور ثلث انف (ناک کا معیوب ہو جانا) میں دیت کی ثلث ثابت ہوگی اور روثنہ انف میں نصف دیت ثابت ہوتی ہے اور روثنہ انف سے وہ پردہ مراد ہے جو بائین منخرین (ناک کے دو سوراخوں کے درمیان) واقع ہوا ہے اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ روثنہ انف سے مجمع مارن (سزنی و سزنی) مجتمع ہو گیا مقام مراد ہے اور اہل لغت نے بیان کیا ہے کہ اوس (روثنہ انف) سے طرت مارن مراد ہے اور احد المنخرین (دو سوراخوں میں سے ایک کا قطع کرنا) میں

[illegible]

سینہ سے سدرولی ہے اور دارقش کی مجھ سے بیخبر نہیں ہے۔ یہ سب اس بنا پر کہ ایک صفت نہ ہو کہ فرمایا ہے وہ بنا کلا (دوسرے) کے اور ہے ۱۱

یہی شخص ہے جس نے نصف اللہ کے لئے	یاجوبہ رحمہ اللہ ہے مجمع المائت وقال اهل اللغة هو طوف المائدن و فاحص المنفون
نصف من شخص بہار دارود	میں ہوں نہ انہی جانی ہو کہنا حج ہوا قال با اعراس العرب تقول لأهل البيت الحسين بن ابن

وہی ہے جس نے ان کو اپنی طرف سے لے لیا تھا۔

ولودع الحیج
 فهاب لفظ
 مع القسنة
 تعدد البنية
 في رواية
 لسانه يابرة
 فان خرج
 اسود صدق
 ان خرج
 كذب ولفظ
 على انفا
 جملته تعاد
 هل تستعاد
 الدية قال في

کرنا لازم ہوگا اور اگر شخص صحیح اپنے نطق کے وجہ سے جنایت نرائل ہو نیکا مدعی ہو تو قسٹ
 کے ساتھ اسکی تصدیق کیا نیکی اسلیے کہ بیٹہ کا قائم کرنا مستعذر ہے اور روایت اسنخ
 بن بناتہ میں وارد ہوا ہے کہ اسکی زبان پر سوزن کے ساتھ ضرب لگائی جائیگی پس اگر
 خون سیاہ برآمد ہوا تو اسکی تصدیق کیا نیکی اور اگر خون سرخ برآمد ہوا تو اسکی تکذیب
 کیا جائیگی اور اگر کسی شخص کی زبان پر جنایت کی جائے اور اسکا کلام نرائل ہو جائے
 بعد ازان عود کرے تو آیا مجنی علیہ سے دیت کا استعاده کیا جائیگا یا نہیں پس شیخ
 علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط میں فرمایا ہے کہ استعاده جائز ہوگا اسلیے کہ اگر اسکا کلام
 نرائل ہو جائے تو عود کرنا اور کتاب خلاف میں فرمایا ہے کہ استعاده جائز ہوگا اسلیے کہ
 دیت کا بعض حق اخذ کرنا مفروض ہے اور استعاده پر کوئی دلیل نہیں ہے اور یہی
 قول شبہ ہے اور اگر کوئی شخص سن مشعر (جبکا دانت باعتبار عادت روئیدہ نہوتا ہو)
 کو قلع کرے اور جانے سے اسکی دیت اخذ کی گئی ہو بعد ازان عود کرے تو مجنی علیہ سے
 اسکی دیت کا استعاده کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ سن ثانیہ غیر اولی ہے اور اسبیطرح اگر کوئی
 شخص کسی انسان کی زبان کو قطع کر ڈالے بعد ازان حق تعالیٰ اسکو دوبارہ پیدا کر دے
 تب بھی مجنی علیہ سے دیت کا واپس لینا صحیح نہوگا اسلیے کہ عود لسان پر عادت جاری
 نہیں ہوتی لہذا اوسپر یہ جدیدہ کا حکم جاری کیا جائیگا اور اگر کسی شخص کی زبان کے لیے
 دو طرفین ہوں اور جانے نے احد الطرفین کو نرائل کر دیا ہو تو حروف کے ساتھ اسکا امتحان
 کیا جائیگا پس اگر مجنی علیہ نے مجموع حروف کے ساتھ تلفظ کیا تو دیت نہوگی اور اوسمیں
 اثر ثابت ہوگی اسلیے کہ طرف مذکور از قبیل زیادت ہر ہفتہ قلع انسان ہی پس مجموع
 انسان میں دیت کا طہ ثابت ہوتی ہے اور دیت کا اٹھا نہیں انون تقسیم کرنا معتبر نہوگا

البسوط
 لسانه يابرة
 لمعاد وقال
 في اختلاف لا
 وهو كاشبه
 اما قوله
 سن المشعر
 فاختار فيها
 وعادتها
 في بيان ان
 دكان الاولى
 انقطع الواقع
 فانته لسانه
 لان العادة
 تقف بعودة
 فيكون همه
 ولو كان اللسان
 طرفان فاذ به
 احدهما اعتبر
 بالحواف فان
 نطق الجعیم

سن مشعر
 فاختار فيها
 وعادتها
 في بيان ان
 دكان الاولى
 انقطع الواقع
 فانته لسانه
 لان العادة
 تقف بعودة
 فيكون همه
 ولو كان اللسان
 طرفان فاذ به
 احدهما اعتبر
 بالحواف فان
 نطق الجعیم

نظام دینہ للرحمان
وفقاً لاختلاف العکس
الصلح فیہ

شیخ جابر
غفرلہ

عشر الخراج
عشر الخراج

وقف قطع الخراج
وقف قطع الخراج

حکومت الخراج
حکومت الخراج

وفیہما من الخراج
وفیہما من الخراج

وہا و فی کل
وہا و فی کل

وہا و فی کل
وہا و فی کل

وہا و فی کل
وہا و فی کل

وہا و فی کل
وہا و فی کل

وہا و فی کل
وہا و فی کل

وہا و فی کل
وہا و فی کل

وہا و فی کل
وہا و فی کل

وہا و فی کل
وہا و فی کل

ہو جانے کے عوض میں دیت کے دو ٹکٹ ثابت ہوں گے اور کتاب غلات میں مذکور
ہر کہ اگر کوئی شخص کسی انسان کی پشت کو شکستہ کرے اور اس (انسان) کی رقتہ
اور جلع کی قوت باطل ہو جائے تو جانے پر دو دینین لازم ہوں گی ایسی کہ صورت
مذکورہ میں دو منفعتوں کا نائل ہونا مفروض ہے لہذا ہر ایک منفعت کے عوض
تمام دیت لازم ہوگی شیر و ہم قطع خراج (حرام مغز) ہے پس اس کے قطع کرنے میں
دیت کاملہ ثابت ہوگی چہاں وہ ہم قطع ثیدین (پستان) ہے پس اگر کوئی شخص کسی
عورت کے ثیدین کو قطع کر دے تو اون دونوں میں عورت کی تمام دیت ثابت ہوگی
اور ہر ایک کے قطع کرنے میں نصف دیت ثابت ہوگی اور بوجہ جنایت اون دونوں کا
شیر منقطع ہو جائے تو اون میں حکومت ثابت ہوگی اور اس طرح اگر اون دونوں میں
شیر موجود ہو لیکن بوجہ جنایت اس کا نزول (اوترنا) متخذ ہو جائے تب بھی حکومت
ثابت ہوگی اور اگر ثیدین کے ساتھ جلد صدہ کا بھی کوئی جزو قطع ہو جائے تو قطع ثیدین
میں اونکی دیت ثابت ہوگی اور قطع زائدین حکومت لازم ہوگی اور اگر جانے نے
باوجود اسکے جراحت کو تا بچوت پہنچا دیا ہو تو اس (جانے) پر دیت ثیدین اور
حکومت اور دیت جائفہ (ایک قسم کا جرم ہے جو بعد ازین مذکور ہوگا) ثابت ہوگے
اور اگر کوئی شخص کسی عورت کی حلتین (راس ثیدین) کو قطع کر دے تو شیخ علیہ الرحمہ نے
کتاب مبسوط میں فرمایا ہے کہ اون دونوں میں تمام دیت ثابت ہوگی اور اس میں اشکال
ہے ایسی کہ قطع ثیدین میں تمام دیت ثابت ہوتی ہے اور حلتین پر بعض ثیدین
صادق آتا ہے لہذا اون دونوں (حلتین) میں حکومت ثابت ہونی چاہیے اور اگر
کوئی شخص کسی مرد کی حلتین کو قطع کر دے تو شیخ رحمہ نے کتاب مبسوط و غلات میں فرمایا ہے

فیہ الدیوب
ہی روایت
احادیث
الشیخ
من عظم
دینہ المصنوع
فان صلح علی
غیرہ علی
انما شیخ
موصوفہ
دینہ المصنوع
فیہ الدیوب

تو دیت کاملہ لازم ہوگی اوس قول کا ستند وہ روایت ہو جسکو اسحاق بن عمار نے حضرت
ابا جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے تمیسرا مسئلہ کسی عضو کی ہڈی کے
شکستہ کرنے میں اوس (عضو) کی دیت کا خمس (پانچواں حصہ) ثابت ہوتا ہی پس اگر
وہ ہڈی بدون عیب درست ہو جائے تو انخمس (ہڈی) کے شکستہ کرنے کی دیت (دیت
عضو کا خمس) کے چار خمس ثابت ہوتے ہیں اور ہڈی کی جراحت موصوفہ (وہ زخم جسکی وجہ سے
ہڈی ظاہر ہو جائے) میں اوس (ہڈی) کے شکستہ کرنے کے دیت کا ربع (چوتھا حصہ)
ثابت ہوتا ہے اور کسی عضو کی ہڈی کے کو بیڈ کرنے میں اوس (عضو) کی دیت کا ثلث
ثابت ہوتا ہی پس اگر بدون عیب درست ہو جاوے تو اوس (ہڈی) کے کو بیڈ کرنے کی
دیت کے چار خمس ثابت ہوتے ہیں اور کسی عضو سے اوسکی ہڈی کے جدا کرنے میں
اوس (عضو) کی دیت کے دو ثلث ثابت ہوتے ہیں جبکہ عضو مذکور معطل (بیکار)
ہو جائے پس اگر بدون عیب درست ہو جائے تو اوس (ہڈی) کے جدا کرنے کی دیت
چار خمس ثابت ہوتے ہیں چوتھا مسئلہ شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط و خلاص میں
فرمایا ہے کہ ترقوتین (دو چیز گردن) کے شکستہ کرنے میں دیت کاملہ ثابت ہوتی ہے
اور ہر ایک ترقوہ میں ہمارے اصحاب کے نزدیک مقدار دیت معین ہے اور شاید
کہ شیخ علیہ الرحمہ نے اوس مضمون کے طرف اشارہ کیا ہو جسکو ایک جماعت نے ظریف
سے نقل کیا ہو فی الترقوۃ اذا کسرت فجذبت علی غیر عیب اربعون دینارا
جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک ترقوہ کے شکستہ کرنے میں چالیس دینار ثابت ہوتے ہیں جبکہ
وہ (ترقوہ) بدون عیب منجر ہو جائے پانچواں مسئلہ اگر کوئی شخص کسی انسان کے
شکم کو روئے ہڈا لے تا نیکہ اوس (انسان) کا حدث (بول یا براز) سرزد ہو جائے

ثالثا دینہ المصنوع
بجاء علی غیری
عجب فارغی
انما دینہ المصنوع
خامس دینہ المصنوع
فان صلح علی
غیرہ علی
انما شیخ
موصوفہ
دینہ المصنوع
فیہ الدیوب
عجب فارغی
انما دینہ المصنوع
خامس دینہ المصنوع
فان صلح علی
غیرہ علی
انما شیخ
موصوفہ
دینہ المصنوع
فیہ الدیوب

سبحانہ

مطلوبہ
امداد دینی
انسان حق
مذہب دینی
الجماعہ
اربعون دینارا
فی غیر
فیہ الدیوب
انما شیخ
موصوفہ
دینہ المصنوع
فیہ الدیوب
انما شیخ
موصوفہ
دینہ المصنوع
فیہ الدیوب

بعضه واحد
تداعلتا واذا
انتبه في
لوضرب على
رأسه فذهب
عقله فانظر
سنة فان مات
فيها قيد به
وان بقى له
يرجع عقله
ففيه الدية
وهي حسنة
و لوجبي
اذا هلك العقل
الدية

قال فخرج اليك
 وادفع اليك
 ثوباً واحداً وتضع
 الدية لانه
 هبته من الله
 بمحمد بن
الثان
 السهم وفيه
 الدية ان تخطه
 اصل المعرفة
 باياس وان
 املوا الصعود
 بعد من يخطه
 وتضمن الثناء
 فان انا لم يعد
 فقد استقرت
 الدية ولو
 اكن ب الجني
 عليه غدا
 نهابها اوقال
 لا املوا الصعود
 حاله عندنا
 النظم والاعان
 المعنى وفيه

احدینما تفکر کرم
والله ولو
فیمضی
الحد الا ان
و فیهم
حکمه ولو
القضاء
والاخذ
ما ارجاه
ان یخفی
استقباله
بدرج

اوسکے لیے دو مرد عادل شہادت دین تو اوسکا دعوی ثابت ہو جائیگا اور اسی طرح
اگر ایک مرد اور دو عورتیں اوسکے لیے شہادت دین تب بھی اوسکا دعوی ثابت ہوگا
بشرطیکہ جنایت مذکورہ از قبیل خطایا شبیہ عمد ہو پس اگر شاہدین نے بیان کیا ہو کہ اوس
(ضوء معین) کے عود کرنے کی امید نہیں ہے تو جانے پر دیت کا استقرار ہو جائیگا
اور اسی طرح اگر دونوں (شاہدین) نے بیان کیا کہ اوس (ضوء) کے عود کرنے کی
امید ہے لکن اوسکے لیے کوئی مقدار معین نہیں ہے تب بھی جانے پر دیت کا استقرار
ہو جائیگا اور اسی طرح اگر در صورت امید اوس (ضوء) کے لیے کوئی مدت معین
کریں اور وہ مدت منقضي ہو جائے اور وہ (ضوء) عود نہ کرے تب بھی جانے پر دیت
کا استقرار ہو جائیگا اور اسی طرح اگر قبل مدت وہ (مجنی علیہ) وفات پائے تب بھی
یہی حکم ہوگا لکن اگر مدت معینہ میں اوس (مجنی علیہ) کی بصارت عود کرے تو ارش
ثابت ہوگی اور اگر بصارت کے عود کرنے میں بائین جانے و مجنی علیہ اختلاف واقع ہو
تو مجنی علیہ کا قول و سکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اسلیئے کہ اصل عدم عود ہوا و جب کہ
مجنی علیہ اپنی بصارت کے زائل ہوجانے کا معنی ہوا اور اسکی آنکھ قائم ہو تو اوسکو
قسمت کے ساتھ حلف دیا جائیگا اور بعد حلف اوسکے لیے حکم کیا جائیگا اور روایت
اصبح بن نباتہ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہوا ہے کہ اوس (مجنی علیہ)
کی آنکھ کا آفتاب کے ساتھ مقابلہ کیا جائیگا پس اگر اسکی دونوں آنکھیں مفتوح (کشان)
ہیں تو اسکی تصدیق کی جائیگی والا تذبذب کی جائیگی اور اگر مجنی علیہ اپنی ایک آنکھ کے
ناقص ہو جائیگا معنی ہو تو اس آنکھ کا دوسری آنکھ کے ساتھ قیاس کرنا معین ہوگا
اور اوس طرح امتحان کیا جائے جس طرح کہ قوت سامعہ میں مذکور ہوا اور اگر مجنی علیہ

و جعل الامان
لان کان خطا او
بشیء عمد فقد
ثبت الدعو فان
فان لا یزعم و
قد استقر الدعو
وکان لا یزال
موسع لکم تقدیر
لرواق العدم و
صغیر فاقضت
لوعید وکان العا
قبل الدعو اما لو
قد فیس الامان
فالقول فافقو
علیه من یسند
انما ذی یحیی
وینبأ فافقو
القضا وفضی
فی ذلک یقول
فان کان کمال
عینا من حیث
لوادی نقصان
وعلی الجملہ
فی المصل

و قال الجہلی علیہ السلام ما تقول قول الجاهل من یجیبہ ان الجہل یحطل الجہلی علیہ السلام ما تقول قول الجاهل من یجیبہ ان الجہل یحطل الجہلی علیہ السلام ما تقول قول الجاهل من یجیبہ ان الجہل یحطل

اپنی دونوں آنکھوں کے ناقص ہو جانے کا مدعی ہو تو اسکی دونوں آنکھوں کا اون لوگوں کی آنکھوں کے ساتھ قیاس کرنا معین ہوگا جو اسکے ہم سن میں اور جانے پر قیاس بصارت کا حوالہ مجنی علیہ کرنا لازم ہوگا لیکن قبل حوالہ اوس (مجنی علیہ) کو قیاس کے ساتھ ازراہ احتیاط حلف دینا واجب ہوگا اور کسی آنکھ کا یوم غیم (روزِ بار) میں اعتبار کرنا صحیح نہ ہوگا اسلیئے کہ قیاس اوسین ظاہر نہیں ہو سکتا اور اسطرح کسی آنکھ کا زمین مختلف احویات میں اعتبار کرنا بھی صحیح نہ ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی انسان کی آنکھ کو اوکھاڑ دے اور جانے اوس (آنکھ) کی قائم اور غیر مبصر ہونی کا مدعی ہو اور مجنی علیہ اوس (آنکھ) کے صحیح ہونی کا دعویٰ کرے تو قول جانے اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور بسا اوقات قول مجنی علیہ کا مقبول ہونا خور کرنا ہی اسلیئے کہ اصل صحت ہی اور یہ احتمال ضعیف ہی اسلیئے کہ اصل صحت اس مقام پر اصل براءت کے معارض ہی اور دیت یا قصاص کے استحقاق کا حاصل ہونا یقین سبب پر منوط ہی اور اس مقام پر یقین کا ہونا مفروض ہے اسلیئے کہ اصل صحت سے ظن حاصل ہوتا ہی اور قطع حاصل نہیں ہوتا چہارم قوت شامہ ہی اور اوسکے زائل کرنے میں دیت کا ملہ ثابت ہوتی ہے اور اگر مجنی علیہ بوجہ جنایت اُسکے زائل ہو جائیگا مدعی ہو تو اشیاء طیبہ و منثنہ (بدلو) کے ساتھ اعتبار کیا جائیگا بعد ازاں اوس (مجنی علیہ) کو قیاس کے ساتھ ازراہ احتیاط حلف دیا جائیگا اور بعد حلف اوسکے لیے حکم کیا جائیگا اسلیئے کہ منثنہ کے لیے قوت شامہ کے زوال پر مطلع ہونی کا کوئی طریقہ نہیں ہے اور روایت اصبح بن نباتہ میں منقول ہوا ہے کہ کسی حراق کا سوختہ کر کے اوس (مجنی علیہ) سے فریب کرنا معین ہوگا پس اگر اوسکی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوا اور اوسنے اپنی ناک کو ہٹا لیا تو اوسکے کاذب ہونی کا

و قال الجہلی علیہ السلام ما تقول قول الجاهل من یجیبہ ان الجہل یحطل الجہلی علیہ السلام ما تقول قول الجاهل من یجیبہ ان الجہل یحطل الجہلی علیہ السلام ما تقول قول الجاهل من یجیبہ ان الجہل یحطل

و قال الجہلی علیہ السلام ما تقول قول الجاهل من یجیبہ ان الجہل یحطل الجہلی علیہ السلام ما تقول قول الجاهل من یجیبہ ان الجہل یحطل الجہلی علیہ السلام ما تقول قول الجاهل من یجیبہ ان الجہل یحطل

والله اعلم بالصواب

اور بعض علمائے فرمایا ہے کہ اگر عارضہ مذکورہ تاشب باقی رہے تو تمام دیت اور اگلا زوال باقی رہے تو دیت کے دو ٹکٹ اور اگر ارتقل روز تک باقی رہے تو دیت کا ایک ٹکٹ ثابت ہوگا اور ابطال صورت میں دیت کاملہ ثابت ہوگی تفسیر مقصد شجاع (زخم ہر) اور جراح (وہ زخم جو سرور کے علاوہ کسی مقام پر موجود ہو) کے بیان میں اور شجاع آٹھ ہین خارصہ - دامیہ - متلاحمہ - سحاق - موضہ - ہاشمہ - منقلہ - مامومہ - اول خارصہ اور اوس سے وہ زخم مراد ہے جو قشر علیہ (کھال کا چھلکا) کو قطع کر دے اور اوس میں ایک اونٹ ثابت ہوتا ہے و قوم دامیہ اور آیا وہ خارصہ اور دامیہ ایک ہی شے یا نہیں پس بناب شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ان وہ دونوں ایک ہی شے ہیں اور اکثر علمائے فرمایا ہے کہ دامیہ اوس (خارصہ) کے مغائر ہے جس پر روایت منصور بن حازم دلالت کرتے ہیں پس دامیہ میں دو اونٹ ثابت ہوتے ہیں اور اوس (دامیہ) سے وہ زخم مراد ہے جو کسی قدر گوشت کو بھی قطع کر دے موم متلاحمہ اور اوس سے وہ زخم مراد ہے جو زیادہ گوشت کو قطع کر دے اور حد سحاق (پوست استخوان) تک نہ پہنچے اور اوس (متلاحمہ) میں تین اونٹ ثابت ہوتے ہیں اور وہ (متلاحمہ) غیر باضعہ ہے یا نہیں پس جو علما کہ دامیہ کے غیر خارصہ ہونیکو اختیار فرماتے ہیں اوس کے نزدیک باضعہ اور متلاحمہ ایک ہی شے ہیں اور جو علما کہ دامیہ اور خارصہ کے ایک ہی شے ہونیکو اختیار فرماتے ہیں اوس کے نزدیک باضعہ غیر متلاحمہ ہے چہ مارم سحاق اور اوس سے وہ زخم مراد ہے جو سحاق تک پہنچ جائے اور سحاق وہ جلد رفیق ہے جو گرد استخوان ہوتا ہے اور اوس (استخوان) کو زہانپ لیتا ہے اور اوس میں چار اونٹ ثابت ہوتے ہیں پانچ موضعہ اور اوس سے وہ زخم مراد ہے جو سفیدی استخوان کو ظاہر کر دیتا ہے اور اوس میں پانچ

[illegible]

والفاحية والعلامة
فالباضعة فيبر
التلاحمة والحق
السحاق في الك
تبلغ السحاق
من جلدانة العظم
مضية العظم
وفيها ما يمتد
إلى العظم
وتكشف عن العظم
وفيها غنسة
إبريق

قصاص کے اخذ کر نیکا استحقاق حاصل ہوتا ہے اور زائد میں دیت کے اخذ کر نیکا اختیار حاصل ہوتا ہے جسکی مقدار اس ونٹ ہی ہشتام مامومہ اور اس سے وہ جبرحت مراد ہے جو ام الراس تک پہنچ جائے ام راس وہ خریطہ (پردہ) ہے جو جامع دماغ ہوتا ہے اور اس (مامومہ) میں ثلث دیت ثابت ہوتا ہے جسکی مقدار تینتیس ونٹ ہوتے ہیں اور دماغ وہ زخم ہے جو خریطہ دماغ کو شکافتہ کر دے اور سلامتی اس کے ساتھ بعید ہوتی ہے اور مامومہ میں قصاص نہیں ہوتا ہے اسلیے کہ سلامتی اس کے ساتھ غالب نہیں ہے اور اگر مامومہ و موضعہ مجتمع ہو جائیں اور فقط موضعہ میں مجنی علیہ نے قصاص لینے کا اور زائد میں دیت کے اخذ کر نیکا قصد کیا تو جائز ہوگا اور زیادتی میں اٹھائیس ونٹ ثابت ہوں گے اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اٹھائیس کے ساتھ ایک اونٹ کا ثلث بھی ثابت ہوگا اور اس قول کے مامومہ میں تینتیس اور ثلث اونٹ کے ثابت ہونے پر بنا ہے اسلیے کہ روایت میں ثلث دیت وارد ہوا ہے اور ہم روایت کی تبعیت سے فقط تینتیس اونٹ پر اقتصار کرتے ہیں اور ثلث کا تینتیس اونٹوں پر بجانا اطلاق ہوا ہے اور اگر کوئی شخص کسی انسان پر جبرحت کو موضعہ کی حد تک واقع کرے اور دوسرا شخص اس (جبرحت) کو ہاشمہ کے حد تک ورتیر شخص اسکو منقلہ کے حد تک ورتیر تھا شخص اسکو مامومہ کی حد تک پہنچا دیوے تو اول پر دیت موضعہ کے پانچ اونٹ اور دوم پر مابین موضعہ و ہاشمہ کے پانچ اونٹ اور اوپر سوم پر مابین ہاشمہ و منقلہ کے پانچ اونٹ ثابت ہوں گے اور چہارم پر دیت مامومہ کا ہاشمہ ثابت ہوگا جس سے اٹھارہ اونٹ مراد ہیں اور اس باب کے لواحق میں کئی مسئلے مذکور ہوتے ہیں پچھلا مسئلہ جبرحت کہ ناک میں نفوذ کرے اس میں مجنی علیہ کی دیت کا

بایضا دیت کا
مذکور ہوتا ہے
اور اس سے
وہ جبرحت مراد ہے
جو ام الراس تک
پہنچ جائے
ام راس وہ خریطہ
(پردہ) ہے جو جامع
دماغ ہوتا ہے
اور اس (مامومہ) میں
ثلث دیت ثابت ہوتا ہے
جسکی مقدار تینتیس
ونٹ ہوتے ہیں
اور دماغ وہ زخم ہے
جو خریطہ دماغ کو
شکافتہ کر دے
اور سلامتی اس کے
ساتھ بعید ہوتی ہے
اور مامومہ میں
قصاص نہیں ہوتا ہے
اسلیے کہ سلامتی
اس کے ساتھ غالب
نہیں ہے
اور اگر مامومہ و
موضعہ مجتمع ہو
جائیں اور فقط
موضعہ میں مجنی
علیہ نے قصاص لینے
کا اور زائد میں
دیت کے اخذ کر نیکا
قصد کیا تو جائز
ہوگا اور زیادتی
میں اٹھائیس کے
ساتھ ایک اونٹ کا
ثلث بھی ثابت
ہوگا اور اس قول
کے مامومہ میں
تینتیس اور ثلث
اونٹ کے ثابت
ہونے پر بنا ہے
اسلیے کہ روایت
میں ثلث دیت
وارد ہوا ہے
اور ہم روایت کی
تبعیت سے فقط
تینتیس اونٹ
پر اقتصار کرتے
ہیں اور ثلث کا
تینتیس اونٹوں
پر بجانا اطلاق
ہوا ہے اور اگر
کوئی شخص کسی
انسان پر جبرحت
کو موضعہ کی حد
تک واقع کرے
اور دوسرا شخص
اس (جبرحت) کو
ہاشمہ کے حد تک
ورتیر شخص اسکو
منقلہ کے حد تک
ورتیر تھا شخص
اسکو مامومہ کی
حد تک پہنچا دیوے
تو اول پر دیت
موضعہ کے پانچ
اونٹ اور دوم پر
مابین موضعہ و
ہاشمہ کے پانچ
اونٹ اور اوپر سوم
پر مابین ہاشمہ و
منقلہ کے پانچ
اونٹ ثابت ہوں گے
اور چہارم پر دیت
مامومہ کا ہاشمہ
ثابت ہوگا جس سے
اٹھارہ اونٹ مراد
ہیں اور اس باب
کے لواحق میں کئی
مسئلے مذکور ہوتے
ہیں پچھلا مسئلہ
جبرحت کہ ناک میں
نفوذ کرے اس میں
مجنی علیہ کی دیت
کا

بایضا دیت کا
مذکور ہوتا ہے
اور اس سے
وہ جبرحت مراد ہے
جو ام الراس تک
پہنچ جائے
ام راس وہ خریطہ
(پردہ) ہے جو جامع
دماغ ہوتا ہے
اور اس (مامومہ) میں
ثلث دیت ثابت ہوتا ہے
جسکی مقدار تینتیس
ونٹ ہوتے ہیں
اور دماغ وہ زخم ہے
جو خریطہ دماغ کو
شکافتہ کر دے
اور سلامتی اس کے
ساتھ بعید ہوتی ہے
اور مامومہ میں
قصاص نہیں ہوتا ہے
اسلیے کہ سلامتی
اس کے ساتھ غالب
نہیں ہے
اور اگر مامومہ و
موضعہ مجتمع ہو
جائیں اور فقط
موضعہ میں مجنی
علیہ نے قصاص لینے
کا اور زائد میں
دیت کے اخذ کر نیکا
قصد کیا تو جائز
ہوگا اور زیادتی
میں اٹھائیس کے
ساتھ ایک اونٹ کا
ثلث بھی ثابت
ہوگا اور اس قول
کے مامومہ میں
تینتیس اور ثلث
اونٹ کے ثابت
ہونے پر بنا ہے
اسلیے کہ روایت
میں ثلث دیت
وارد ہوا ہے
اور ہم روایت کی
تبعیت سے فقط
تینتیس اونٹ
پر اقتصار کرتے
ہیں اور ثلث کا
تینتیس اونٹوں
پر بجانا اطلاق
ہوا ہے اور اگر
کوئی شخص کسی
انسان پر جبرحت
کو موضعہ کی حد
تک واقع کرے
اور دوسرا شخص
اس (جبرحت) کو
ہاشمہ کے حد تک
ورتیر شخص اسکو
منقلہ کے حد تک
ورتیر تھا شخص
اسکو مامومہ کی
حد تک پہنچا دیوے
تو اول پر دیت
موضعہ کے پانچ
اونٹ اور دوم پر
مابین موضعہ و
ہاشمہ کے پانچ
اونٹ اور اوپر سوم
پر مابین ہاشمہ و
منقلہ کے پانچ
اونٹ ثابت ہوں گے
اور چہارم پر دیت
مامومہ کا ہاشمہ
ثابت ہوگا جس سے
اٹھارہ اونٹ مراد
ہیں اور اس باب
کے لواحق میں کئی
مسئلے مذکور ہوتے
ہیں پچھلا مسئلہ
جبرحت کہ ناک میں
نفوذ کرے اس میں
مجنی علیہ کی دیت
کا

المرآۃ فی النکاح و النکاح فی المرآۃ
 کتاب النکاح و النکاح فی کتاب النکاح
 کتاب النکاح و النکاح فی کتاب النکاح
 کتاب النکاح و النکاح فی کتاب النکاح

باقی جروح میں بھی اسی نسبت کا لحاظ کیا جائے گا **اٹھواں مسئلہ** دیات اعضاء و جروح
 میں عورت اور مرد مساوی ہیں تا انیکہ اوس (عورت) کی دیت دیت مرد کی ثلث
 کے برابر ہو بعد ازاں اوس (عورت) کی دیت دیت مرد کا نصف ہو جاتی ہے خواہ
 جانے مرد ہو یا عورت پس اگر عورت کی ایک انگلی قطع کرنے میں سواونٹ اور دو
 انگلیوں کے قطع کرنے میں دو سواونٹ اور تین انگلیوں کے قطع کرنے میں تین
 سواونٹ اور چار انگلیوں کے قطع کرنے میں دو سواونٹ ثابت ہوں گے
 اور اسی طرح مرد سے عورت کے لیے اعضاء و جروح میں بدون قصاص لیا جائیگا
 تا انیکہ حد ثلث تک مانع ہو بعد ازاں رد فاضل کے ساتھ قصاص لیا جائے گا
نواں مسئلہ من جملہ اعضاء مرد جس عضو میں کہ اوس (مرد) کی دیت کاملہ
 ثابت ہوتی ہے جیسے ناک۔ دونوں ہاتھ۔ دونوں پائون۔ منافع اعضاء وغیرہ تو
 عورت کے اوسی عضو میں اوس (عورت) کی دیت کاملہ ثابت ہوگی اور اسی طرح
 مرد ذمی کی جس عضو میں اوس (مرد ذمی) کی تمام دیت (اٹھ سو درہم) ثابت ہوتے
 ہی زن ذمیہ کی اوسی عضو میں اوس (زن ذمیہ) کی تمام دیت (چار سو درہم) ثابت
 ہوگی اور غلام کے اوس عضو میں اوس (غلام) کی تمام قیمت ثابت ہوتی ہے اور جس
 جنایت میں کہ مرد حر کے دیت کے لیے کوئی مقدار معین ہے عورت اور ذمی کے لیے
 اوسی جنایت میں اوس نسبت کے ساتھ دیت ثابت ہوگی جو ان دونوں (عورت
 اور ذمی) کی دیت کو مرد حر کی دیت کے ساتھ حاصل ہوگی اور اسی طرح قیمت غلام
 میں سے اوس نسبت کے ساتھ دیت ثابت ہوگی جو نسبت کہ اوس کی قیمت کو مرد حر
 کی دیت کے ساتھ حاصل ہوگی **دسواں مسئلہ** جس مقام میں کہ ہم ثبوت ارش

الحادی بجلد
 اوامرہ فنفی
 الاصل مائتہ
 دینار و کاتین
 مائتان و فی
 الثلاث ثلث
 مائتہ و فی
 مائتان و کذا
 البیاض
 یقتضی من البیاض
 الاعضاء و الجرح
 من غیر ذمہ
 بینہ الثلاث
 یقتضی من الذمہ
 الثلاث شتم
 کل ما یجوز دینہ
 الرجل من اعضاء
 و الجرح اھم فیہ
 من الذمہ و یقتضی
 دینہ من الذمہ
 یقتضی من الذمہ
 مقدار من الذمہ

المرآۃ فی النکاح و النکاح فی المرآۃ
 کتاب النکاح و النکاح فی کتاب النکاح
 کتاب النکاح و النکاح فی کتاب النکاح
 کتاب النکاح و النکاح فی کتاب النکاح



الحق القصص

من کلاوی لہ

دعوتی قلم

الحمد لله
والصلاة والسلام
على محمد وآله

لوقل خطاء

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ
الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا
وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا
رَحْمَةُ اللَّهِ وَكَرَمُهُ

مجلس

وهي اربعة

الجنين و ربي

جناب المسماة
ماتة دیناراوا
انجلی

وہابیہ

کامیابی

وكانت منيا
عن جعفر عن
علي عليه السلام
عن تيارمه
والعمل على القول
ما للهو افضي
عن تيارمه
وكانت منيا
عن جعفر عن
علي عليه السلام
عن تيارمه
والعمل على القول
ما للهو افضي
عن تيارمه
وكانت منيا
عن جعفر عن
علي عليه السلام
عن تيارمه
والعمل على القول
ما للهو افضي
عن تيارمه

در بیان
الجنین
السلام لان
الحیاتیة وقت
مطلقا لا یقتضی
بها حال
لا استقرار
لوضع الجنین
فان قلت الجنین
لا یضمین لان
الجنین اذا وقع
مضمونا ففیها
سریتها ولو کان
متمنا فقلت

والقتله قال
الشیخ الخلیل
اقل الامین
من عشر
فیتمتها وقت
الجنین او
الدیة لان
عشر القتیلة
ان كان اقل
فان یاتی بالجنین
ولا یستحق
الجنین وادارة
دیة الجنین اقل
لان لما دیة
لان مقتضی
بالفق وادارة
یاعنی القول
الفرق او علی
ایکون الجنین
الامین او الجنین
القتل وادارة
فان قلت الجنین
فیها دمة وادارة
علی القتیلة و
لوم حاله
خطا فقلت
وقال الخلیل
لان جنین
فان عترف
الجنین ففیها
دمة وادارة

تو جانی پر جنین مسلم کی دیت لازم ہوگی اسلیے کہ جنایت مذکورہ مضمون تہجی جنین وقت استقرار
کا اعتبار کیا جاتا ہو اور اگر کوئی شخص کسی زن حرّیہ پر ضرب لگائے بعد از ان وہ (زن حریم)
اسلام لای اور اپنے حل کو ساقط کر دے تو جانی او کا صناس نہوگا اسلیے کہ جنایت مذکورہ
مضمون نہ تھے لہذا او کی سرایت بھی مضمون نہوگی اور اگر زن مضروبہ کنیز ہو و بعد
ضرب آزاد ہو جائے اور اپنے حل کو ساقط کر دے تو شیخ علیہ الرحمہ فرمایا ہو کہ آقا کو
کنیز مذکورہ کی قیمت عند الجنایت (جو وقت جنایت قرار پائے) کے عشر (دسواں حصہ)
اور دیت جنین میں سے اقل الامین (جو اون دونوں میں کم ہو) کا استحقاق حاصل ہوگا
اسلیے کہ اگر دیت جنین کی نسبت اوس (کنیز) کے قیمت کا عشر کم ہو تو زیادتی بعض
حرّیت قرار پائے گی لہذا آقا کے لیے اوس (زیادتی) کا استحقاق نہوگا بلکہ اوس (زیادتی)
کا استحقاق وارث جنین کے لیے حاصل ہوگا اور اگر عشر قیمت کے نسبت اوس (جنین)
کی دیت کم ہوئی تو آقا کے لیے دیت کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ اوس (آقا) کا حق بوجہ
عشق ناقص ہو گیا اور جو کچھ کہ شیخ علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا ہو وہ وجوب غرہ کے
قائل ہونے پر ملتی ہو تاکہ قیمت غرہ کا دیت سے زائد ہونا ممکن ہو یا جنین حرّیہ کی دیت
سے جنین امّہ (کنیز) کی دیت زائد ہونے پر ملتی ہو اور یہ دونوں تقدیریں ممنوع ہیں
پس صورت مذکورہ میں آقا کو دونوں تقدیروں پر کنیز کی اوس قیمت کے عشر کا استحقاق
حاصل ہوگا جو وقت جنایت قرار پائے اور اگر کوئی شخص کسی زن حاملہ پر ازراہ خطا ضرب
لگائے اور زن مذکورہ اپنے حل کو ساقط کر دے اور ولی دم اوس (جنین) کے زندہ
ہو نیکا مدعی ہو اور جانی بھی اوس (جنین) کے زندہ ہو نیکا اعتراف کرے تو مبالغہ
جانی پر جنین مردہ کی دیت لازم ہوگی اور زیادتی کا جانی معترف (اقرار کر نیوالا) ضمان

ديينار الحراما شتره
البيت المسلم
من قطم راس
الثانين
ثلاث سنين
نقشاد عسره
حطافه فطى العظم
المجانى وان كان
العهد فطى مال
عده الوشيه
ديين الخمينى كان

وكانت له في كل
الاصحابه يقوم
كل واحد في كل
اشهر في كل
الغنى والفقير
عشر من درهم في رتبة
ان تضال عن
بعض محابه عن
ابو عبد الله عليه
السلام من شهر
كل اول شهر
وقيل في كل
الحاء عشر من
ارهما

المسألة

اور محکوم اس قول کا مستند معلوم نہیں ہوتا اور کلب زراعت میں ایک قفیز گندم ہوا اور
قفیز ایک قسم کا پیانہ ہے جسکی مقدار آٹھ کوک ہے اور ایک کوک کی مقدار تین کیلیات ہو
ہیں اور ایک کیلیجہ کی مقدار ایک من اور سات شمن (۱/۲) ہوتی ہے اور ایک من کی مقدار
دو ظل ہوتی ہے اور حیوانات مذکورہ کے علاوہ کسی حیوان کے لیے کوئی قیمت نہیں ہے
خواہ سگ ہو یا اور کوئی حیوان پس اگر کوئی اونہیں سے کسی حیوان کو قتل کر ڈالے تو قاتل
پر کوئی شے لازم نہوگی لکن جس حیوان کا کہ کافر ذمی مالک ہوتا ہے جیسے خوک اور کے قتل
کرنے میں قاتل پر وہ قیمت لازم ہوتی ہے جو اس کے ستلین (طال جاننے والے) کے نزدیک
قرار پائے اور اگر حیوان مذکور کے اطراف پر جنایت کی جائے تو ارش ثابت ہوگی اور اس
مقام پر کئی مسئلے مذکور ہوئے ہیں پہلا مسئلہ اگر کوئی شخص کسی کافر ذمی کے آلہ نہویا
شراب کو تلف کر دے تو تلفت اس کا ضامن ہوگا اگرچہ وہ (تلف) مسلم ہو لکن ضامن
ہونے میں ذمی کا اس (آلہ نہویا شراب) کے ساتھ استتار (پوشیدہ کرنا) شرط ہے پس
اگر اس کا اظہار کرے گا تو تلفت مسلم اس کا ضامن ہوگا اور اگر کسی مسلم کے پاس آلہ نہویا شراب
موجود ہو اور کوئی شخص اس کو تلف کر دے تو جانی اس کا بہر تقدیر ضامن ہوگا خواہ وہ
(جانی) مسلم ہو یا کافر و رستہ نہویا متظاهر دومسئلہ جبکہ کوئی ماشیہ (حیوان کسی
زراعت پر رات کو جنایت کرے تو صاحب ماشیہ ضامن ہوگا اور دن کو جنایت کرے
تو ضامن نہوگا اور اس قول کا مستند وہ روایت ہے جسکو سکونی نے حضرت امام حنفی
علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور اس روایت میں ضعف ہے اور تفریط کا موضع ضمانت
میں اعتبار کرنا اقرب ہے خواہ وقت جنایت رات ہو یا دن تیسرا مسئلہ روایت محمد بن
قیس میں اسل و نٹ کے بارہ میں جو چار شخصوں کے درمیان مشترک تھا اور منجملہ ان کے

الثالثة روى عن أمير المؤمنين عليه السلام أنه قضى في بعض أربعة

عقله احكام
نوعه في عين
فانكسر ان
على اشياء
حصة لانه
حفظه
ضيق اليافون
التي

عقله احكام
نوعه في عين
فانكسر ان
على اشياء
حصة لانه
حفظه
ضيق اليافون
التي

ایک شخص نے اسکو بذریعہ عقال (رسی) محفوظ کیا اور وہ اونٹ کنوین میں گر گیا اور
اوسکے بعض اعضاء منکسر ہو گئے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہوا
ہے کہ باقی تینوں شریکوں پر شخص مذکور کا حصہ واجب ہوگا اسلیئے کہ اوسنے اونٹ
کی حفاظت کی ہے اور باقی شرکانی اسکو ضایع کیا ہے چوتھا مسئلہ کلاب ثلثہ (سگ
شکاری و سگ گو سپند و سگ زراعت) کی دیت اونکے قاتل پر مقدمہ ہو لکن اگر
کوئی شخص انہیں سے کسی کلب کو غصب کرے اور غاصب کے پاس وہ (کلب)
تلف ہو جائے تو غاصب اسکی قیمت سوقیہ کا ضامن ہوگا اگرچہ مقدمہ شرعی سے
اوس (قیمت سوقیہ) کی مقدار زائد ہو سو وہ کفارہ قتل کے بیان میں اگر کوئی شخص کسی
مؤمن کو ازراہ عمد قتل کر دے تو اوس پر کفارہ جمع واجب ہوگا اور اگر ازراہ خطا
قتل کر دے تو صورت مباشرت میں کفارہ مرتبہ واجب ہوگا اور صورت تسمیہ میں
واجب نہ ہوگا پس اگر تیغ کو گرا دیوے یا کنواں کھو دے یا کار کو اپنی ملک کے علاوہ کسی
دوسرے مقام پر منصوب کر دے اور کوئی شخص ٹھوکر کھاوے اور ہلاک ہو جائے
تو دیت کا ضامن ہوگا اور کفارہ کا ضامن نہ ہوگا اور کفارہ جمع ہمارے نزدیک کسی
مسلم کے قتل کرنے میں واجب ہوتا ہے خواہ ذکر ہو یا انشی اور حر ہو یا عبد اور اسی طرح صبی
و مجنون کے قتل کرنے میں بھی کفارہ جمع واجب ہوتا ہے بشرطیکہ وہ دونوں محکوم باسلام
ہوں اور اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے غلام کو قتل کر ڈالے تو اوس پر بھی کفارہ جمع واجب
ہوگا اور کسی کافر کے قتل کرنے میں کفارہ واجب نہیں ہوتا خواہ افرزمی ہو یا معاذ ازراہ
عمد قتل کیا ہو یا ازراہ خطا اور اس قول کا مستند براءت اصلیه ہے اور اگر کوئی شخص کسی
مسلم کو دار حرب میں بدون ضرورت ازراہ عمد قتل کرے اور قاتل کو اسکا مسلم ہونا معلوم

احكام
فانکسر ان
على اشياء
حصة لانه
حفظه
ضيق اليافون
التي

عقله احكام
نوعه في عين
فانكسر ان
على اشياء
حصة لانه
حفظه
ضيق اليافون
التي

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من مات على دينه مات على دينه ومن مات على غير دينه مات على غير دينه

موضعا اور مازدا کا عاقلہ قطعاً متحمل ہوتا ہے اور آیا عاقلہ اوس جراثحت کی دیت کا بھی متحمل ہوتا ہے جو موضع سے ناقص ہو پس شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف میں فرمایا ہے کہ متحمل ہوتا ہے اور خلاف کے علاوہ باقی کتب میں اوس کے متحمل ہونے کو منع فرمایا ہے اور روایت میں بھی یہی وارد ہوا ہے لیکن اوس روایت میں منع ہے اور عاقلہ کی دیت خطا کا تین سال کے اندر فی سال ثلث دیت کے حساب سے ضامن ہوتا ہے پس ختم سال کے وقت اوس پر ثلث دیت کا ادا کرنا لازم ہوگا خواہ وہ دیت کا ملہ ہو جیسے مرد مسلم کی دیت یا ناقصہ ہو جیسے عورت اور کافر ذمی کی دیت اور ارش کے بارہ میں شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط میں فرمایا ہے کہ اوس (ارش) کا ایک سال میں ختم سال کے وقت ادا کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ وہ (ارش) ثلث دیت کے مساوی یا اوس سے ناقص ہو اس لیے کہ عاقلہ پر دیت مقبول کافی الحال ادا کرنا لازم نہیں ہو سکتا اور اس میں اشکال ہے اس لیے کہ تاخیر (تاخیر کرنا) کا دیت کے ساتھ مختص ہونا اور ارش کے ساتھ اوس (تاخیر) کا مستر ہونا بھی متحمل ہے اور نیز شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر دیت کے دو ثلث سے اوس (ارش) کے مقدار کم ہو تو ختم سال کے وقت اوس کا ثلث اول حال (بے مدت) ہو جائیگا اور سال دوم کے بعد اوس (ارش) کا باقی حال ہو جائیگا اور اگر دیت سے اوس (ارش) کی مقدار زیادہ ہو جیسے دونوں ہاتھوں کا قطع اور دونوں آنکھوں کا قلع کرنا اور مجنی علیہ شخص ہوں تو ختم سال کے وقت اون دونوں میں سے ہر ایک کے لیے ثلث دیت حال ہو جائیگا اور اگر وہ (مجنی علیہ) ایک ہی شخص ہو تو ختم سال کے وقت اوس کے لیے فی جنایت سدس دیت کے حساب سے ثلث دیت حال ہو جائیگا اور ان جملہ صورتوں میں

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من مات على دينه مات على دينه ومن مات على غير دينه مات على غير دينه

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من مات على دينه مات على دينه ومن مات على غير دينه مات على غير دينه

اشكال اول (تاجیل کا مختص بہ دیت ہوتا ہے اور عاقلہ سے اقرار اور صلح کی ضمانت متعلق نہیں ہوتی اور اسی طرح اُس سے جنایت عمر کی ضمانت بھی متعلق نہیں ہوتی جبکہ قاتل موجود ہو اگرچہ وہ (جنایت) موجب دیت ہو اور موجب قصاص نہ ہو جیسے باپ کا اپنے بیٹے کو اور سلم کا کسی ذمی کو اور حر کا کسی مملوک کو قتل کرنا اور اگر کوئی شخص اپنے نفس پر ازراہ خطا جنایت کرے تو ہر ہوگی اور عاقلہ اس کا ضمان نہ ہوگا خواہ وہ (جنایت) قتل ہو یا جرح اور کافر ذمی کی جنایت اُس کے مال میں ثابت ہوتی ہے اور اس کے عاقلہ پر لازم نہیں ہوتی اگرچہ ازراہ خطا واقع ہوا اور اگر کافر مذکور اپنی دیت کی ادا کرنے سے عاجز ہو تو امام علیہ السلام اُس کے عاقلہ قرار پائیں گے اسی لئے کہ وہ (کافر ذمی) امام کے لیے ضریبہ (مال مقرر جزیرہ) کو ادا کرتا ہے اور آقائے مملوک اوس (مملوک) کے جنایت کا عاقل (دیت دینے والا) نہیں ہو سکتا خواہ وہ (مملوک) قتل (مملوک محض) ہو یا بدتر یا مکاتب اور اسی طرح وہ (آقا) کثیر مستولہ کی جنایت کا بھی علی الاشبه عاقل نہیں ہو سکتا اور ضامن جریرہ پر مضمون عنہ کی دیت کا ادا کرنا لازم ہوتا ہے اور مضمون عنہ پر ضامن کی دیت کا ادا کرنا لازم نہیں ہوتا البتہ اگر ہر ایک شخص دوسرے کے جریرہ ضامن ہو تو ہر ایک پر دوسرے کی دیت کا ادا کرنا لازم ہوگا اور وجود عصبہ و معتق (آزاد کرنا والا) کے ساتھ ضامن جریرہ کی ضمانت مجتمع نہیں ہو سکتی اسی لئے کہ عقد ضمان جریرہ میں جہالت نسبت اور فقدان مولیٰ شرط ہے پس عصبہ یا معتق کے موجود ہونے کی صورت میں عقد مذکور صحیح ہوگا اور جبکہ ضامن جریرہ موجود اور موسر (خوشحال) ہو تو امام علیہ السلام علی الاشبه ضامن نہوں گے

اشكال اول (تاجیل کا مختص بہ دیت ہوتا ہے اور عاقلہ سے اقرار اور صلح کی ضمانت متعلق نہیں ہوتی اور اسی طرح اُس سے جنایت عمر کی ضمانت بھی متعلق نہیں ہوتی جبکہ قاتل موجود ہو اگرچہ وہ (جنایت) موجب دیت ہو اور موجب قصاص نہ ہو جیسے باپ کا اپنے بیٹے کو اور سلم کا کسی ذمی کو اور حر کا کسی مملوک کو قتل کرنا اور اگر کوئی شخص اپنے نفس پر ازراہ خطا جنایت کرے تو ہر ہوگی اور عاقلہ اس کا ضمان نہ ہوگا خواہ وہ (جنایت) قتل ہو یا جرح اور کافر ذمی کی جنایت اُس کے مال میں ثابت ہوتی ہے اور اس کے عاقلہ پر لازم نہیں ہوتی اگرچہ ازراہ خطا واقع ہوا اور اگر کافر مذکور اپنی دیت کی ادا کرنے سے عاجز ہو تو امام علیہ السلام اُس کے عاقلہ قرار پائیں گے اسی لئے کہ وہ (کافر ذمی) امام کے لیے ضریبہ (مال مقرر جزیرہ) کو ادا کرتا ہے اور آقائے مملوک اوس (مملوک) کے جنایت کا عاقل (دیت دینے والا) نہیں ہو سکتا خواہ وہ (مملوک) قتل (مملوک محض) ہو یا بدتر یا مکاتب اور اسی طرح وہ (آقا) کثیر مستولہ کی جنایت کا بھی علی الاشبه عاقل نہیں ہو سکتا اور ضامن جریرہ پر مضمون عنہ کی دیت کا ادا کرنا لازم ہوتا ہے اور مضمون عنہ پر ضامن کی دیت کا ادا کرنا لازم نہیں ہوتا البتہ اگر ہر ایک شخص دوسرے کے جریرہ ضامن ہو تو ہر ایک پر دوسرے کی دیت کا ادا کرنا لازم ہوگا اور وجود عصبہ و معتق (آزاد کرنا والا) کے ساتھ ضامن جریرہ کی ضمانت مجتمع نہیں ہو سکتی اسی لئے کہ عقد ضمان جریرہ میں جہالت نسبت اور فقدان مولیٰ شرط ہے پس عصبہ یا معتق کے موجود ہونے کی صورت میں عقد مذکور صحیح ہوگا اور جبکہ ضامن جریرہ موجود اور موسر (خوشحال) ہو تو امام علیہ السلام علی الاشبه ضامن نہوں گے

علی الاشبه (تاجیل کا مختص بہ دیت ہوتا ہے اور عاقلہ سے اقرار اور صلح کی ضمانت متعلق نہیں ہوتی اور اسی طرح اُس سے جنایت عمر کی ضمانت بھی متعلق نہیں ہوتی جبکہ قاتل موجود ہو اگرچہ وہ (جنایت) موجب دیت ہو اور موجب قصاص نہ ہو جیسے باپ کا اپنے بیٹے کو اور سلم کا کسی ذمی کو اور حر کا کسی مملوک کو قتل کرنا اور اگر کوئی شخص اپنے نفس پر ازراہ خطا جنایت کرے تو ہر ہوگی اور عاقلہ اس کا ضمان نہ ہوگا خواہ وہ (جنایت) قتل ہو یا جرح اور کافر ذمی کی جنایت اُس کے مال میں ثابت ہوتی ہے اور اس کے عاقلہ پر لازم نہیں ہوتی اگرچہ ازراہ خطا واقع ہوا اور اگر کافر مذکور اپنی دیت کی ادا کرنے سے عاجز ہو تو امام علیہ السلام اُس کے عاقلہ قرار پائیں گے اسی لئے کہ وہ (کافر ذمی) امام کے لیے ضریبہ (مال مقرر جزیرہ) کو ادا کرتا ہے اور آقائے مملوک اوس (مملوک) کے جنایت کا عاقل (دیت دینے والا) نہیں ہو سکتا خواہ وہ (مملوک) قتل (مملوک محض) ہو یا بدتر یا مکاتب اور اسی طرح وہ (آقا) کثیر مستولہ کی جنایت کا بھی علی الاشبه عاقل نہیں ہو سکتا اور ضامن جریرہ پر مضمون عنہ کی دیت کا ادا کرنا لازم ہوتا ہے اور مضمون عنہ پر ضامن کی دیت کا ادا کرنا لازم نہیں ہوتا البتہ اگر ہر ایک شخص دوسرے کے جریرہ ضامن ہو تو ہر ایک پر دوسرے کی دیت کا ادا کرنا لازم ہوگا اور وجود عصبہ و معتق (آزاد کرنا والا) کے ساتھ ضامن جریرہ کی ضمانت مجتمع نہیں ہو سکتی اسی لئے کہ عقد ضمان جریرہ میں جہالت نسبت اور فقدان مولیٰ شرط ہے پس عصبہ یا معتق کے موجود ہونے کی صورت میں عقد مذکور صحیح ہوگا اور جبکہ ضامن جریرہ موجود اور موسر (خوشحال) ہو تو امام علیہ السلام علی الاشبه ضامن نہوں گے

و اما کیفیۃ تقسیط الاموال علی ما یراه عساکر احوال المقاتلین و هو ان یشترکوا فی کل شیء من الغنم و الفی سوا ذلک و فیما فی الغنم علی ما یراه عساکر و فیما فی الفی سوا ذلک و فیما فی الغنم علی ما یراه عساکر

دوم امر تقسیط دیت کے بیان میں پس دیت ابتداء عاقلہ پر لازم ہوتی ہے اور جانی سے اس کا مسطالبہ کرنا علی الاصح جائز نہیں ہے اور کثرت تقسیطین و قول میں اول غنی پر دس قیراط (نصف دینار) کا اور فقیر پر پانچ قیراط (ربع دینار) کا واجب ہونا تاکہ قدر شفق پر اقتصار رہے دوم امام کا دیت کو انہی راسے کی بنا پر احوال عاقلہ کے موافق تقسیم کرنا اور یہی قول شبہ ہے اور آیا میں قریب و بعید جمع کرنا صحیح ہوگا یا نہیں اس میں دو قول ہیں لیکن توزیع (تقسیم) میں ترتیب کا اعتبار کرنا شبہ ہے اور آیا وجوہ عصبہ کی صورت میں دیت جانی کا اس کے مولیٰ سے اخذ کرنا صحیح ہوگا یا نہیں پس اس کا صحیح ہونا شبہ ہے بشرطیکہ حصص عصبات سے دیت کی مقدار زائد ہو اور اگر انضمام مولیٰ کے بعد بھی اس (دیت) کی مقدار باقی رہے تو عصبہ مولیٰ سے اخذ کی جائیگی اور اگر عصبہ مولیٰ کی حصہ سے بھی اس کی مقدار زائد ہو تو مولیٰ سے مولیٰ پر لازم ہوگی بعد از ان مولیٰ سے مولیٰ کے عصبہ پر لازم ہوگی اور اگر عاقلہ کے جملہ طبقات سے دیت کی مقدار زائد ہو تو شیخ الطائفہ رحمہ نے فرمایا کہ قدر زائد کا امام سے اخذ کرنا صحیح ہوگا تا نیکہ اگر دیت کی مقدار ایک دینار فرض کیا جائے اور جانی کے لیے کوئی بھائی موجود ہو تو اس (جانی) سے دس قیراط (نصف دینار) اخذ کیے جائیں گے اور باقی مقدار کا بیت المال سے اخذ کرنا جائز ہوگا لیکن مجموع دیت کا بھائی پر لازم کرنا شبہ ہے بشرطیکہ اس کے سوا کوئی عاقلہ موجود نہ ہو اس لیے کہ امام کا ضامن دیت ہونا عاقلہ کے معدوم ہونے یا ادا دیت سے اوں (عاقلہ) کے عاجز ہونے کی صورت کے ساتھ مشروط ہے اور اگر دیت سے حد عاقلہ زائد ہو تو اس (دیت) کے ساتھ بعض عاقلہ کا مخصوص کرنا صحیح نہ ہوگا

و اما کیفیۃ تقسیط الاموال علی ما یراه عساکر احوال المقاتلین و هو ان یشترکوا فی کل شیء من الغنم و الفی سوا ذلک و فیما فی الغنم علی ما یراه عساکر و فیما فی الفی سوا ذلک و فیما فی الغنم علی ما یراه عساکر

و اما کیفیۃ تقسیط الاموال علی ما یراه عساکر احوال المقاتلین و هو ان یشترکوا فی کل شیء من الغنم و الفی سوا ذلک و فیما فی الغنم علی ما یراه عساکر و فیما فی الفی سوا ذلک و فیما فی الغنم علی ما یراه عساکر

دینا الشیخ الاسلام
 فی النفل من شاة
 بالجملة شیخ
 بالانساب
 غایب بعض العاقلین
 وابتداء عزان
 والتأخیر من
 الموت وفی
 من البیان لا

اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ امام کو اپنی رائے کی بنا پر ہر ایک شخص کا مخصوص
 تعقل کرنا جائز ہوگا اسلئے کہ باعتبار حصص اوس (دیت) کے تقسیم کرنے میں شقت
 لازم آتی ہو لیکن قول اول انب بعدل ہو اور اگر بعض عاقلہ غائب ہوں تو دیت
 کے ساتھ فقط حاضر کا مخصوص کرنا صحیح ہوگا اور دیت نفس میں زمان تاخیر کے
 وقت موت سے ابتداء کی جائیگی اور دیت طرف میں وقت جنایت سے ابتداء
 کی جائیگی اور وقت انزال سے نہ کی جائیگی اور سرایت میں وقت اندمال سے
 ابتداء کی جائیگی اسلئے کہ موجب سرایت کا استقرار بدون انزال نہیں ہو سکتا اور
 مدت کا مقرر کرنا حاکم پر موقوف نہیں ہو اور جبکہ موسر پر سال ختم ہو جائیگا تو مطالبہ
 اوسکی طرف متوجہ ہوگا اور اگر مر جائے تو وہ مقدار ساقط نہوگی جو اوپر لازم
 ہو چکی ہے بلکہ اوسکے ترکہ میں ثابت ہوگی اور اگر عاقلہ کسی دوسرے بلد میں موجود
 ہو تو اوس بلد کے حاکم کو صورت واقعہ پر بذریعہ کتابت مطلع کرنا معین ہوگا تاکہ
 وہ (حاکم) دیت کو عاقلہ پر اوسطی تقسیم کرے جس طرح کہ قاتل کے اوس مقام پر موجود
 ہونے کی صورت میں تقسیم کرتا اور اگر جانی کے لیے کوئی عاقلہ نہو یا اداء دیت سے
 عاجز ہو تو اوس (دیت) کا جانی سے اخذ کرنا صحیح ہوگا اور اگر جانی کے پاس کوئے
 مال نہو تو اوس (دیت) کا امام علیہ السلام سے اخذ کرنا صحیح ہوگا اور بعض علمائے
 فرمایا ہر کہ عاقلہ کی فقیر مونس یا اداء دیت سے عاجز ہوئی صورت میں دیت کا
 امام سے اخذ کرنا معین ہوگا اور اوس کا قاتل سے اخذ کرنا صحیح ہوگا قول اول
 مروی ہو اور خطا شبہ بعد کے دیت کا مال جانی سے تعلق ہوگا پس اگر وہ (جانی)
 مر جائے یا بھاگ جائے تو بعض علمائے فرمایا ہر کہ دیت کا من طلبا و ن لوگوں کے

من قتلک لا یلزم
 وفی کسیر من
 وقت لا ینال
 لان توجہ لا
 یتقرر و یندر
 لا یقف ضرب
 الاصل علی الحاکم
 و انما مال الحول
 علی مونس و یجوز
 مطالبہ و لو انما
 لم یسقط ما یؤخذ
 و یثبت من ترکہ
 ولو کان مال عاقلہ
 فی بلد اخر فلو
 حاکم بمسورۃ
 الدیۃ یؤخذ و یغنا
 مال الدیۃ و یغنا
 عن الدیۃ و یغنا
 عن الدیۃ و یغنا
 عن الدیۃ و یغنا

اخذت من مال
 وقیل موقوف
 اساقطہ اوس
 عنہا و یغنا
 من الامام دون
 الفاقول و لا یلزم
 مودی و دینہ
 للفقہاء شیعہ
 النفل فی مال
 البیان فان
 اوس بیکر

جلاس ۱۵۰
پیشین
مستند از دست
است که در
نسخه و کتب
در این کتاب
اولی علی بن
کلی منقول
الفتاوی
در مستند
و مستند

جو ذمی ہیں جسکی وجہ سے ہم بیان کر چکے ہیں علاوہ برہنہ رومی کا اعتدال
تیسرے وقت مسلم ہونا مفروض ہوا اور عاقلہ ذمی پر دیت مسلم کا ادا کر
واجب نہیں ہوتا اور سطح رومی مذکورے اور عقیات پر بھی دسکی دیت کا ادا کرنا لازم نہوگا
جو مسلمان میں اسلیے کہ اسکا ذمی ہونے کی حالت میں تیسرے کو رہا کرنا مفروض ہو پس رومی
مذکور اوس (دیت) کا اپنے مال میں ضامن ہوگا اور سطح اگر کوئی مسلم کسی پرند تیسرے کو
رہا کرے بعد ازاں مرتد ہو جائے اور وہ تیسرے کو ہلاک کر دے تب بھی یہی کلام جاری
ہوگا شیخ طلیہ رحمہ نے فرمایا ہے کہ رومی مذکور کے عقیات مسلمین پر اسکی دیت کا ادا
کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ اوس (رومی) کا وقت قتل مرتد ہونا مفروض ہوا اور سطح اس کے
عقیات کفار پر بھی دسکی دیت کا ادا کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ اوس (رومی) کا مسلم ہونے کی
حالت میں تیسرے کو رہا کرنا مفروض ہوا اور اگر عقیات مسلمین پر اسکی دیت کے لازم ہونے کو
اختیار کریں تو خوب ہوا اسلیے کہ مرتد مذکور کے میراث کا استحقاق بھی علی الاصح انھیں
Checked عقیات مسلمین کے لیے حاصل ہوتا ہے۔

اعصیاتِ مسلمین کے لئے حاصل ہوتا ہے۔

Checked

~~1987~~

الحمد للہ کہ کتاب روئے الاحکام ترجمہ شائع الاسلام کی مجلد چہارم ختم ہوئی ورجاء کہ جو حضرات بابرکات اس ترجمہ کا مطالعہ کرین ترجمہ قلیل البصاۃ کو دعاء خیر سے محروم نہ فرمائیں وراگر کسی مقام پر غلطی واقع ہوئی ہو اسکی اصلاح فرمائیں
وما ارید الا الاصلاح ما استطعت

٢٢

الف ٢٣

215